وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ط

(اور جس نے ایک شخص کی جان بچائی گویا اس نے پوری انسانیت کو بچایا)

جدید
ہومیو پیتھک ریسرچ

وائٹل فورس اور میازم
کا نیا نظریہ

مصنف: ڈاکٹر ایم۔ اے علیم

وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا

(اور جس نے ایک شخص کی جان بچائی گویا اس نے پوری انسانیت کو بچایا)

[illegible]
D.I.KHAN
B.Sc. D.H.M.S. RHMP

جدید

ہومیوپیتھک ریسرچ

وائٹل فورس اور میازم
کا نیا نظریہ

پاک ہومیو ٹریڈرز
ہومیو سٹور اینڈ کلینک کچہری روڈ ملتان

مصنف: ڈاکٹر ایم۔ اے علیم

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

مصنف	ڈاکٹر ایم۔ اے علیم
مرتب	شاہنواز، شہباز
اشاعت اول	جنوری 2002ء
تعداد	1000
صفحات	128
کمپوزنگ	شہزاد منیر
ناشر	شہزاد کمپیوٹر آرٹس امین پور بازار فیصل آباد فون: 624817
قیمت	-/80 روپے

پیش لفظ

علم اللہ تعالیٰ کی طرف ایک روشنی ہے ۔ غور کرنا ، جاننا اور سیکھنا انسانی جبلت ہے اور یہی تقاضائے انسانیت ہے جس کیلئے ہر دور میں وسعت اور بہتری کی کوششیں ہوتی رہتی ہیں ۔ اور دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ علم طب کی ترقی کیلئے بھی ماہرین کوشاں ہیں ۔ ہومیوپیتھی جو کہ ایک بہترین ذریعہ علاج ہے ۔ اسکے بارے میں بھی محققین اور مصنفین بہتری اور جدت کیلئے کوشاں ہیں ۔ مصنفین نے ہومیوپیتھک میٹریا میڈیکا کو تو مختلف طرز تحریر کے ذریعے آسان اور قابل فہم بنانے کی کوشیش کی ہیں ۔ مگر فلاسفی جیسے اہم سبجیکٹ **Subject** پر لکھا تو گیا مگر فلاسفی کے نہائت اہم موضوعات مثلاً قوت حیات (وائیٹل فورس) اور میازم وغیرہ تا حال مبہم ہیں ۔ کیونکہ انکے بارے میں مختلف ماہرین کی آراء میں اختلاف ہے جسکی وجہ سے اکثر ہومیوپیتھک حضرات بے یقینی کی کیفیت سے دوچار ہیں ۔ میں نے یہ محسوس کرتے ہوئے ۔ پریکٹس کیلئے بنیادی اہمیت کے حامل امر ’’کیس ٹیکنگ‘‘ کے تمام پہلوؤں کو واضح کرنے اور وائیٹل فورس کا جسم انسانی میں صحت و بیماری کی حالت میں عمل دخل اور جسم انسانی میں اسکا ماخذ سائنسی طور پر ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ میازم پر تحقیقات کرتے ہوئے میازم کی صحیح ہیت کی عکاسی نہائت آسان اور قابل فہم طریقے سے پیش کرنے کی غرض سے قلم اٹھانے کی جسارت کی ہے جسکے لئے نہائت آسان اور عام فہم الفاظ استعمال کیے ہیں تا کہ پریکٹیشنر حضرات کے علاوہ طلبہ بھی آسانی سے استعفاد حاصل کر سکیں ۔ میری اس کاوش میں میرے نہائت عزیز رانا قمر عباس کے علاوہ جناب ڈاکٹر لیاقت علی صاحب ، جناب مرزا محمد صادق صاحب اور ڈاکٹر الطاف حسین شاہد صاحب کی مشاورت نے میرا ساتھ دیا اور میری مسز جس نے دوران تحقیق میری معاونت کی اللہ تعالیٰ ان تمام کو اجر عظیم سے نوازے آمین ۔ میری خدائے رحیم وکریم کے حضور نہائت عجز وانکساری کے ساتھ دعا ہے کہ انسانیت کی بھلائی کیلئے کی جانے والی میری اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ رحمت میں شرف قبولیت سے نوازے (آمین) قارئین کرام سے امید ہے کہ وہ میری تحقیق کو پرکھتے ہوئے پسند فرمائیں گے اور اپنی آراء سے نوازیں گے

فقط

ڈاکٹر محمد اسلم علیم

دیباچہ

نہائت افتخار اور اعزاز کا باعث ہے کہ ڈاکٹر محمد اسلم علیم صاحب جو کہ میرے واجب الاحترام اُستاد بھی ہیں نے اپنی گراں قدر اور برسہا برس کی تحقیقات و تجربات کا عرق کشید کر کے ایک شاندار کتاب کے مسودے کی صورت میں میرے سپرد کیا کہ میں اسے پڑھ کر اپنے محسوسات و خیالات کے قلم سے کچھ رقم کروں۔ جہاں تک کتاب کے مندرجات کا تعلق ہے تو ان میں بھی میں دوسرے فضلا و ماہرین کے ہمراہ مصنف کی بحث و تمحیص کا حصہ رہا ہوں۔ جو ان کی وسیع النظری اور نظریہ ہومیوپیتھی کے ساتھ مخلص ہونے کی بین دلیل ہے۔ کتاب روزمرہ کے علاج معالجہ سے اخذ کئے گئے نتائج اور سفارشات پر مبنی ہونے کے ساتھ ساتھ اصول علاج کے بارے میں ہومیوپیتھی کے قدیم و جدید نظریات، مصنف کی مذکورہ نظریات سے بحث نیز قرآن و حدیث میں پائے جانے والے حقائق کی تعلیمات سے مزین ہے۔ تصنیف میں ہومیوپیتھی طریقہ ءعلاج کے مختلف نکات پر نہایت جامع طرز پر خامہ فرسائی کی گئی ہے جن میں کیس ٹیکنگ جیسے موضوع کے تحت مریض سے سوال و جواب کا سلیقہ جو کہ ہومیوپیتھی طریقہ ءعلاج کا بنیادی عنصر ہے کی وضاحت دوا کا بالمثل ہونا، گرمی اور سردی میں امتیاز نیز مریض میں مرض کے میازم کو جانچنے کے متعلق بڑی صراحت سے اظہار بیان کیا گیا ہے۔ وائیٹل فورس (قوت حیات) جو کہ آغاز ہومیوپیتھی سے تا حال ایک راز سربستہ ہے پر فاضل مصنف نے اپنے نظریات بیان کرتے ہوئے قوت مدافعت کو روح سے ممتاز حیثیت سے پیش کیا ہے۔ علاوہ ازیں بدن کی اہم خصوصیت اور فطرتی طور پر پیدا ہونے والی قوت کو سائنسی علوم کی روشنی میں احسن طور پر ثابت کیا ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ ہومیوپیتھی کے بنیادی عناصر میں سے میازم کے بارے میں پائے جانے والے ابہام کی وضاحتیں، میازم کے متعلق مفصل بحث نیز خلیے میں پیدا ہونے والی تبدیلی کو ہی میازم قرار دیتے ہوئے صرف تین الفاظ کی مدد سے میازم کی پہچان کے متعلق

مصنف کی سعیٔ قابل تحسین ہے۔ سائیکوٹک سفلیٹک نیز گرم سرد دواؤں پر سیر حاصل بحث اور جسم کی مختلف بافتوں مثلاً ہڈیوں، عضلات، اعصاب پر اثر انداز ہونے والی دواؤں کی فہرست خوبصورت انداز سے دی گئی ہے۔ المختصر مذکورہ کتاب ہومیوپیتھی کے حوالے سے فلسفہ اور میٹریا میڈیکا نیز کامیاب پریکٹس کے نکات جیسے موضوعات کے ضمن میں ایک جوہر بے بہا اور قابل اعتماد تصنیف ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ مذکورہ تصنیف ہومیوپیتھی کے طلباء کیلئے بالعموم اور پریکٹیشنرز حضرات کیلئے بالخصوص مفید ثابت ہوگی۔ انشاءاللہ

دعا ہے کہ خداوند متعالیٰ مصنف کی اس مخلصانہ کوشش کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ آمین

رانا قمر عباس قمر

ایف، ٹی، جے

منصور آباد فیصل آباد

دیباچہ

میرے لئے یہ اعزاز کی بات ہے کہ معروف ہومیو پیتھک ڈاکٹر ایم اے علیم صاحب نے اپنی کتاب ''جدید ہومیو پیتھک ریسرچ'' کا مسودہ مجھے دیتے ہوئے اظہار خیال کی دعوت دی ہے۔ میں نے کتاب کو بڑی توجہ سے پڑھا۔ جوں جوں میں نے اس کا مطالعہ کیا میرا تجسس اور بڑھتا گیا۔ نئی سوچیں، نئے نظریات ہر قدم پر قاری کو دعوت فکر دیتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے ذاتی تجربات کی روشنی میں تمام علم اور بصیرت افروز نکات کو کتاب کے صفحات پر بکھیر دیا ہے۔ تاکہ ہر کوئی حسب استطاعت خوشہ چینی کر سکے۔ ڈاکٹر ایم۔ اے علیم صاحب ایک Self Made آدمی ہیں۔ انہوں نے مسلسل محنت سے موجودہ مقام حاصل کیا ہے۔ شروع شروع میں ڈاکٹر صاحب ایلو پیتھک پریکٹس کرتے تھے۔ یونانی طب میں بھی کمال حاصل کیا ہوا تھا۔ میرے پاس آنا جانا ہوا تو انہوں نے اپنے تجسس کی وجہ سے ہومیو پیتھک کتب کا مطالعہ شروع کیا۔ انہوں نے ایلو پیتھک پریکٹس کے ساتھ ساتھ ہومیو پیتھک کا چار سالہ کورس بھی مکمل کیا۔ میں نے ان کے تجسس اور شوق مطالعہ کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں کینٹ فلاسفی اور کینٹ میٹیریا میڈیکا کے مطالعہ کا مشورہ دیا۔ انہوں نے ہومیو پیتھک فلاسفی کا اس گہرائی میں جا کر مطالعہ کیا کہ کچھ ہی عرصہ میں بڑے چیلنج کیس انہوں نے ٹھیک کرتے ہوئے نہ صرف پریکٹس میں کامیابی حاصل کی بلکہ میری حیرانگی کی انتہاء نہ رہی۔ جب انہوں نے ہومیو پیتھک فلاسفی کے نہائت اہم موضوعات وائٹل فورس اور میازم کے نظریات کو قرآن کریم کی روشنی میں نئی جہت دیتے ہوئے وائٹل فورس کو سائنسی طور پر انسانی جسم میں پیدا ہونے والی قوت ثابت کیا اور میازم کے بارے میں پائے جانے والے مختلف نظریات کی بجائے میازم کو ایک قانونی حیثیت دیتے ہوئے خود ایک کتاب تحریر کر دی۔ یہ کتاب طالب علموں کیلئے تو مفید ہے ہی بلکہ ہومیو پیتھک پریکٹیشنرز کے لئے اس سے بھی بڑھ کر فائدہ مند ہے۔ یہ کتاب چونکہ ڈاکٹروں اور طلبہ کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھی گئی ہے۔ اس لئے مصنف نے زبان سہل، اسلوب بیان صاف اور سادہ اختیار کیا ہے تاکہ آسانی سے سمجھ میں آ سکے۔ اس کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے بڑی محنت سے قرآنی آیات کے ذریعے تمام نکات کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ دعا ہے کہ یہ کتاب قارئین کے لئے استفادہ کا باعث ہو۔

ڈاکٹر الطاف حسین شاہد

چنیوٹ بازار، فیصل آباد

انتساب

پیاری بیٹی کے نام

جو بچپن میں حادثاتی طور پر جل گئی تھی۔ اس کی تکلیف کا منظر آج بھی میری آنکھوں کے سامنے گھومتا ہے۔ میں اس وقت اس کی تکلیف شیئر تو نہیں کر سکتا تھا۔ مگر اب اس کی حوصلہ مندی اور اس کے ساتھ ہمدردی کی غرض سے میں اپنی اس کتاب کو بیٹی کے نام منسوب کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ میری ذہین بیٹی سدا خوش رہے۔

آمین!

ڈاکٹر ایم۔ اے علیم

فہرست مضامین

	عنوان	صفحہ نمبر
1-	کیس ٹیکنگ	9
2-	مرض یا مریض	11
3-	دوائے بالمثل	16
4-	دوا اور مریض کے گرم سرد مزاج کی پہچان	17
5-	جنرل علامات، اسباب مرض	20
6-	کمی بیشی	22
7-	بطور نمونہ ایک مریض کی کیس ٹیکنگ	23
8-	گرم مزاج ادویہ، سرد مزاج ادویہ	28
9-	مرکب المزاج ادویہ	29
10-	اعصابی و عضلاتی تکالیف کیلئے خصوصی ادویہ	30
11-	ہڈیوں کی بیماریوں کیلئے مخصوص ادویہ	31
12-	علاج دوا اور پرہیز، سائیکوٹک غذائیں اور ماحول	32
13-	سفلیٹک غذائیں	33
14-	قوت حیات (وائٹل فورس)	34
15-	ہانیمن کا نظریہ قوت حیات	36
16-	ڈاکٹر کینٹ کا نظریہ قوت حیات	37
17-	ڈاکٹر ہربرٹ کا نظریہ قوت حیات	39
18-	روح	41
19-	قوت مدافعت	49
20-	حاصل کردہ قوت مدافعت کی اقسام	50
21-	ایلوپیتھک نظریہ سے اختلاف کی وجوہات	53
22-	قوت حیات	59
23-	جسم انسانی میں قوت حیات کا ماخذ	62
24-	میازم، میازم کا مروجہ نظریہ	65
25-	میازم کے مروجہ نظریہ پر اعتراضات	70
26-	میازم اور اسکی ہیت	86
27-	جسم انسانی کے ساختی اجزاء	87
28-	سورا	90
30-	سورا بیماری کا سبب کیسے بنتا ہے	96
31-	سفلس اور سائیکوسس	102
32-	بیماری کی وجوہات، تین علامات سے میازم کی پہچان	106
33-	سورا کی پہچان (ذہنی و جسمانی علامات)	108
34-	سائیکوسس کی پہچان (ذہنی و جسمانی علامات)	110
35-	سفلس کی پہچان (ذہنی و جسمانی علامات)	112
36-	ردسورا دوائیں	113
37-	ردسائیکوسس و سفلس ادویہ	114
38-	اینڈوکرائن نظام اور ہارمونل افعال	115
39-	اہم کلینکل امور	123

کیس ٹیکنگ

Case Taking

کسی بھی مریض کے علاج کی خاطر معالج کیلئے سب سے اہم قدم مریض سے اس کی تکلیف دہ علامات کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہے۔ جسے کیس ٹیکنگ (Case Taking) کہا جاتا ہے۔ یہی وہ مرحلہ ہوتا ہے جس میں معالج کو بیک وقت مریض کی علامات Patient's Symptoms

دوا کی علامات Drugs, Proving Symptoms

اسباب مرض Causes of Diseases

میازمی حالت Condition of Miasm

اور قوت حیات Vital Force وغیرہ کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوتا ہے۔ معالج کی کامیابی دراصل اس نظریہ Theory کی کامیابی ہوتی ہے۔ جس کے مطابق وہ مریض کو حالت مرض سے صحت Health کی طرف گامزن کرتا ہے۔ اور اس کی کامیابی کا انحصار مریض کی شفایابی میں مضمر ہوتا ہے۔ ہومیو پیتھک طریقہ علاج میں مریض کی شفایابی اور معالج کی کامیابی کا انحصار احتیاط کے ساتھ منتخب کی گئی بالمثل اور مزاجی دوا Constitutional Rcmedy پر ہوتا ہے۔ اور یہ سب کچھ صرف اور صرف کامیاب کیس ٹیکنگ کے باعث ہی ممکن ہے اور اسی پر ہومیوپیتھی کی پوری عمارت کھڑی ہے۔ دوسرے موضوعات تو مرحلہ وار ایک ایک کر کے زیر بحث آتے ہیں۔ جب کہ کیس ٹیکنگ Case Taking میں کسی اہم پہلو کو نظر انداز Neglect کر دینا یا اس پر توجہ نہ دینا Unconcentration علاج میں ناکامی کا سبب بن سکتا ہے۔ جو کہ نہ صرف معالج Doctor بلکہ ہومیو پیتھک

طریقہ علاج کی بدنامی کا باعث بھی ہوگا۔ مثال کے طور پر معالج کے پاس کوئی مزمن Chronic کیس آئے اور معالج اس کی صحیح مزاجی اور واحد دوا تجویز نہ کر سکے تو ہومیو پیتھک اصول شفاء (جو کہ فطری اصول ہے) کے مطابق مریض کا صحت یاب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اسلئے معالج کے علم میں مندرجہ ذیل امور کا ہونا ضروری ہے۔

1- کس کا علاج کرنا ہے؟ (مریض یا مرض کا)

2- اسباب مرض: وہ عوامل جو بیماری کا باعث بنے ہیں (ماحول وراثت وغیرہ)

4- قوت حیات کا جسم انسانی میں کردار

5- واحد اور بالمثل دوا وغیرہ وغیرہ

لہذا ذیل میں کیس ٹیکنگ کے متعلقہ نہائیت اہم امور کو احاطہ تحریر میں لایا جاتا ہے۔

مرض یا مریض

Shell we treat the patient or the disease?

ہومیو پیتھک طریقہ علاج میں مرض کا نہیں بلکہ مریض کا علاج کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ بالکل نامناسب ہے کہ کسی مریض کو صرف مرض کے نام پر دوا دے دی جائے مثلاً آنکھ دکھنے پر یوفیریزیا Eupharasia یا جسم پر نمودار ہونے والی پھنسیوں Pimples اور خارش Scabies کیلئے سلفر Sulphur یا سورائینم Psorinum تجویز کردی جائے۔ بہت سے نئے فارغ التحصیل معالجین نیز وہ حضرات بھی جو مدتوں پہلے ہومیو پیتھی کا علم حاصل کر چکے ہیں اکثر یہ سوال کرتے پائے جاتے ہیں کہ اسہال Diarrhoea جوڑوں کے درد Rheumatism اور ہائی بلڈ پریشر Hypertentian کے لئے کونسی دوائیں تجربہ شدہ ہیں۔ جو مریض کو اس کے مرض کے نام پر دی جا سکیں۔ مقام تعجب ہے کہ ہومیو پیتھک بنیادی اصولوں Fundamental Laws of Homoeopathy. کی وضاحت موجود ہونے کے باوجود ہومیو پیتھس حضرات ایسے سوالات کیوں کرتے ہیں؟ شائد اس کی بنادی وجہ ہمارا ناقص معیار تعلیم، معالجین کا ناکافی مطالعہ اور دوسروں کی دیکھا دیکھی اپنے آپ کو امراض کے نام پر تیار شدہ نام نہاد ہومیو پیتھک ادویہ Patent Medicine استعمال کروانے کا عادی بنا لینا۔ ہوس زر اور سستی شہرت کا حصول وغیرہ وغیرہ ہیں۔ جو کہ مریض کا نہیں بلکہ مرض کا علاج کرنا ہے لہذا ضروری ہے کہ جب کوئی شخص معالج سے اپنی تکلیف دہ علامات بیان کرے تو معالج کو اس شخص میں مریض تلاش کرنا چاہیئے نہ کہ مرض۔ مریض تلاش کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ مریض کیا ہے اور کیسے تلاش کیا جائے گا؟

ڈاکٹر کینٹ کے مندرجہ ذیل الفاظ پر غور کرنے سے تکلیف میں مبتلا شخص کے اندر چھپے ہوئے مریض کو بآسانی تلاش کیا جاسکتا ہے۔ صرف تھوڑی سی کاوش کی ضرورت ہے۔

Dr. James Tyler Kent Said

1- Man is the will, and The understanding and the house which he lives in, is his body.

آدمی (مریض) سوجھ بوجھ اور ادارے کا نام ہے جبکہ یہ جسم اسکا گھر ہے جس میں وہ رہتا ہے۔

2- The organs are not the man. The man is prior to the organs.

یہ اعضاء آدمی (مریض) نہیں بلکہ یہ اعضا آدمی کی وجہ سے قائم ہیں

3- Man Consists in what he thinks and what he loves and there is nothing else in the man.

آدمی (مریض) سوچ سمجھ پسند وناپسند (خواہش ونفرت) کا نام ہے اسکے علاوہ انسان میں کچھ نہیں ہے

اسطرح تکلیف میں مبتلا شخص میں موجود مریض کی وضاحت ڈاکٹر کینٹ کے مندرجہ بالا نظریاتی الفاظ سے ہو جاتی ہے۔ اسلئے کیس ٹیکنگ case taking کے وقت متعلقہ شخص کی پسند وناپسند خواہش ونفرت (جو وہ چاہتا ہے یا جو وہ نہیں چاہتا) اسکی سوچ سمجھ اور احساسات کے مطابق دوا تجویز کرنا مریض کا علاج کرنا باالفاظ دیگر مریض کیلئے وہ دوا تجویز کی جانی چاہئیے جسکی ذہنی علامات مریض کی ذہنی علامات کے مشابہ ہوں۔ مندرجہ بالا بحث کا تعلق معالج کے علم۔ تجربہ اور ہومیوپیتھک اصولوں کی پاسداری سے ہے۔ اسکے بعد وہ مرحلہ شروع ہوتا ہے جس کا تعلق مریض اور معالج دونوں سے ہوتا ہے۔ اسلئے جب کوئی تکلیف میں مبتلا شخص معالج کے پاس آئے تو معالج کو چاہئیے کہ وہ اسے کھل کر بات کرنے کا موقع دے اگرچہ اسکی گفتگو میں معالج کے کام کی کوئی بات نہ بھی ہو۔ اگر مریض

کو بولنے کا موقع دیا جائے گا تو مریض مطمئن ہو گا کہ معالج میری بات کو اچھی طرح سے سن اور سمجھ رہا ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ مریض کی گفتگو سے معالج کو کوئی ایسی بات مل جائے جو مریض کے علاج میں معاون و ممد ثابت ہو سکتی ہو بصورت دیگر اگر معالج نے اس شخص کو بولنے کا موقع نہ دیا تو ایک طرف تو وہ یہ سوچ سکتا ہے کہ معالج نے اس کی تکلیف پر توجہ ہی نہیں دی آرام کیا خاک آئے گا جب کہ دوسری طرف معالج جب مریض سے سوالات کا سلسلہ شروع کرے گا تو وہ شخص اپنے اندر کی بات کا لاوا (جسے معالج نے نکلنے نہیں دیا) اگلنا شروع کر دے اور وہ معالج کے سوالات کا درست جواب نہیں دے پائے گا۔ اس طرح سوال گندم جواب چنا والی بات ہو گی۔ مریض یہ نہیں جانتا کہ معالج کیا معلوم کرنا چاہتا ہے۔ گاہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ مریض سے اگر محفل پسندی، تنہائی پسندی یا غصہ وغیرہ کے بارے میں معلوم کیا جائے تو وہ کہتا ہے کہ ان سوالات کا میری بیماری سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

(It is my personal observation) مریض تو صرف مقام تکلیف Involved Area اور تکلیف کی شدت Violence کا ذکر بار بار کرے گا۔ اس لئے پہلے مریض کو بولنے دیں۔ اور جو کام کی بات ہو اسے نوٹ کرتے جائیں۔

مثلاً کوئی شخص معالج سے کہتا ہے کہ عرصہ دو سال سے میرے پیٹ میں درد ہے۔ میں نے بہت سارے ڈاکٹروں سے علاج کروایا پھر میں فلاں جگہ گیا وہاں کے ڈاکٹروں نے میرے ایکسریز X-Rays اور دیگر ٹیسٹ کروانے کے بعد علاج شروع کیا میں نے دو تین ماہ دوائی کھائی مگر مجھے کوئی افاقہ نہیں ہوا پھر میں فلاں سپیشلسٹ Specialist کے پاس گیا کافی عرصہ دوا استعمال کرنے کے باوجود مجھے کوئی افاقہ نہ ہوا تو میں نے حکیموں سے رجوع کیا کسی نے جلاب دیا۔ کسی نے کشتہ جات دیئے اور کسی نے معاجین کھلائیں۔ مگر

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کھائی

بعد ازاں میں ایک عامل کے پاس گیا اس نے بتایا کہ تجھ پر جادو وغیرہ کا اثر ہے اس نے

مجھے تعویز دیئے اور کسی قسم کی دوا کھانے سے منع کر دیا تعویز سے مجھے معمولی فرق تو پڑا لیکن کچھ عرصہ بعد میری حالت جوں کی توں ہوگئی اس کے بعد میں ایک دوسرے عامل کے پاس چلا گیا اس نے مجھے یہ تمام تکالیف ہوائی اثرات کے زیر اثر بتائیں میں نے اس سے بھی چالیس دن کا عمل کروایا مگر میری تو شاید قسمت میں ہی شفاء نہیں۔ آخر کار میں تنگ آکر آپ کے پاس آیا ہوں گھر کا تمام اثاثہ علاج پر خرچ ہو چکا ہے۔ میں کسی کام کاج کے قابل نہیں رہا۔ اگر میرا علاج ہوسکتا ہے تو میری حالت پر مہربانی کریں۔ میں جب بھی کوئی چیز کھاتا ہوں تو میرے پیٹ درد میں شدت آجاتی ہے میں شدت درد سے دہرا ہو جاتا ہوں اور پیٹ کو ہاتھوں سے دبا لیتا ہوں مذکورہ شخص کی تمام گفتگو میں معالج کے لئے ماسوائے کھانے کے بعد اس کی درد میں اضافہ، درد کی شدت سے اسکا دہرا ہونا اور ہاتھوں سے پیٹ کو دبا لینے کے کوئی کارآمد بات نہیں ہے۔ لیکن یہ دو یا تین علامات کی موجودگی سے معالج کے ذہن میں فوراً **Colocynthis** ، سیٹانم **Stannum**، کالچیکم **Colchicum**، پلمبم میٹ **Plumbum Met** وغیرہ آجاتی ہیں۔ اور تھوڑی سی مزید محنت کے بعد معالج ان دواؤں میں سے آسانی کے ساتھ مریض کیلئے ایسی بالمثل دوا منتخب کرسکتا ہے جو مریض کی جنرل علامات کے ساتھ مماثل ہو۔ اس کے باوجود کہ مریض کی گفتگو سے معالج کی راہنمائی ہو چکی ہو (اگر نہ بھی ہوئی ہو) تو پھر بھی مریض کو اپنی بات مکمل کرنے دے اور کم از کم مریض کی تسلی ہونے سے پہلے معالج اس پر اپنی مرضی مسلط کرتے ہوئے سوالات کی بوچھاڑ نہ کر دے باوجودیکہ مریض کی باتوں میں معالج کیلئے کچھ بھی نہ ہو۔ معالج کو کسی قسم کی جلدی ہو یا کلینک پر مریضوں کا رش ہو (کسی کے کلینک پر رش ہونے کی وجہ سے وہ معالج نہیں بن جاتا رش تو بازار میں مجمع لگانے والے اور ڈگڈگی بجانے والے کے پاس بھی ہو جاتا ہے) اس سے بہتر ہے کہ معالج مریض کو تک بندی کے ساتھ دوا دینے کی بجائے دوبارہ کسی وقت آنے یا انتظار کرنے کا مشورہ دے۔ ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اس سے مریضوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی کیونکہ ایک تو ایمانداری قائم رہے گی

دوسرے مریض کے ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے ہونے والی بدنامی سے بچا جاسکے گا یہ ہدائیت نئے معالجین کے لئے نہائیت اہم ہے جبکہ تجربہ کار معالج فوراً بھی دوا منتخب کرسکتا ہے۔)

دوائے بالمثل

Similar Remedy

(Let likes be treated by like)

ہومیو کا مطلب ہے بالمثل اس لفظ کی کافی وضاحت ہو چکی ہے۔ مزید تشریح کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہومیو پیتھک کے اصول شفاء کے تحت کسی مریض کے علاج کیلئے دوا کا بالمثل ہونا اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے جتنی کہ اس مریض کیلئے دواء یا علاج، اور یہ ہومیو پیتھی کی پہلی شرط ہے۔ اگر مماثلت Similerty کا لحاظ نہ رکھا جائے تو علاج بالمثل کی بجائے بالضد ہو گا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بظاہر مریض کی علامات کے ساتھ مماثلت رکھنے کے باوجود مجوزہ دوا Selected Remedy صحیح معنوں میں بالمثل نہیں ہوتی یا بہت کم مماثلت کی حامل ہوتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مریض کی دو چار علامات کے ساتھ مماثل ہونے پر ہی دوا دے دی جاتی اور ایک نہائیت اہم پہلو جو دوا کے بالمثل ہونے میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ کامل شفایابی کے لئے ضروری ہے کہ دوا مریض کی علامات کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مماثلت رکھتی ہو۔ اور جیسا کہ مریض کی علامات کے ساتھ دوا کی باقی علامات کا بالمثل ہونا ضروی ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ دوا گرمی سردی کے لحاظ سے مریض کے مزاج کے ساتھ مماثل ہو یعنی گرم مزاج مریض کیلئے گرم مزاج دوا اور سرد مزاج مریض کیلئے سرد مزاج دوا تجویز کی جانی چاہیئے۔ اگر دوا کی 99% علامات مریض کی علامات کے ساتھ مماثل ہوں لیکن گرمی سردی کے لحاظ سے مجوزہ دوا مریض کے مزاج کے مخالف ہو تو ایسی دوا مریض کے لئے بالمثل نہیں ہوتی۔

دوا اور مریض کے گرم سرد مزاج کی پہچان

کسی بھی مریض کے مزاج کو گرمی سردی کے لحاظ سے ممتاز Distinguish کرنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کون سے امور یا عوامل ہیں۔ جو مریض کی تکلیف دہ علامات میں زیادتی کا باعث بنتے ہیں۔ اسی طرح مریض کی تکلیف دہ علامات میں کمی کرنے والے امور معلوم کرنا بھی ضروری ہیں اگر مریض کی علامات میں گرم موسم گرم اغذیہ، گرم مشروب، اور سردی کے موسم میں گرم غسل وغیرہ سے اضافہ ہو یا یہ چیزیں مریض کو ناپسند ہوں تو وہ مریض گرم مزاج ہوگا۔ اسی طرح سرد اغذیہ سرد موسم، سرد مشروبات اور گرمیوں کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے غسل وغیرہ مریض کو ناپسند ہوں یا اس کی مجموعی علامات میں اضافہ کا باعث بنیں۔ تو مریض سرد مزاج ہوگا۔ اسی طرح جس دوا کی علامات میں زیادتی گرم موسم کسی بھی قسم کی مصنوعی یا حقیقی گرمی سے تحریر کی گئی ہے وہ دوا گرم مزاج ہے اور جس دوا کی علامات میں زیادتی سردی اور ٹھنڈی اشیاء وغیرہ سے ہو (خواہ یہ سردی مصنوعی ہو یا حقیقی) وہ دوا سرد مزاج ہوگی۔ اس کے لئے میٹریا میڈیکا کے مطالعہ سے استفادہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

یہ اصول پوٹنسی (Potentised Remedies) میں استعمال کی جانے والی ادویہ کے لئے ہے۔ کیونکہ خام یعنی Crude حالت میں دوا کا جو مزاج گرمی سردی کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ پوٹنسی Potency کی صورت میں اس کے الٹ Opposit ہو جاتا ہے۔ مثلاً آرسنکم البم Arsencum Album خام حالت میں انتہائی گرم مزاج ہوتا ہے لیکن پوٹنسی کی صورت میں سرد مزاج ہو جاتا ہے۔ کچھ ادویہ خام حالت میں اس قدر گرم مزاج ہوتی ہیں کہ وہ استعمال ہی نہیں کی جا سکتیں جب تک کہ انہیں لطیف Potentised نہ کرلیا جائے۔ یہ ادویہ پوٹنسی کی صورت میں بھی گرم مزاج ہی رہتی ہیں۔ جیسا کہ لیکسس Lachesis وغیرہ۔

یادر ہے کہ اگر مریض سے سردی کے موسم میں سوال کیا جائے کہ اسے کونسا موسم پسند ہے تو جس طرح دوسرے تمام لوگ سردی کے موسم میں گرمی پسند کرتے ہیں اسی طرح مریض بھی کہے گا کہ اسے گرمی پسند ہے۔ اسی طرح سردی کے موسم میں پیاس کا نہ ہونا کوئی علامت یا حیرانی والی بات نہیں بلکہ گرمی کے موسم میں پیاس نہ لگنا اور سردی کے موسم میں بہت زیادہ پیاس ہونا نہائیت اہم علامات ہوں گی۔ اس لئے کوئی مریض سردی کے موسم میں گرمی پسند کرے تو اسے سرد مزاج نہیں سمجھ لینا چاہیئے یا سردی کے موسم میں اگر کسی مریض کو پیاس نہیں لگتی تو ضروری نہیں کہ اس کو اپیس میلیفیکا Apis Mel یا پلساٹیلا Pulsatila دی جائے۔ بلکہ وضاحت کے لئے مزید سوالات کرنے ہوں گے۔

مثلاً اگر کوئی شخص موسم سرما میں منہ ڈھانپ کر نہیں سو سکتا۔ کمرہ بالکل بند کرنا پسند نہیں کرتا اور زیادہ گرم چائے، گرم کھانا یا زیادہ گرم پانی سے غسل کرنا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ ہلکے گرم پانی سے غسل کرنا پسند کرتا ہے۔ تو ایسا مریض گرم مزاج ہوگا۔ اگرچہ وہ سردی کی شدت سے عارضی طور پر منہ ڈھانپ بھی لے مگر کچھ دیر بعد اپنے حقیقی گرم مزاج کی وجہ سے منہ سے کپڑا اتار دے گا۔ اسی طرح سرد مزاج مریض کو سرد مزاج اشیاء نقصان بھی دیتی ہیں اور وہ انہیں پسند بھی نہیں کرتا۔ گاہے بگاہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ مریض گرم مزاج ہونے کے باوجود ٹھنڈی اشیاء پسند نہیں کرتا۔ سرد غسل پسند نہیں کرتا۔ جیسا کہ نیٹرم میور Nutrum-Mur کا مریض جو کہ حقیقتاً گرم مزاج ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ خون کی کمی Anaemia کا شکار ہو جاتا ہے تو سردی ناپسند اور ٹھنڈک محسوس کرتا ہے۔ (عارضی طور پر) باوجودیکہ اس کی علامات میں سرد اور ٹھنڈی اشیاء سے زیادتی نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں مریض میں ہونے والی تبدیلی (خون کی کمی) کو ملحوظ رکھتے ہوئے مریض کی پسند و ناپسند، غصہ، تنہائی پسندی و محفل پسندی، خواہش و نفرت جیسی علامات کے مطابق دوا منتخب کی جائے گی۔ اسکے علاوہ بعض مریض ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو ٹھنڈی اشیا تو کھانا اور پینا پسند کرتے ہیں۔ مگر سرد ہوا اور سرد غسل وغیرہ پسند نہیں کرتے جیسا کہ فاسفورس Phosphorus یا آرسنکم آئیوڈائیڈ Arsencum iodide وغیرہ کا مریض جو کہ

اندرونی طور پر گرمی اور بیرونی طور پر سردی محسوس کرتا ہے۔ Enternal Heat External Cold اور بعض مریض ایسے ہوتے ہیں جنکے جسم کے کچھ حصے سردی سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور کچھ حصے گرمی کا زیادہ اثر لیتے ہیں جیسا کہ لائیکو پوڈیم Lycopodium کے مریض کا سر Head گرمی برداشت نہیں کرتا جبکہ معدہ Stomach اور گلا Throat ٹھنڈی اشیاء سے متاثر ہوتے ہیں اسی طرح گریفائیٹس Graphites بیلاڈونا Belladonna سورائینم Psorinum کے مریض کا سر ٹھنڈی ہوا برداشت نہیں کرسکتا جبکہ فاسفورس Phosphorus آرسنکم البم Arscencum Album اور لائیکو پوڈیم Lycopodium کے مریض سر کو ٹھنڈی ہوا لگنا پسند کرتے ہیں (اس تمہید کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مریض کو صرف سر کے ٹھنڈا یا گرم ہونے پر کوئی دوا دے دی جائے بلکہ ایسی علامات تو صرف چند ادویہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور دوا کے انتخاب میں معاون ہوتی ہیں۔ دوا کے انتخاب میں دوا کی جنرل اور مخصوص علامات کا مریض کی جنرل اور مخصوص علامات کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مماثل ہونا ضروری ہے اور اسکے لئے مٹیریا میڈیکا پر زیادہ سے زیادہ عبور حاصل ہونا چاہیئے) علاوہ ازیں کچھ مریض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی علامات میں سردی اور گرمی دونوں سے اضافہ ہوتا ہے ایسے مریضوں کو مرکب المزاج کہا جاتا ہے ایسے مریضوں کیلئے مٹیریا میڈیکا میں بہت سی ایسی ادویہ موجود ہیں جو سردی اور گرمی کے لحاظ سے مرکب المزاج ہیں۔ یاد رہے کہ مرکب المزاج مریض بھی سردی اور گرمی میں سے کسی ایک سے زیادہ متاثر ہوتا ہے ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ کوئی شخص جس قدر گرمی سے متاثر ہوتا ہو اسی نسبت سے وہ سردی سے بھی متاثر ہو۔ معالج کے ذہن میں گرم مزاج سرد مزاج اور مرکب المزاج ادویہ کی لسٹ ضرور ہونی چاہیئے تاہم اس باب کے آخر میں آسانی کی خاطر گرم سرد اور مرکب المزاج ادویہ درج کردی گئی ہیں۔ مزید وضاحت کے لئے مٹیریا میڈیکا سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ (کیونکہ میں نے صرف فلاسفی کے متعلق لکھا ہے اور مٹیریا میڈیکا کے بارے میں بالکل وہی امور لکھے گئے ہیں جن کا تعلق کیس ٹیکنگ کے ساتھ ہے۔)

جنرل علامات

جنرل علامات کی پہچان نہائیت مختصر ہے جنرل علامات بتاتے وقت مریض جو فقرہ اپنے بارے میں استعمال کرتا ہے اس میں۔ مجھے۔ میرا۔ میں کا لفظ ہوتا ہے مثلاً مجھے سردی بہت لگتی ہے۔ میں گرم کھانا کھاتا ہوں۔ مجھے شور اچھا نہیں لگتا۔ مجھے غصہ بہت آتا ہے۔ اس طرح جنرل علامات کے فقرے کے آخر میں تا ہے۔ تا ہوں۔ تی ہوں وغیرہ آتا ہے۔

مثلاً میں گرم چائے پسند کرتا ہوں۔ میں میٹھی چیز پسند کرتا ہوں۔ میں بلاوجہ روتی ہوں یا چلاتی ہوں وغیرہ وغیرہ اس کے علاوہ مریض کی پسند و ناپسند، غصہ، چڑچڑاپن علامات میں کمی بیشی، خواہشات وغیرہ سب جنرل علامات ہیں ان تمام علامات کا تعلق احساسات و محسوسات پر مبنی ہوتا ہے۔

اسباب مرض

Etiology

آج تک جو بھی طریقہ ہائے علاج متعارف ہو چکے ہیں۔ انکے مطابق بیماری یا تکلیف کے ظاہر ہونے کا کوئی نہ کوئی سبب **Cause** ہوتا ہے اور تمام ماہرین نے بیماری کا علاج اسباب مرض کو ملحوظ رکھتے ہوئے کرنے کی ہدائت کی ہے۔ حتی کہ ہومیو پیتھی نے بھی حقیقی بیماریوں **Real Diseases** کا سبب میازم قرادیا ہے۔ اسباب حقیقی بھی ہوتے ہیں جنکے تحت خطرناک اور ضدی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جنکو مزمن **Chronic** یا میازمی بیماریاں **Miasmatic Diseases**.

کہا جاتا ہے۔ ایسی تکالیف یا بیماریوں سے شفایابی حاصل کرنے کیلئے میازم کا قلع قمع کرنا ضروری ہے۔ اور انکے لئے لازماً ایسی دوا کا انتخاب کیا جانا چاہئیے۔ جو نہ صرف مریض کی علامات سے مماثل ہوں بلکہ وہ متعلقہ میازمی حالت کا دفیعہ **Anti** کرنے کی صلاحیت بھی رکھتی ہوں اسی طرح خارجی اسباب **Environmental Causes** سے بھی حقیقی بیماری جیسی تکالیف وہ علامات پیدا ہوتی ہیں یہ علامات یا تو خود بخود درست ہو جاتی ہیں یا پھر مریض کو ختم کر دیتی ہیں یہ حقیقی بیماریاں نہیں ہوتی۔ اور ان علامات یا بیماریوں کے علاج کیلئے دوا کا میازمیٹک ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ صرف سبب کی بنیاد پر ہی دوا دی جاتی ہے خارجی اسباب میں چوٹ لگنا، گرم سرد ہونا، زہر خورانی، برقی جھٹکا **Electric Shock** غم، پریشانی بھوک، زیادہ کھالینا، زیادہ سردی یا زیادہ گرمی اور حشرات الارض کا ڈسنا وغیرہ شامل ہیں۔ خارجی اسباب کی وجہ سے پیدا ہونے والی علامات خواہ کتنی ہی پرانی کیوں نہ ہوں مثلاً اگر کسی شخص کی آنکھ یا جسم کے کسی حصہ پر تیز نوک دار چیز سے ضرب یا زخم ہو جائے اور اسے درد ہوتے ہوئے دس سال بھی ہو گئے ہوں تو اسکا درد لیڈم پال **Ledum Pal** کی مناسب پوٹینسی سے ختم ہو سکتا ہے اسی طرح گرم سرد ہونے کے پرانے سے پرانے بداثرات کو رسٹاکس **Rhustox** یا روٹا **Ruta** سے ختم کیا جا سکتا ہے سر کی پرانی چوٹ کا مریض نیٹرم سلف **Natrum Sulf** سے شفایاب ہو سکتا ہے اور ٹیکہ لگنے کے بداثرات تھوجا **Thuja** سلفر **Sulphur** اور سلیشیا **Silacea** سے دور کئے جا سکتے ہیں یاد رہے کہ ہیرنگ کے قانون شفا کے مطابق شفا کا عمل اوپر سے نیچے، مرکز سے میط، اہم اعضاء سے کم اہم اعضاء کی طرف اور علامات کے الٹی ترتیب سے واپسی (جو علامات پہلے ظاہر ہوئی ہوں انکا بعد میں ختم ہونا اور جو علامات بعد میں پیدا ہوئی ہوں انکا پہلے غائب ہونا) مزمن اور حقیقی بیماریوں میں صرف واحد اور بلند طاقت دوا **Single and High Potency** کی مزاجی دوا (جو متعلقہ میازم کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو) جو جنرل علامات کے مطابق دی گئی ہو سے ہی ممکن ہے۔

کمی بیشی

Modelities

کسی بھی طرح یا عوامل سے مریض کی علامات میں کمی وبیشی ہونا بھی جنرل علامات کا حصہ ہے جو دوا کے انتخاب میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر کبھی مریض کی دوسری علامات واضح نہ ہوں تو صرف کمی بیشی کے مطابق ہی دوا کا انتخاب ہوسکتا ہے اور اگر دوسری جنرل علامات بھی موجود ہوں تو پھر بھی دوا کے انتخاب میں کمی بیشی کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے ہر دوا کی کمی بیشی اپنی اپنی ہوتی ہے. بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کچھ ادویہ کی کمی وبیشی آپس میں ملتی ہوں البتہ گرمی یا سردی کے لحاظ سے بہت سی ایسی ادویہ ہیں جنکی کمی بیشی آپس میں ملتی ہیں اور انکی ہی بدولت گرم مزاج اور سرد مزاج ادویہ ایک دوسری سے علیحدہ ہو جاتی ہیں اسکے علاوہ کمی بیشی کی علامات سے مریض میں غالب میازم بھی کسی حد تک معلوم ہو جاتا ہے مثلاً اگر کسی شخص کی تکلیف دہ علامات میں زیادتی دن کے وقت یا غصہ کی وجہ سے ہو تو مریض سائیکوٹک ہوسکتا ہے اور مریض کی علامات میں رات کے وقت زیادتی ہونا سفلس کو ظاہر کرتا ہے لہٰذا علامات میں کمی وبیشی دوا کے انتخاب اور علاج کے لئے مرکزی حیثیت رکھتی ہے کامیاب پریکٹس کے لئے زیادہ سے زیادہ ادویہ کی کمی بیشی پر عبور حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے لیکن جب معالج تجربہ کار ہو جاتا ہے اور میازم کو سمجھ لیتا ہے تو بہت کم ادویہ سے بھی کامیاب پریکٹس کر سکتا ہے

بطور نمونہ ایک مریض کی کیس ٹیکنگ

Case Taking for Exemple

مریض کی بات ختم ہونے پر مریض سے تکلیف دہ علامات کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کیلیئے سوالات کا سلسلہ شروع کیا جائے گا لیکن پہلے مریض کو اپنی رام کہانی بیان کرنے دی جائے ظاہر ہے کہ مریض اپنی تکلیف اور تکلیف میں مبتلا عضو کے بارے میں اپنی بات کے دوران واضح کر دیتا ہے لیکن اگر مریض کوئی وضاحت نہ کرے تو پھر خود معالج کو سوالات کا سلسلہ شروع کرنا ہو گا۔ لہذا مندرجہ ذیل طریقہ سے مریض کے ساتھ سوالات کیے جائیں۔

سوال	جواب	نتیجہ
کیا مسئلہ ہے؟	سر درد	x
درد کتنے عرصہ سے ہے؟	تقریباً چار پانچ سال سے	تکلیف میازمی ہے
دن کو درد زیادہ ہوتا ہے یا رات کو؟	دن کے وقت صبح سویرے شروع ہوتا ہے	سورا + سائیکوسس
سر کو ٹھنڈی ہوا کیسی لگتی ہے؟	اچھی لگتی ہے	گرم مزاجی
درد کے وقت نہانے سے درد میں زیادتی ہوتی ہے یا کمی؟	نہانے سے سکون ملتا ہے	گرم مزاج

سوال	جواب	نتیجہ
درد کے وقت دبانے سے یا باندھنے سے کمی ہوتی ہے یا زیادتی؟	جی ہاں باندھنے سے کمی ہوتی ہے	درد اعصابی ہے
میٹھی اشیا پسند ہیں یا نمکین؟	میٹھا زیادہ شوق سے کھاتا ہوں	سورا
میٹھا کھانے سے تکلیف تو نہیں ہوتی؟	ہاں پیٹ میں اپھارا یا گیس ہو جاتی ہے	سورا + سائیکوسس
آپ محفل پسند کرتے ہیں یا تنہائی؟	محفل اچھی لگتی ہے	x
آپ کو غصہ کتنا آتا ہے؟	بہت زیادہ	سائیکوسس
کیا غصہ جلدی ختم ہو جاتا ہے یا کافی دیر رہتا ہے؟	جلدی ختم نہیں ہوتا	سائیکوسس کی شدت
کھانا کھانے کے بعد طبیعت کیسی ہوتی ہے؟	بوجھل پن اور گیس کی تکلیف ہوتی ہے	سورا + سائیکوسس
کیا آپ جلدی کام کرنا پسند کرتے ہیں یا آہستہ آہستہ؟	جلدی	سورا + اعصابی تیزی
انتظار کرنا آپکے لئے کیسا ہے؟	بہت مشکل مجھے کوفت محسوس ہوتی ہے اگر آپ مجھے وقت نہ دیتے تو میں اٹھ کر جانے والا تھا	سورا
مخالفت برداشت کرسکتے ہیں؟	جی نہیں	سائیکوسس

سوال	جواب	نتیجہ
کیا سردی کے موسم میں منہ ڈھانپ کر سوتے ہیں؟	بس تھوڑی دیر کیلئے پھر منہ ننگا کر لیتا ہوں	گرم مزاجی
کیا سردی کے موسم میں گرم چائے پسند کرتے ہیں یا گرمیوں میں بھی چائے پیتے ہیں؟	سردیوں میں بھی زیادہ گرم پسند نہیں کرتا	گرم مزاجی
جسم میں گلٹی، رسولی یا موہکے مسے تو نہیں ہیں؟	گلٹی، رسولی تو نہیں ہے البتہ یہ دو تین موہکے ہیں	سائیکوسس کیوجہ سے دماغی یا شریانی رسولی کا خفیف سا امکان
کیا خاندانی طور پر بواسیر ہے؟	والد صاحب کو تھی	سائیکوسس وراثتی ہے
کبھی پیشاب کی کوئی تکلیف ہوئی؟	جی نہیں صرف گرمی کے موسم میں پیلا پیشاب آتا ہے	x
پڑھنے یا سوچنے سے درد میں شدت آتی ہے؟	جی ہاں	اعصابی کمزوری (سورا)

کیس ٹیکنگ میں معالج کو مندرجہ ذیل اہم نکات کا جاننا ضروری ہے۔

1- مریض کا مزاج (گرم ہے، سرد ہے یا مرکب المزاج)

2- پرانی (مزمن) بیماری میں کونسی میازمی کیفیت غالب ہے۔

3- میازمی کیفیت وراثتی ہے یا حاصل کردہ ہے۔

4- کیا مریض کی جنرل علامات واضح ہیں یا مبہم ہیں۔

5- میازمی کیفیت کس قدر شدید ہے۔

6- کیا مریض نے سوالوں کے جوابات درست دیئے ہیں۔

1- مندرجہ بالا کیس میں مریض کی کیس ٹیکنگ Case Taking کے دوران اخذ ہونے والے نتائج کی روشنی میں مریض کا مزاج گرم ہے لہذا قانون بالمثل کی پاسداری کرتے ہوئے ہمارے سامنے گرم مزاج ادویہ کی لسٹ ہوگی اور تمام سرد مزاج دوائیں جو کہ بیشک مریض کی علامات کے ساتھ کافی حد تک مماثل معلوم ہوں ان پر قطعی غور نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ قانون بالمثل کے تحت گرم مزاج مریض کے لئے گرم مزاج دوا ہی منتخب کرنا ہوگی۔

2- چونکہ بیماری مزمن Chronic ہے لہذا لازمی طور پر میازمی حالت موجود ہے کیونکہ بیماری صرف میازمی حالت کے تحت ہی مزمن صورت اختیار کرتی ہے۔

3- مریض کے والد کو بواسیر ہے اس لئے وراثتی انتقال مرض بھی ہے۔

4- جس قدر میازمی حالت شدید ہوگی اس قدر جنرل علامات واضح ہونگی۔

اس صورت حال کے پیش نظر ہمیں گرم مزاج دواؤں کی لسٹ میں رد سائیکوٹک Anti-Sycotic دوا تلاش کرنا ہوگی جو مریض کی جنرل علامات کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مماثلت رکھتی ہو۔ اور جب ہم مریض کی جنرل علامات اور دوا کی جنرل علامات پر غور کریں تو ہمیں ارجنٹم نائیٹریکم Argentum Nit مریض کی علامات کے ساتھ زیادہ مماثل معلوم ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں

ارجنٹم نائیٹریکم Argentum Nit سائیکوسس ادویہ میں سے درجہ اول سائیکوٹک دوا First Grade Anti Sycotic Remedy ہے۔ چونکہ مریض کی جنرل علامات واضح ہیں اس لئے مریض کے لئے ارجنٹم نائیٹریکم کی بلند طاقت High Potency کی ایک ہی خوراک کافی ہو گی۔ اس کے ساتھ سلفر وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ دوا ردسورا Anti Psoric بھی ہے۔

نوٹ: بعض بیماریوں میں اعصاب Nerves بعض میں عضلات Muscular بعض میں ہڈیاں Bones متاثر ہوتی ہیں۔ اور بعض بیماریاں غدودوں کے لئے مخصوص ہیں۔ جیسا کہ رکٹس Rickets ہڈیوں کی بیماری ہے۔ لمف غدود Lymph Glands ہمیشہ ٹی بی سے متاثر ہوتے ہیں۔ اس لئے جسم کی متاثرہ بافت کے مطابق دوا کا انتخاب کرنا بھی کامیابی میں معاون ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض ادویہ اعصاب اور بعض غدودوں پر زیادہ اثر رکھتی ہیں۔ (عضلاتی اعضاء میں دل، گردے، خون کی نالیاں وغیرہ وغیرہ اور غدودوں میں جگر اور دوسرے تمام غدود شامل ہیں جسم کی ساختی تقسیم بلحاظ میازم یعنی جسم کا کونسا عضو، حصہ یا کس بافت میں کونسی میازمی حالت پیدا ہوتی ہے۔ با الفاظ دیگر جسم کے کس عضو یا بافت میں کونسا میازم بیماری پیدا کرتا ہے۔ (یہ تفصیل میازم کے باب میں تحریر ہے وہاں سے ملاحظہ فرمالیں۔) ذیل میں چند اہم ادویہ کے جسم کے مختلف اعضاء اور حصوں پر اثرات نیز گرم سرد اور مرکب المزاج ادویہ تحریر کر دی گئی ہیں۔ بہت سی ادویہ ایسی ہیں جو گرم مزاج ہونے کے ساتھ ساتھ معمولی سرد مزاج بھی رکھتی ہیں۔ یا سرد مزاجی کے ساتھ معمولی گرم مزاجی کی حامل بھی ہیں۔

گرم مزاج ادویہ

Hot Constitutional Remedies

درجہ اول:

آئیوڈینم۔ ایپس میلیفیکا۔ ارجنٹم نائیٹریکم۔ ایسڈ فلورک۔ پلاٹینم۔ پلساٹیلا۔ کالی سلف۔ کالی آئیوڈائیڈ۔ نیٹرم میور۔ نیٹرم سلف۔ سبائنا وغیرہ

درجہ دوم:

آرم میور۔ آرم آئیوڈائیڈ۔ ایسڈ پکرک۔ اوپیم۔ ایلیم سیپا۔ ایمبر اگریشیا ایسافوٹیڈا۔ برائیٹا آئیوڈائیڈ۔ برائیونیا۔ ڈروسرا۔ کلیڈیم۔ کلکیریا سلف۔ کلکیریا آئیوڈائیڈ لیکسس۔ للئیم ٹگ۔ لائیکوپوڈیم

سرد مزاج ادویہ

Cold Constitutional Remedies

درجہ اول:

آرسنکم البم۔ برائیٹا کارب۔ پائیروجینم۔ ڈلکامارا۔ رسٹاکس۔ ریومیکس۔ سباڈیلا۔ سپیا۔ سلیشیا۔ سپائی جیلیا۔ سورائینم۔ فاسفورس۔ کالی کارب۔ کالی فاس۔ کلکیریا کارب۔ کلکیریا فاس۔ کیپسیکم۔ گریفائٹس۔ میگنیشیا فاس میگنیشیا کارب۔ مینگینم۔ نکس وامیکا۔ ہائی پیریکم

رجہ دوم:

ابراٹینم ۔ اگاریکس ۔ ایلومن ارجنٹم مٹیلیکم ۔ ایسڈ فاس ۔ آرسینکم سلف ۔ برائیٹا میور بیلا ڈونا بربیرس ۔ پٹرولیم ۔ پوڈوفائلم ۔ سارساپریلا ۔ سیمی سی فیوگا ۔ سلفیورک ایسڈ ۔ سسٹس کیناڈیسس سٹانم ۔ فیرم فاس ۔ کالی بائی ۔ کالمیا ۔ کلکیریا فلور ۔ کیمفر ۔ کالی میور کریازوٹ ۔ کالوفائیلم ۔ کونیم کالچیکم ۔ کارڈواس میریانس ۔ کافیا ۔ نکس ماسکاٹا ۔ ویلریانہ

مرکب المزاج ادویہ

Combine Constitutional Remedies

آرسنکم آئیوڈائیڈ ۔ انٹی مونیم کروڈم ۔ اپیکاک ۔ ایسڈ نائٹرک ۔ سلفر ۔ کاربونیم سلف ۔ کاسٹی کم ۔ لیکسس ۔ مرک سال ۔ میگنیشیا میور

اعصابی تکالیف کیلئے خصوصی ادویہ

Espacial Remedies for Nerves Complaints

وضاحت : اعصابی امراض (تکالیف) سے مراد اعصاب کی وہ کیفیت ہے جس می اعصاب ذکی الحس ہوتے ہیں یا اعصاب میں سختی اور کھچاؤ وغیرہ ہوتے ہیں (اس میں اعصاب کا زخم ہونا شامل نہیں ہے) مثلاً ہر قسم کا ہسٹیریا۔ تشنج۔ فالج۔ بے چینی۔ کمزوری پریشانی۔ ٹینشن۔ ڈپریشن۔ اینگزائٹی۔ خود اعتمادی کی کمی۔ خوف اور دماغی محنت سے سر درد وغیرہ شامل ہیں۔ ان تکالیف کیلئے مندرجہ ذیل ادویہ میں سے کسی مناسب دوا کا انتخاب ہوگا۔

آرم مٹیلیکم۔ آرجنٹم نائیٹریکم۔ آرجنٹم مٹیلیکم۔ ایسڈ پکرک۔ اسافوٹیڈا۔ ایسڈ فاس۔ ایسڈ سلف انٹم کروڈ۔ ایلٹیا ریسی موسا۔ اگنیشیا۔ اگاری کس۔ اوپیم۔ بیلاڈونا۔ پلمبم۔ پلاٹینا۔ ٹیرنٹولا ہسپانیہ جلسیمیم۔ سیپیا۔ سٹافی سیگیریا۔ سکیوٹا۔ کالی فاس۔ کالی برومیٹم۔ کیمومیلا۔ کاسٹی کم۔ لوبیلیا انفلیٹا نکس وامیکا۔ نکس ماسکاٹا۔ نیٹرم میور۔ ہائیوسیامس

عضلاتی تکالیف کیلئے خصوصی ادویہ

Espacial Remedies for Musculer Compliant

مندرجہ ذیل ادویہ عضلات کے متاثر ہونے سے پیدا ہونے والی تکالیف کیلئے خصوصی اثرات کی حامل ہیں عضلاتی تکالیف میں سوزش۔ عضلاتی رسولی بلڈ پریشر وغیرہ شامل ہیں مزید معلومات میازم کے باب سے ملاحظہ فرمائیں۔

ارجنٹم مٹیلیکم۔ آئیوڈینم۔ انٹم کروڈ۔ برائیونیا۔ بیلاڈونا۔ برومیم۔ بربیرس ولگیرس۔ برائیٹا گروپ کی تمام ادویات۔ تھوجا۔ ڈلکامارا۔ سلفر۔ سیپیا۔ سنابیرس۔ فائٹولیکا۔ فاسفورس۔ فیرم فاس۔ کاسٹی کم۔ کالی سلف۔ کونیم۔ کالی آئیوڈائیڈ۔ لائیکوپوڈیم لیکسس۔

نائیٹرک ایسڈ۔ نیٹرم میور۔ نیٹرم سلف۔

ہڈیوں کی بیماریوں کیلئے مخصوص ادویہ

Especial Remedies for bony Diseases

ہڈی کی بیماریوں میں ہڈی کی ٹی۔ بی۔ ہڈی کا بھربھراپن Cries of bone ہڈی کا بڑھ جانا۔ ہڈیوں کا ٹیڑھا ہونا۔ دانتوں میں سوراخ ہونا۔ جوڑوں کی کری ہڈیوں Cartilages کی سوزش اور اس میں کٹاؤ پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ (ہڈی کا کینسر شاذونا ذرہی ہوتا ہے ہڈی زیادہ تر ٹی۔ بی سے متاثر ہوتی ہے) ان بیماریوں کیلئے مندرجہ ذیل ادویہ خصوصی اثرات رکھتی ہیں۔

آرم میٹ۔ ایسافوٹیڈا۔ ایسڈ فاس۔ ایسڈ فلورک۔ ٹیوبرکولینم۔ روٹا۔ سمفائیٹم۔ سفلینم
سٹافی سگیریا۔ سلیشیا۔ سیپیا۔ کالی آئیوڈائیڈ۔ کالی سلف۔ کالی کارب۔ کلکیریا فلور۔
کلکیریا فاس۔ ہیپر سلفر۔

نوٹ: مندرجہ بالا ادویہ رہنمائی کیلئے بطور ریپرٹری Repertory درج کی گئی ہیں۔ ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اعصاب۔ عضلات یا ہڈی وغیرہ کی تکلیف دہ علامات میں ان میں سے کوئی بھی دوا دے دی جائے بلکہ قانون انتخاب دوا پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے اور یقینی طور پر دوا کے انتخاب کی نوے فیصد ٪90 ضروریات انہی ادویہ میں سے پوری ہوسکتی ہیں۔

علاج دوا اور پرہیز

جیسا کہ علاج کیلئے کیس ٹیکنگ میں میازم یا اسباب کا جاننا ضروری ہے۔ اسی طرح کس
علاج میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے متعلقہ بیماری میں اضافہ کا باعث بننے والی مضر اشیاء سے پ
لازمی ہے۔ اکثر میٹریا میڈیکا میں ادویہ کا ایک دوسری کے ساتھ تعلق مثلاً معاون۔ مخالف یا اثر کوز
کرنے والی ادویات کا ذکر تو ملتا ہے مگر نہ تو فلاسفی میں اور نہ ہی میٹیر یا میڈیکا میں کوئی ایسی واضح ہدای
تحریر ملتی ہے کہ جس سے یہ واضح ہو سکے کہ کونسی غذا کس میازمی حالت میں مریض کے لئے مضر ہ
حالانکہ 50% علاج دوا سے تعلق رکھتا ہے۔ 25% پرہیز اور 25% ماحول کے ساتھ جب ک
دوران علاج معالج مریض کو میازمی حالت کے پیش نظر مکمل غذائی پرہیز سے آگاہ نہیں کر سکتا۔ جس
سے شفاء میں کامیابی کا تناسب کم ہو جاتا ہے۔ تجربہ کے طور پر اگر کسی سائیکوٹک مزاج کے حامل
مریض کو بڑا گوشت Beef کھلایا جائے تو علاج کے نتائج 50% اور پرہیز کی صورت میں 75%
ہوں گے۔ (آزمائش شرط ہے۔) لہٰذا ذیل میں میازمیٹک غذائیں اور ماحول کا مختصر ذکر کیا جاتا
ہے۔ تاکہ مریض کو اس کی میازمی حالت کے پیش نظر غذائی پرہیز بھی کروائی جا سکے۔

سائیکوٹک غذائیں اور ماحول

گائے کا گوشت سب سے زیادہ سائیکوٹک ہے۔ بھینس کا ذرا کم۔ اس کے علاوہ تمام گوشت درجہ بدرجہ سائیکوٹک ہیں۔ انڈے کی زردی، مرغی، مٹر، تمام خشک اغذیہ، چائے، میدہ کی روٹی، پکوڑے سموسے، پراٹھا۔ کڑھی، لوبیا، آلو، گوبھی، مرچ سرخ، نمک، مصالحہ جات، ٹماٹر، بینگن، کریلے، شملہ مرچ، جاپانی پھل۔

گرم خشک موسم زیادہ اور صرف خشک موسم ذرا کم سائیکوٹک ہے۔ سیاہ بادلوں کا موسم اور وقت۔ دن کا وقت۔ روشنی وغیرہ وغیرہ

سفلیٹک غذائیں

چاول، دال ماش، بھنڈی توری، مونگ پھلی، انگور، تربوز، خربوزہ، انار، شلغم، مولی، پانی میں پیدا ہونے والی اکثر سبزیاں اور پھل سفلیٹک ہیں۔ اس کے علاوہ تمام رطوبت والی غذائیں، انڈے کی سفیدی، کھیرا، ٹینڈے، کدو، اروی، لہسن

بارش کا موسم۔ رات کا وقت۔ اندھیرا وغیرہ

نوٹ: تمام سائیکوسس غذائیں سفلیٹک میازمی حالت میں اور تمام سفلیٹک غذائیں سائیکوٹک میازمی حالت میں استعمال کروائی جا سکتی ہیں چونکہ غذا مادی حالت میں ہوتی ہے۔ اس لئے بالضد نظریہ کے لحاظ سے ان کا استعمال میازمی حالت میں وقتی کمی کا باعث ہوتا ہے۔ ہمیشہ کسی بھی میازمی حالت میں دوسرے میازم کے مزاج کی غذا فائدہ مند ہوتی ہے۔

قوت حیات

Vital Force

ہومیو پیتھک ذریعہ علاج میں قوت حیات Vital Force کی حیثیت نہائت ہی نازک اور اہم نوعیت کی ہے لیکن اس کے باوجود عہد حاضر تک قوت حیات کے بارے میں مختلف قسم کی تصوراتی آراء تو پائی جاتی ہیں لیکن ابھی تک کوئی بھی ایک رائے یا نظریہ قانون کی حیثیت اختیار نہیں کرسکا۔ لہٰذا کسی بھی نظریہ کی پاسداری نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن بھی ہے۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ قوت حیات کا ابھی تک جسم انسانی کے اندر پیدا ہونا سائنسی طور پر ثابت نہیں کیا جاسکا جس کی وجہ سے قوت حیات کی حیثیت اور جسم انسانی میں اس کا کردار نہایت مبہم ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ قوت حیات کی حیثیت اور جسم میں اس کے کردار کے بارے میں پائے جانے والے ابہام کو دور کرنے کے لئے قوت حیات کا نہ صرف جسم انسانی میں پیدا ہونا سائنسی طور پر ثابت کیا جائے۔ بلکہ صحت اور بیماری کی حالت میں جسم انسانی میں اس کے کردار کی وضاحت بھی کی جائے

ہانیمن نے ہومیو پیتھک تجربات اور مشاہدات کے دوران جسم انسانی میں پائی جانے والی ایک ایسی قوت دریافت کی جسکا تعلق نہ صرف تندرستی و بیماری اور بیماری کی حالت میں دوا کے ساتھ واضح کیا بلکہ جسم انسانی میں بیماری یا غیر طبعی تکلیف دہ علامات کا ظہور پذیر ہونا بھی اسی قوت کی کمزوری کو قرار دیا۔ اور آج تک یہی نظریہ Theory قائم ہے کہ مضر صحت عوامل سے جب قوت حیات Vital Force کمزور ہو جاتی ہے تو زندہ جسم انسانی کے اعضاء کے فطری افعال میں ابتری پیدا ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے غیر طبعی تکلیف دہ علامات ظاہر ہوتی ہیں اور اگر ایسی حالت میں قوت حیات Vital Force کو ابھارا جائے (دوا کی مدد سے) یا تقویت دی جائے تو یہ قوت حیات غیر طبعی تکلیف دہ علامات (بیماری)

پر خود بخود قابو پالیتی ہے۔ ہانیمن کی یہ بہت بڑی کاوش تھی کہ انہوں نے جہاں ہومیوپیتھی کے دوسرے اہم پہلوؤں (علاج کیلئے دوا کا بالمثل ہونا، قلیل مقدار دوا، میازم وغیرہ) پر محنت کی وہاں اس قوت (Vital Force) کی دریافت کیلئے بھی نہ جانے کتنی طبع آزمائی کی ہوگی پھر کہیں جا کر یہ راز منکشف Discovered ہوا ہوگا۔ تمام ماہرین ہومیوپیتھی بشمول ہانیمن نے مادی جسم انسانی کو اس غیر مادی قوت حیات Vital Force زیر کنٹرول قرار دیا ہے۔ ذیل میں چند ماہرین کی قوت حیات کے بارے میں آراء نہایت اختصار کے ساتھ پیش کی جاتی ہے۔

ہانیمن کا نظریہ قوت حیات

ہانیمن آرگینن آف میڈیسن Organon of Medicine کے پیراگراف نمبر 10 میں رقم طراز ہیں کہ یہ جسم مادی بغیر قوت حیات Vital Force کے احساسات، افعال واعمال اور حفاظت بقائے نفس سے عاجز وعاری ہے۔ یہ جسم درحقیقت اپنے جملہ محسوسات واحساسات Feelings,Sensorium غیر مادی قوت یا ہستی سے حاصل کرتا ہے۔ تمام اعمال وافعال اسی روح مجرد یا قوت حیات کے ذریعے بجالاتا ہے اور یہ قوت ہی جسم کو حالت صحت اور مرض کی حالت میں زندگی سے ہمکنار رکھتی ہے۔

پیراگراف نمبر 11: جب انسان بیمار پڑتا ہے تو یہی انسانی خودحرکی اور خودمختار قوت جو جسم کے روئیں روئیں Cells میں جاری وساری ہے اولاً کسی مرض خیز ضرررسان علت Cause سے متاثر ہو کر ماؤف ہو جاتی ہے اور افعال جسمانی میں بگاڑ Abnormality پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے اس بگاڑ کا مشاہدہ مریض خود اور اسکے احباب کر سکتے ہیں ہانمین کا مقصد یہ بتانا ہے کہ انسانی افعال ومعمولات عدم توازن کا نتیجہ علامات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جسے ہم مرض کے طور پر پہچانتے ہیں۔ یہ روح مجرد شئے بسیط جو جسم کے روئیں روئیں میں جاری وساری ہوتی ہے پورے جسم کا کوئی خلیہ Cell اسکے عمل ودخل سے خالی نہیں ہوتا۔ اور اسکے متاثر ہونے سے جسم کا ہر گوشہ متاثر وماؤف ہوتا ہے یہ بھی واضح ہو کہ خلیے Cell کی ہیت Structure یا شکل میں تبدیلی اس بگاڑ کا نتیجہ ہے جو پہلے پہل اس غیر مادی قوت حیات Vital Force میں پیدا ہوتا ہے۔ یادرہے کہ اگر انسانی باطن ومرکز یعنی قوت حیات پر کوئی مضرت آفریں شے اثر انداز نہ ہو تو پھر کوئی بھی انسان مرضیاتی علامات کا حامل نہ ہو۔ (ہانیمن کا بیان قوت حیات کے بارے میں بہت طویل ہے یہانپر صرف انکے نظریہ قوت حیات کے چند ایک الفاظ تحریر کئے گئے ہیں تاکہ کتاب میں طوالت بھی نہ ہو اور مقصد بھی سمجھ میں آسکے۔

ڈاکٹر کینٹ کا نظریہ قوت حیات

ڈاکٹر کینٹ نے اپنی کتاب لیکچر آن ہومیو پیتھک فلاسفی Lacture on Homoeo Pathic Philosophy. میں قوت حیات کے بارے میں بڑا وسیع لیکچر تحریر کیا ہے ذیل میں انکے قوت حیات کے بارے میں چند الفاظ تحریر کیے جاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ روح انسانی جسم کے روئیں روئیں میں جاری وساری ہوتی ہے اس طرح روح انسانی قوت کے طور پر کارفرما ہوتی ہے۔ یہ روح جب زندہ جسم کے اندر موجود رہتی ہے تو اسے زندہ سلامت رکھتی ہے جسم کے جملہ اعضاء اور حصص کی نگرانی کرتی ہے ساتھ ہی نفس ناطقہ انسانی فہم وادراک، ارادہ اور اختیار کی قوتوں کو نظم وضبط سے سرگرم عمل رکھتی ہے اگر اس روح مجرد میں کوئی بگاڑ پیدا ہو جائے تو پورے جسم میں آناً فاناً ابتری وانتشار اور بے ربطی پیدا ہو جائے گی یہ عمل مطالعہ اور مشاہدہ میں ہے کہ جب تک روح انسانی کا واسطہ اور رابطہ جسم انسانی سے فطری اور طبعی صورت میں برقرار ہوتا ہے تو یہی روح جسم کی تعمیر کا سبب بنتی ہے اور اسکی تعمیری ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ اسکے برعکس کسی وجہ سے روح جسم سے علیحدہ ہو جائے تو وہ تکمیلی یا تعمیری قوتیں غیر منظم اور آوارہ وآزاد ہو کر تخریب اور بربادی کا سبب بن جاتی ہیں جب یہ قوتیں روح کے تابع نظم وضبط میں نہیں رہتیں تو جسم فوراً بربادی اور انحطاط کی طرف مائل ہو جاتا ہے اس لئے یہ ثابت ہوتا ہے کہ روح تشکیلی اور تعمیری صلاحیتوں کی حامل ہے جسم میں اس کے موجود نہ ہونے کی صورت میں موت اور انحطاط ہی لازمی نتیجہ ہے۔ جب ہم اس روح بسیط یا قوت حیات کو توانائی اور قوت آفریں ڈائنامس Dynamis وغیرہ کے مختلف ناموں سے تعبیر کرتے ہیں تو اس سے ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ یہ ایک ایسی شے ہے جو قوت اور اثر کی حامل ہے تبھی تو یہ شے قابل فہم یا معقول حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ جس کا ادراک حواس سے نہیں بلکہ عقل سے کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر کینٹ نے مادی جسم انسانی کو غیر مادی قوت کے زیر کنٹرول ثابت کرنے کیلئے جو تاویلات، دلائل، سائنسی کلیے اور فہمی حوالے تحریر کیے ہیں (انکا تفصیلی مطالعہ ڈاکٹر کینٹ کی کتاب لیکچر آن ہومیو پیتھک فلاسفی Lacture on Homoeopathic Philosophy سے کیا جا سکتا ہے ہم نے صرف اجمالاً ذکر کیا ہے) وہ اپنی جگہ نہ صرف وافر ہیں بلکہ شائد درست بھی ہوں بلاشبہ مادی جسم انسانی غیر مادی قوت کے زیر کنٹرول ہے لیکن جہاں تک ڈاکٹر کینٹ نے اس قوت کو روح کا نام دیا ہے یا پھر روح کو ہی قوت حیات Vital Force کا نام دیا ہے مجھے اس سے کھل کر اختلاف ہے اسکی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ڈاکٹر کینٹ ماسٹر آف میڈیسن تو ضرور ہے اور اس نے بلاشبہ میڈیسن کے بارے میں اپنے علم کی بنیاد پر مٹیریا میڈیکا کو تو بہت اچھی طرح اور نہائت اسلوب کے ساتھ بیان کیا ہے لیکن قوت حیات Vital Faoce کو اس انداز یا مہارت کے ساتھ بیان نہیں کرسکا جسکی وہ متقاضی ہے اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ڈاکٹر کینٹ کا مذہبی مطالعہ بہت کم یا نہ ہونے کے برابر ہے (اگر کوئی یہ کہے کہ مذہبی مطالعہ تو شائد ہانیمن کا بھی نہ تھا مگر انہوں نے یہ قوت کیسے دریافت کی؟ تو یہ واضح ہو جانا چاہیئے کہ ہانیمن نے جتنی محنت و تگ و دو ہومیو پیتھی کیلئے کی، اس تمام تر کاوش میں مکمل یا نامکمل سائنسی مشاہدات و دلائل تو موجود ہیں لیکن کسی بھی جگہ مذہبی تاویل یا دلیل موجود نہیں ہے کہ جسے رد نہ کیا جا سکتا ہو) اسی لئے مختلف ماہرین نے قوت حیات کو مختلف ناموں سے تعبیر کیا ہے ڈاکٹر موریس بوکائیے نے اپنی کتاب بائبل قرآن اور جدید سائنس میں یہ تسلیم کیا ہے کہ مغربی سائنسدان اور مذہبی راہنما ایکدوسرے کے مخالف ہیں نیز مذہبی راہنماؤں کے سوا باقی تمام لوگوں (بشمول Including سائنسدانوں) کو بائبل کے صرف وہی حصے یاد ہیں جو دعا اور عبادت سے متعلقہ ہیں ڈاکٹر موریس کے بارے میں مزید معلومات تفصیلاً میازم کے باب میں آئیگی

ڈاکٹر ہربرٹ کا نظریہ قوت حیات

ڈاکٹر ہربرٹ رابرٹس نے اپنی کتاب آرٹ آف کیور بائی ہومیوپیتھی Art of Cure by Homoeopathy میں قوت حیات کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کچھ اس طرح سے کیا ہے کہ جب نطفہ قائم ہوتا ہے اور ماں اور باپ کے خلیے متحد ہوتے ہیں تو وائٹل انرجی Vital Energy پہلے ہی سے موجود ہوتی ہے نطفہ کے اندر ذاتی نشونما کی قوت موجود ہوتی ہے اور دوسرے خلیوں کو پیدا کرنے کی صلاحیت بھی اس میں موجود ہوتی ہے اس کا نام انرجی Energy یا قوت حیات ہے جو خلیوں میں جاری وساری رہتی ہے اسی قوت یا طاقت سے گوشت پوست اعصاب اور دماغ بنا ہے۔ جس سے مستقبل میں طرح طرح کے کام لئے جاتے ہیں اگر یہ قوت یہ طاقت یہ انرجی نہ ہو تو خلیہ یا جسم مردہ ہو جاتا ہے اجسام میں زندگی اس قوت کی وجہ سے ہے ہم زندگی کو تین شکلوں میں پہچانتے ہیں یعنی جسم دماغ اور روح Spirit یہ تثلیث ہر قسم کی زندگی میں پائی جاتی ہے اور یہ کسی نہ کسی شکل میں ہمارے جسم کے ہر حصے میں موجود ہے یہ تینوں قوتیں ایکدوسرے سے ہم آہنگ رہتی ہیں اور ایکدوسرے پر انحصار کرتی ہیں۔ ہر فرد اپنی ڈائنمک قوت Dynamic Energy اور اپنی روحانی قوت Spritual Energy سے کام لیتا ہے جب یہ تینوں قوتیں ہم آہنگی سے کام کرتی ہیں تو ایک متوازن شخصیت ابھرتی ہے خواہ تندرستی ہو یا بیماری یہ قوت حیات انسان کے مادی جسم میں اسکے ہر ذرے میں موجود ہوتی ہے البتہ جب انسان بیمار پڑتا ہے تو اس روحانی قوت اس خودکار قوت حیات میں خلل پڑ جاتا ہے جو خود کو ناموافق احساسات وعلامات کی شکل میں ظاہر کرتا ہے۔ مندرجہ بالا ماہرین کی آرا کے علاوہ موجودہ دور میں بھی بعض ڈاکٹر حضرات اسے قوت مدافعت Immunity ہی کی ایک انتہائی لطیف قسم گردانتے ہیں بعض اسے روح قرار دیتے ہیں اور بعض اس قوت کو روح اور

جسم کے درمیان ایک رابطہ قوت کہتے ہیں اس قوت کے بارے میں اس طرح کے متعدد خیالات اور نظریات Theories کی موجودگی میں کسی ایک نکتہ پر قائم رہنا مشکل ہے جب تک کہ سائنسی طور پر تصدیق نہ ہو جائے چنانچہ قوت حیات کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے روح اور قوت مدافعت کی ہیئت کو زیر بحث لانا ضروری ہے کیونکہ ماہرین نے اسے اپنے اپنے فہم کے مطابق مختلف نام تو دیئے ہیں لیکن سائنسی طور پر یہ ثابت نہیں کیا جاسکا کہ یہ قوت جسم انسانی کے اندر کہاں کیسے اور کونسے اعضاء کی کارکردگی سے پیدا ہوتی ہے بلکہ صرف یہ فرض ہی کر لیا گیا ہے کہ ایسی کوئی قوت جسم میں موجود ہے جو تمام جسم کے روئیں روئیں میں موجو ہے وغیرہ وغیرہ مگر ہومیو پیتھک قاری ابھی تک کسی غیر ہومیو پیتھک (جو مفروضوں پر نہیں بلکہ سائنسی ثبوت پر یقین رکھتے ہیں) کو جسم کے اندر قوت حیات کا بننا اور اسکی موجودگی ثابت کرنے سے قاصر ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ موجودہ وقت میں بھی ہومیو پیتھک طریقہ علاج کے تحت بحالی صحت کا عمل جاری ہے لیکن پھر بھی سائنسی طور پر قوت حیات کی جسم کے اندر موجودگی ثابت کرنے کیلئے روح اور قوت مدافعت پر بحث ضروری ہے تاکہ قوت حیات کی اصل حقیقت معلوم ہو سکے۔ اسلئے پہلے روح اور پھر قوت مدافعت پر تفصیلی بحث کی جاتی ہے۔

روح

Soul

انسان کسی بھی شے کا خالق یا موجد نہیں (خالق وموجد صرف اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے) ہاں مگر دریافت کنندہ ہوسکتا ہے قرآن الحکیم میں ارشاد باری ہے ۔ اس (قرآن) میں عقل والوں کیلئے نشانیاں ہیں انسان صرف خدا کی ودیعت کردہ عقل کو استعمال کر کے کسی چیز کو دریافت کرتا ہے قرآن علم وحکمت اور دانائی کے لحاظ سے اور انسان خالق کی تخلیق کے لحاظ سے بہت زیادہ وسعت کے حامل ہیں کروڑوں ، اربوں سال گزرنے کے باوجود جسم انسانی پر تحقیقات ابھی جاری ہیں اور ہر تحقیق Research کے بعد کوئی نہ کوئی نئی چیز سامنے آتی ہے (اس سائنسی ترقی کے دور میں بھی ابھی تک جسم انسانی کی ایک اکائی خلیہ Cell پر تحقیق مکمل نہیں ہوسکی) اسطرح سالہا سال کی محنت کے بعد کسی سائنسدان کی تحقیق کا نتیجہ قرآن کے مطابق ہوسکتا ہے ۔ جیسا کہ لوئی پاسچر نے اپنے تجربات کے دوران یہ دریافت کیا کہ جب انجکشن کی سوئی Needle انسانی جلد سے گزرتی ہے تو انسان تکلیف محسوس کرتا ہے مگر جب سوئی جلد سے گزر کر گوشت میں داخل ہوجاتی ہے تو پھر چاہے سوئی چھوٹی ہو یا لمبی اور موٹی بھی ہو تو تکلیف کم محسوس ہوتی ہے ۔ نہ جانے اتنی سی دریافت کیلئے سائنسدان کو کتنی محنت کرنا پڑی ہوگی ۔ لیکن قرآن الحکیم نے چودہ صدیاں پہلے یہ واضح کر دیا ہے ۔ ترجمہ: جب انکی کھالیں جل جایا کریں گی تو ہم انکی نئی کھالیں پیدا کر دیا کریں گے تا کہ یہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں ۔ اس آیت میں یہ واضح ہے کہ تکلیف کا زیادہ احساس جلد کو ہوتا ہے سائنسدان کی دریافت کی تصدیق قرآن سے ہوتی ہے بالفاظ دیگر سائنسدان کا یہ نظریہ قرآن کے مطابق ہے اسلئے درست ہے قرآن الحکیم میں موجود بہت کچھ ابھی صیغہ راز میں ہے کسی بھی ایک آیت کے مفہوم کو دینی لحاظ سے بیان

کرنے کیلئے ہمیشہ وقت کی قلت آڑے آتی ہے جس کی وجہ سے تشنگی رہ جاتی ہے سائنس نے ابھی اتنی ترقی نہیں کی کہ قرآن کے فرمودات کے مطابق اپنے آپ کو پیش کر سکے اس تمام تمہید کا مقصد صرف یہ ہے کہ سائنس کا جو بھی نظریہ قرآن کے مطابق ہے وہ درست تسلیم کیا جائیگا۔ باقی سب انسانی تخیل کی پرواز کہلائے گا کیونکہ سائنس کی بنیاد قرآن پر ہے (اور قرآن میں ارشاد ربانی ہے کہ اس میں ہر شے کا ذکر ہے) اور جو کچھ قرآن میں موجود ہے سائنسی علم اسکا انتہائی قلیل حصہ ہے سائنسدان ابھی تک انسانی جسم کی ایک اکائی Cell کا مکمل مطالعہ نہیں کر سکے پورا جسم (جس میں کئی نظام ہیں) تو بہت دور کی بات ہے نامور سائنسدان آئن سٹائین تسلیم (اگر کوئی نہ بھی تسلیم کرے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا) کرتے ہوئے کہتا ہے Science with out Religion is Lame (سائنس مذہبی علم کے بغیر لنگڑی ہے) کینڈا کا ڈاکٹر آئیلس جان ILYS JHAN کہتا ہے کہ Medical Science is Changed Name of Sunnah of Muhammad (PBUH) (میڈیکل سائنس حضرت محمد ﷺ کی سنت کا تبدیل شدہ نام ہے) اگر غیر مسلم نبی کریم ﷺ اور اسلام کے بارے میں اس قدر یقین رکھتے ہیں تو بحثیت مسلمان ایسی چیزیں ہمارے ایمان کا حصہ ہونی چاہئیں۔ چونکہ قوت حیات Vital Force کے بارے میں مذکورہ بالا نظریات میں اختلاف ہے اور قرآن الحکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اگر تم میں کسی بات پر اختلاف ہو تو اگر خدا اور رسول ﷺ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں خدا اور رسول ﷺ کے حکم کی طرف رجوع کرنا یہ بہت اچھی بات ہے اور اسکا مآل بھی اچھا ہے۔ النساء 59 یہ حکم صرف دینی مسائل کیلئے ہی نہیں چونکہ قرآن ایک مکمل ضابطہ حیات ہے لہٰذا تمام شعبہ ہائے دینی اور دنیاوی کیلئے راہنما ہے اسلئے ہمیں اپنے تمام معمولات اور معاملات (خواہ وہ دینی، دنیاوی یا سائنسی ہوں) کیلئے قرآن الحکیم سے راہنمائی حاصل کرنی چاہیئے۔

روح کیا ہے؟ **What is Soul?** لفظ روح پر مختلف ادوار میں بڑی بڑی کتابیں لکھی

جا چکی ہیں جن میں مفسرین نے اپنے اپنے علم کے مطابق علمی دلائل اور معلومات تحریر کی ہیں قرآن الحکیم میں بھی کئی مقامات پر روح کا ذکر آیا ہے۔

1۔ ترجمہ: اور ابن مریم کو کھلے نشانات بخشے اور روح القدوس (جبرائیلؑ) سے انکو مدد دی البقر 87

2۔ ترجمہ: اور عیسیٰؑ ابن مریم کو ہم نے کھلی ہوئی نشانیاں عطا کیں اور روح القدس سے ان کو مدد دی

آگے تک البقر 253

3۔ ترجمہ: مسیحؑ یعنی مریم کے بیٹے نہ تو خدا تھے نہ خدا کے بیٹے بلکہ خدا کے رسول اور اسکا کلمہ بشارت تھے۔ جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور اسکی طرف سے ایک روح تھے۔۔۔۔

آگے تک النساء 171

4۔ ترجمہ: جب خدا عیسیٰؑ سے فرمائے گا کہ عیسیٰؑ ابن مریم میرے احسانات یاد کرو جو میں نے تم اور تمہاری والدہ پر کیئے جب میں نے روح القدس یعنی جبرائیل سے تمہاری مدد کی المائدہ 110

5۔ ترجمہ: کہہ دو کہ اس کو روح القدس تمہارے پروردگار کی طرف سے سچائی کے ساتھ لیکر نازل ہوئے تاکہ یہ قرآن مومنوں کو ثابت قدم رکھے۔۔۔۔ آگے تک النحل 102

6- ترجمہ: جس کی طرف روح الامین اور فرشتے چڑھتے ہیں اور وہ اس روز نازل ہوگا۔۔۔۔۔۔

آگے تک المعارج 4

7۔ ترجمہ: جس دن روح الامین اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہونگے تو کوئی بول نہ سکے گا۔۔۔۔۔۔ آگے تک النساء 38

8۔ ترجمہ: اس میں روح الامین اور فرشتے ہر کام کے انتظام کیلیئے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں۔ القدر 4

9۔ ترجمہ: اور جب اسکو صورت انسانیہ میں درست کرلوں اور اس میں اپنی بے بہا چیز یعنی روح پھونک دوں تو اسکے آگے سجدے میں گر پڑنا۔ الحجر 29

10۔ ترجمہ: پھر اسکو درست کیا پھر اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی۔۔۔۔۔۔

آگے تک السجدۃ 9

11۔ اور آپؐ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں

قل الروح من امر ربی

کہ دیجئے روح میرے رب کا حکم ہے۔ بنی اسرائیل 85

مفسرین نے روح القدس اور روح الامین حضرت جرائیلؑ کو قرار دیا ہے۔ اور یہ الفاظ و ترجمہ سے بھی واضح ہے اور سورۃ السجدہ اور سورۃ الحجر میں روح پھونکنے کا ذکر ہے جبکہ سورۃ بنی اسرائیل میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ روح اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور بالاتفاق یہی سب سے اہم اور واضح حکم ہے کہ روح اللہ رب العالمین کا حکم ہے ثابت ہوا کہ روح جسم کے اندر حکماً نفوذ کرتی ہے اور بیشک انسان کو حوادث زندگی مثلاً غم۔ خوشی ۔۔بے ہوشی، کوما، صدمہ یا اپریشن کیلئے بے ہوشی Anaesthesia سے بھی واسطہ پڑتا ہے اسکے علاوہ بچپن، جوانی، بڑھاپے اور اسی طرح کوئی شخص خواہ کسی علاقے یا کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ گناہگار، ظالم، چور، ڈاکو، زانی، شرابی، مظلوم، بھوکا، سیر شدہ، کتنا ہی برا یا متقی پرہیزگار اور نیک سیرت ہو ان سب میں جسقدر حکم نافذ (بلکہ ایک جیسا حکم ہی سب میں نافذ ہے کن فیکون ایک حکم ہے) وہی رہیگا یعنی روح ایک مقررہ حد اور لیول Level کے مطابق موجود رہیگی۔ اور جب نکلنا شروع ہوگی تو مستقلاً جسم کو چھوڑ جائیگی اور پھر دوبارہ داخل نہیں ہوگی (مگر جب اللہ چاہے) روح جسم میں ایک برابر حیثیت سے موجود رہتی ہے جبکہ قوت حیات میں کمی بیشی ہو سکتی ہے بلکہ ہوتی ہے۔ اسلئے اگر روح کو قوت حیات تسلیم کرلیا جائے تو مندرجہ بالا آیات کی تفاسیر کی روشنی میں مفسرین اور علما نے روح القدس اور روح الامین جرائیل کو قرار دیا ہے اسکے مطابق نہ تو روح الامین (جرائیلؑ) کو کسی دوا کی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی دوا روح (امر ربی) میں

تبدیلی لاسکتی ہے خواہ وہ لطاقت Potentisation کے کتنے ہی مراحل طے کر کے ملطف ترین ہو جائے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی مشاہدہ Observation میں آئی ہے کہ نوجوان مریض بہ نسبت بچے اور بوڑھے مریض کے جلد صحت یاب یا شفایاب ہو جاتے ہیں (ماسوائے شدید خلیاتی تبدیلیوں Malignent Tissue Changes کے) باوجودیکہ روح بچے، بوڑھے اور نوجوان میں یکساں اور مقررہ حد اور لیول Limit and Level کے مطابق موجود ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ نوجوان بچوں اور بوڑھوں کی نسبت بہت کم بیماری کا شکار ہوتے ہیں حتیٰ کہ وراثتی بیماریوں Inherited diseases بھی بچوں کو زیادہ متاثر کرتی ہیں اور جب وہ جوان ہو جاتے ہیں تو بیماری کم متاثر کرتی ہے لیکن جب وہ نوجوان بوڑھا ہونے لگتا ہے تو بچپن میں ہونے والی تکالیف بھی شروع ہونے لگتی ہیں حالانکہ روح اسکے بچپن، جونی اور بڑھاپے میں ایک ہی طرح سے موجود ہے اگر روح ہی قوت حیات Vital Force ہوتی تو ایسا ہرگز نہ ہوتا بلکہ تمام لوگ ایک حد یا شدت کے مطابق بیماری کا اثر قبول کرتے (اسکا سبب یہ ہے کہ بچے اور بوڑھے کی قوت حیات Vital Force نوجوانوں کی نسبت کمزور ہوتی ہے) ماہرین ہومیوپیتھی بشمول ہانیمن کے مطابق قوت حیات کے کمزور ہونے کی وجہ سے بیماری جسم انسانی پر غالب آتی ہے (اس نظریے کا درست ہونا یا نہ ہونا ایک علیحدہ ایشو Issue ہے۔)

روح کے بارے میں دوسری راہنمائی حدیث نبوی ﷺ سے حاصل ہوتی ہے آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ جب حمل قرار پاتا ہے تو اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ بطور نگران مقرر کر دیا جاتا ہے جو نطفہ قائم ہونے سے لیکر زائیگوٹ Zygote بننے تک کے مراحل کی نگرانی کرتا ہے اور جب شکم مادر میں حمل (مختلف مراحل طے کرتا ہوا) ایک سو بیس 120 دن کی مدت کو پہنچتا ہے تو فرشتے کو اللہ

تعالیٰ کی طرف سے حکم ملتا ہے کہ اس (زائیگوٹ) میں روح پھونک دو (یہ حدیث صرف روح پر بحث کیلئے اختصار کے ساتھ بیان کی گئی ہے جبکہ حدیث مبارکہ میں حمل کی ابتدا سے روح داخل ہونے تک مختلف مراحل درج ہیں) حدیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ روح جسم کے اندر اس وقت داخل ہوتی ہے جب شکمِ مادر میں حمل کی مدت تقریباً ایک سو بیس 120 دن ہوتی ہے لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ جب نر سپرم Sperm مادہ کے نطفہ بیضہ اُنثیٰ Ovem کے ساتھ قاذف نالیوں Falopian Tubes کے اندر پہنچ کر ملاپ کرتے ہوئے اس میں ضم ہو جاتا ہے اور ملاپ شدہ بیضہ Ovem چار پانچ دن بچہ دانی Uterus میں پہنچ جاتا ہے اور اسکے بعد کچھ عرصہ یونہی بغیر کسی تعلق کے موجود رہنے کے بعد بچہ دانی Uterus سے منسلک Attached ہو جاتا ہے (اور ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا سورۃ دہر 17)

آخر وہ کونسی قوت ہے جسکے تحت ملاپ شدہ بیضہ بچہ دانی سے منسلک ہوئے بغیر کچھ عرصہ زندہ رہتا ہے۔ اور خلیاتی تقسیم Cell devision کے مراحل Process سے گزرتا ہے یہ درست ہے کہ نر سپرم Sperm اور مادہ بیضہ Ovem اپنی اپنی جگہ جاندار کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن جب سپرم بیضہ میں ضم ہو جاتا ہے حتیٰ کہ بیضہ اور سپرم میں پائے جانے والے کرموسوم میں موجود وارثتی خصوصیات کے حامل جینز Genes ہی رہ جاتے ہیں نیز سائنس کی رو سے جب دو چیزیں آپس میں ملتی Mixed ہیں تو ایک تیسری نئی چیز وجود میں آتی ہے جسکے خواص اپنی بنانے والی اشیا سے مختلف ہوتے ہیں مثلاً آکسیجن اور ہائیڈروجن کے ملنے سے پانی بنتا ہے

ہائیڈروجن جلنے کی صلاحیت رکھتی ہے جبکہ آکسیجن جلنے میں مددگار ہوتی ہے لیکن ان کے ملنے سے بننے والا پانی دونوں کے مشترکہ عمل (آگ) کو معطل کرتے ہوئے آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اسی طرح کی مثالیں پودوں کی پیوندکاری میں بھی ملتی ہیں لہٰذا نر سپرم Sperm اور مادہ بیضہ Ovem

کے باہم ملاپ سے دونوں کی اپنی اصلی حالت قائم نہیں رہتی بلکہ صرف وراثتی جینز Genes ہی رہ جاتے ہیں اس سے یہ ثابت ہوا کہ جاندار ہونے کی حیثیت سے نر سپرم اور مادہ بیضہ میں جو زندگی پائی جاتی ہے وہ روح کی صورت میں زائیگوٹ میں نفوذ نہیں کرتی یا نر سپرم اور مادہ بیضہ کی زندگی میں اس قدر اضافہ نہیں ہو جاتا کہ وہ زائیگوٹ کے اندر روح کی حثیت اختیار کر سکے بلکہ زائیگوٹ کے اندر روح حکماً نفوذ کرتی ہے اور مقررہ مدت کے بعد نکال لی جاتی ہے چنانچہ یہ ثابت ہوا کہ قوت حیات Vital Force نہ صرف روح سے الگ قوت ہے بلکہ نطفہ قائم ہونے سے لیکر زائیگوٹ میں روح کے نفخ تک تقریباً ایک سو بیس 120 یوم کے عرصہ میں ہونے والے تمام عوامل اسی قوت کے تحت عمل پذیر ہوتے ہیں ڈاکٹر ہربرٹ رابرٹس کا نطفہ قائم ہونے سے پہلے مادہ تولید میں قوت حیات کے موجود ہونے کا نظریہ حدیث نبوی ﷺ (کہ روح شکم مادہ میں حمل کے ایک سو بیس 120 دن بعد پھونکی جاتی ہے) کے مطابق درست اور ڈاکٹر ہربرٹ رابرٹس کا نظریہ حدیث کی روشنی میں یہ ثابت کرتا ہے کہ روح اور وائٹل فورس (قوت حیات) دو مختلف چیزیں ہیں لیکن اس سب کچھ کے باوجود ڈاکٹر ہربرٹ نہ تو یہ ثابت کر سکا ہے کہ یہ قوت جسم انسانی میں کہاں اور کیسے پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی وہ اسے روح کے علاوہ کوئی خاص نام دے سکا ہے جبکہ ڈاکٹر کینٹ کا نظریہ بھی روح کے گرد ہی طواف کرتا ہے اور اس نے روح کو ہی موضوع بحث بنایا ہے اور مادی جسم انسانی کے تمام افعال و اعمال، فہم و ادراک اور جسم میں ہونے والی تعمیر و تخریب اس غیر مادی قوت (روح) کے تابع ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے اور وہ اس میں کامیاب بھی ہے (اسکی کامیابی کی ایک وجہ یہ ہے کہ قوت حیات Vital Force کی ہیت کا صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے کینٹ کے نظریہ کو ہی تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں Some Thinig is better Than nothing دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ڈاکٹر کینٹ میٹریا میڈیکا اور ریپرٹری کیوجہ سے ہومیوپیتھی کا ہیرو مانا جاتا ہے لہذا اتنے بڑے ماسٹر آف میڈیسن اور پاپولر آدمی کے ساتھ اختلاف کرنا شائد کافی مشکل کام ہو لیکن قرآن اور فرمان نبوی ﷺ کے خلاف

کسی بھی فلاسفر اور سائنسدان کی کوئی حثیت نہیں ہے۔

حاصل بحث یہ ہے کہ قوت حیات Vital Force روح Soul سے الگ ایک قوت ہے جو جسم انسانی میں پیدا ہوتی ہے اور اس میں مختلف وجوہات کی بنا پر اور عمر (بچپن، جونی، بڑھاپے) کے لحاظ سے کمی بیشی ہوتی ہے اسی لئے جوانی کی عمر میں جب یہ قوت زیادہ ہوتی ہے تو وراثتی Inherited بیماریاں بھی عارضی طور پر دبی Suppressed رہتی ہیں اور بڑھاپے میں اس قوت کے کمزور ہونے سے ظاہر ہو جاتی ہیں لہذا یہ ایک دفاعی قوت ہے جو بیماری کے خلاف صحت جسمانی کا دفاع کرتی ہے یہ قوت جسم کے اندر کہاں اور کیسے پیدا ہوتی ہے؟ نیز کیا بیماری اس قوت کے کمزور ہونے سے پیدا ہوتی ہے؟ اور کیا اس قوت کو قوی کرنے سے بیماری ختم ہو سکتی ہے؟ اس پر بحث بعد میں ہو گی پہلے قوت حیات Vital Force اور قوت مدافعت Immumity کو ایک دوسرے سے ممیز اور ممتاز کرنے کیلئے قوت مدافعت پر بحث ضروری ہے تا کہ اس غلط فہمی کا ازالہ ہو سکے کہ قوت مدافعت ہی قوت حیات ہے۔

قوت مدافعت

Immunity

قوت مدافعت زندہ جسم میں پائی جانے والی وہ دفاعی صلاحیت ہے جو ہر زندہ جسم کو ماحولیاتی، فطری اور غیر فطری طور پر نقصان دینے والے اثرات سے محفوظ رکھنے کی سعی کرتی ہے طب یونانی میں اسے قوت مدبرہ بدن بھی کہا جاتا ہے۔ انسان کے اندر یہ قوت دو اقسام میں پائی جاتی ہے۔

1۔ قدرتی قوت مدافعت Natural Immunity

2۔ حاصل کردہ قوت مدافعت Aequired Immunity

قدرتی قوت مدافعت Natura Immunity

قدرتی طور پر پائی جانے والی قوت مدافعت ماں کے خون کے ذریعے بچے کو منتقل ہوتی ہے اور بعد میں ہڈیوں کے سروں Ends کے سرخ گودے Bone Marrow میں پیدا ہونے والے خون کے خلیات (اگر تندرست ہوں) میں پائی جاتی ہے اور جب کسی بیماری کے جراثیم Bacterias جسم انسانی میں داخل ہو کر نظام صحت میں خرابی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو خون میں موجود سفید خلیات White Blood Cells جراثیموں کے خلاف برسرپیکار ہو جاتے ہیں لیکن اگر جراثیموں کا حملہ شدید ہو تو قوت مدافعت صحت کے دفاع میں ناکام ہو جاتی ہے۔ تو جسم جراثیموں کے زہریلے اثرات کے زیر اثر مختلف قسم کی تکالیف میں مبتلا ہو جاتا ہے ہومیو پیتھی نہ تو Bacterias کے وجود سے انکار کرتی ہے اور نہ ہی جسم میں قوت مدافعت کی موجودگی سے روگردانی کرتی ہے (یہ ایک الگ پہلو ہے کہ قوت مدافعت انسانی صحت کا مکمل دفاع کر سکتی ہے یا نہیں؟ اگر کر سکتی ہے تو کس حد تک اور کس قسم کی بیماریوں کے خلاف)

حاصل کردہ قوت مدافعت کی اقسام

Aequired Immunity

حاصل کردہ قوت مدافعت کی کئی اقسام ہیں

1 ۔ جب کسی مرض کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرنا مقصود ہو تو متعلقہ بیماری کے جراثیم کمزور حالت میں تندرست انسان کے جسم میں داخل کئے جاتے ہیں (جسے متعلقہ بیماری کی ویکسین Vaccine کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے) تو ان جراثیموں کے زیر اثر بیماری کی علامات پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور جسم کے مدافعتی نظام کے تحت ان جراثیموں کے خلاف جگر میں Anti Bodies بننا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور جسم میں داخل کردہ جراثیموں کے خلاف نبرد آزما ہو جاتے ہیں جراثیموں کے زیر اثر پیدا ہونے والی بیماری کی علامات رفتہ رفتہ کم ہو کر بالآخر ختم ہو جاتی ہیں اور Anti Bodies بعض اوقات ساری عمر موجود رہتے ہیں اور جب کبھی متعلقہ بیماری کے جراثیم جسم میں داخل ہوں تو پہلے سے موجود Anti Bodies ان جراثیموں کے خلاف صحت کا دفاع شروع کر دیتے ہیں۔ (یہ طریقہ ہومیوپیتھی کے نظریہ علاج بالمثل کے عین مطابق ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایلوپیتھی صرف زبانی کلامی محض کاروباری وجوہات کی بنا پر ہومیوپیتھی کی مخالفت کرتی ہے جبکہ عملی طور پر وہ ہومیوپیتھی کے نظریہ بالمثل کی معترف ہے)

2 ۔ حاصل کردہ قوت مدافعت کی دوسری قسم جسم میں اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ جب تندرست انسان کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو مرض کے جراثیم مریض کے سانس یا فضلہ Excrement or Filth وغیرہ سے تندرست آدمی میں منتقل ہو جاتے ہیں کبھی کبھار آدمی مریض جیسی علامات میں عارضی طور پر مبتلا ہو جاتا ہے لیکن جلد ہی از خود صحت یاب بھی ہو جاتا ہے اس طرح

انسان کے اندر متعلقہ مرض کے خلاف قوت مدافعت پیدا ہو جاتی ہے یہاں پر میں آپ ﷺ کے ایک فرمان مبارک کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ آپکا کوئی بھی فرمان حکمت سے خالی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیمار کی عیادت کو جایا کرو (قرآن وحدیث اور سنت میں ہمارے لئے نہ صرف آخرت کی بھلائی ہے بلکہ ہمارے لئے بہت سارے دنیاوی، جسمانی اور سائنسی فائدے بھی بے انتہا ہیں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر ہم اسلامی طرز زندگی اپنالیں تو ہمیں بہت کم دواؤں کی ضرورت رہ جائے گی)

3 ۔ حاصل کردہ قوت مدافعت کی تیسری قسم ان لوگوں میں پیدا ہوتی ہے جو عموماً گندی جگہات یا آلودہ ماحول میں رہتے ہیں یا ایسی خوراک استعمال کرتے ہیں جو عام طور پر مضر صحت اثرات کی حامل سمجھی جاتی ہے اکثر مشاہدے کی بات ہے کہ قبرستانوں، گندے نالوں اور کوڑا کرکٹ کے ماحول میں خیمہ زن ہو کر رہنے والے لوگ شدید سردی، شدید گرمی اور انتہائی آلودہ ماحول اور فضا میں بھی بہت کم بیمار ہوتے ہیں اور اکثر یہ لوگ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں لوگوں کا بچا کھچا کھانا بخوشی کھا لیتے ہیں لیکن بیمار بہت کم ہوتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ تقریبات میں کئی قسم کے مریض بھی ہوتے ہیں جن میں پائی جانے والی مختلف امراض کے جراثیم (بچا کھچا اور جوٹھا کھانے کی وجہ سے) ان لوگوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور ان میں از خود متعلقہ بیماریوں کے خلاف Anti Bodies تیار ہو جاتے ہیں علاوہ ازیں جس ماحول میں یہ لوگ رہتے ہیں اسکے عادی ہو جاتے ہیں اور ان میں خود بخود قوت مدافعت پیدا ہوتی رہتی ہے یہ لوگ بہت کم ڈاکٹروں کے پاس جاتے ہیں (ہوسکتا ہے کہ بعض حضرات کو میری اس بات سے اختلاف ہو لیکن یہ بالکل درست ہے اور یقیناً نبی کریم ﷺ کے فرمان مل کر کھانا کھایا کرو میں یہی مصلحت کارفرما ہے۔ آپ ﷺ نے ایک ہی پیالہ سے ستر 70 اصحابہؓ کو دودھ پلایا اور بعد میں بچا ہوا دودھ خود نوش فرمایا آج بھی جس ماحول میں ملکر کھانا کھایا جاتا ہے وہاں بیماری کی شرح فیصد بہت کم ہے) قوت مدافعت Immunity میں حد امتیاز قائم کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہومیو پیتھک قاری یہ نہ سوچنے لگے کہ اگر جسم میں قوت مدافعت بھی موجود ہوتی ہے

اور صحت کا دفاع بھی کرتی ہے تو ہومیو پیتھک ادویہ بھی قوت مدافعت کو تقویت دیکر صحت کے دفاع کے قابل بناتی ہیں لہذا قوت مدافعت کی ہیت جسم کے اندر اسکا عمل اور دوا کے ساتھ تعلق کی وضاحت ضروری ہے ایلو پیتھک نظریہ کے مطابق جب انسان کی قوت مدافعت کمزور ہوتی ہے تو ماحول میں موجود مختلف اقسام کے جراثیم **Bacterias** (جن کے ساتھ انسان کو ہر وقت واسطہ رہتا ہے اور جن کے زہریلے اثرات کی وجہ سے مختلف تکالیف بشمول خلیاتی تبدیلیاں **Cellular Changes** رونما ہوتی ہیں) صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اگر ان جراثیموں کو ادویات کے ذریعے ختم اور قوت مدافعت کی معاونت کر کے اسے قوی کر دیا جائے تو بیماری کو ختم یا کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ یہ نظریہ ایلو پیتھک ماہرین کے نزدیک درست ہوگا بلکہ درست ہے لیکن ہم درج ذیل وجوہات کی بنیاد پر اس نظریہ سے اختلاف کا حق رکھتے ہیں

ایلو پیتھک نظریہ سے اختلاف کی وجوہات

1 ۔ چونکہ قوت مدافعت خون میں پائی جاتی ہے اور خون ایک مادی چیز ہے اسلئے قوت مدافعت بھی مادی حیثیت کی حامل ہے۔ بیکٹیریا بھی مادی حیثت رکھتے ہیں اور بیکٹیریا کے خلاف استعمال ہونے والی ادویہ Medicines بھی مادی ہوتی ہیں۔ لہٰذا دوا کے استعمال سے بیکٹیریا کے اثرات وقتی طور پر کم ہو جاتے جبکہ کسی دوا کے بار بار استعمال سے بیکٹیریا اس دوا کے عادی ہو جاتے ہیں اس طرح ہر مرتبہ مریض کو تیز سے تیز دوا دی جاتی ہے۔ جس سے مریض کی تکلیف دہ علامات وقتی طور پر دب Suppressed جاتی ہیں اور جب دوا کا عمل ختم ہوتا ہے تو نہ صرف پہلی علامات پہلی یا تبدیل شدہ حالت میں ظاہر ہوتی ہیں بلکہ جب دوا کا عمل ختم ہوتا ہے تو ردعمل Reaction کے نتیجہ میں نئی علامات بھی نمودار ہوتی ہیں۔ بیکٹیریا ہر شخص پر یکساں اثر انداز نہیں ہوتے حتیٰ کہ وبائی امراض سے بھی سب لوگ متاثر نہیں ہوتے اسکا مطلب یہ ہوا کہ بیکٹر یا صرف اُسی شخص پر اثر انداز ہوتے ہیں جس میں متاثر ہونے کا سبب موجود ہوتا ہے سبب کیا ہوتا ہے؟

2 ۔ مادی حیثیت رکھنے والی قوت مدافعت جسم انسانی میں اتنی ہمہ گیری کی حامل نہیں ہوتی جتنی کہ غیر مادی قوت حیات اس لئے ایلو پیتھک علاج بھی سطحی ہوتا ہے۔

3 ۔ ایلو پیتھی میں علامات کے متضاد اثرات کی حامل دوا دی جاتی ہے اور اس دوا کے عمل کے ذریعے علامات کو دبا Suppressed دیا جاتا ہے (جبکہ سائنس کی رو سے ہر عمل کا ردعمل ضرور ہوتا ہے) جب دوا کے عمل Action سے علامات دب جاتی ہیں تو ردعمل Reaction کے نتیجے میں کئی ایک نئی علامات بھی پیدا ہوتی ہیں (کیونکہ عمل اور ردعمل مخالف ہونے کی وجہ سے ردعمل کے نتیجے میں پیدا ہونے والی علامات بھی مختلف ہوں گی) تو پھر ان پر قابو پانے کیلئے نئی دوائیں دی جاتی ہیں

اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے اور مریض کو کم خطرناک حالت سے زیادہ خطرناک حالت کی طرف منتقل کر دیا جاتا ہے۔

4۔ مادی قوت مدافعت کی معاونت بھی مادی دواؤں سے کی جاتی ہے جن سے قوت مدافعت عارضی طور پر قوی Strong ہو جاتی ہے لیکن دواؤں کے رد عمل کے نتیجے میں اور لگاتار استعمال کی وجہ سے پہلے سے زیادہ کمزور ہو جاتی ہے برٹش براڈ کاسٹنگ کارپوریشن B.B.C لندن کی فراہم کردہ ہیلتھ رپورٹ کے مطابق دردروکنے والی ادویات جگر کی خرابی کا باعث بن رہی ہیں اور ایک اندازے کیمطابق صرف پیراسیٹامول Paracetamol کے استعمال سے برطانیہ میں ہر سال ستر ہزار 70,000 افراد جگر کی بیماری کا شکار ہو رہے ہیں باقی تیز ترین ادویہ کے استعمال سے کیا صورت حال ہوگی؟ کیا درد بند کرنے والی ادویات سے خون کے سفید خلیات کی تعداد بڑھ نہیں جاتی؟ اور انکا بڑھنا خون کے سرطان Blood Cancer کی ایک صورت نہیں؟

5۔ ایلوپیتھی Allopathy کے تحت استعمال ہونے والی جراثیم کش Anti Biotics ادویہ کے ذریعے جراثیموں Bacterias کو مارا جاتا ہے انکے زیر اثر خون کے سرخ خلیات Red Blood Cells جو کہ زندہ حیثیت رکھتے ہیں مر جاتے ہیں اس طرح مریض خون کی کمی کا شکار ہو جاتا ہے اور خون کی کمی کی وجہ سے قوت مدافعت پہلے کی نسبت زیادہ کمزور ہو جاتی ہے جسکو ابھانے کیلیئے سٹرائیڈز Steriods کا سہارہ لیا جاتا ہے (جو کہ خطرناک ہے) اور سٹرائیڈز کے بار بار استعمال سے جب قوت مدافعت مزید کمزور ہو جاتی ہے تو معمولی امراض کے علاج کی خاطر بھی خون لگوانے Blood Infussion کا مشورہ دیا جاتا ہے یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ جب کسی بچہ کے اسہال کنٹرول نہ ہوں یا بچہ بار بار اسہال میں مبتلا ہو تو اسے بلڈ لگا دیا جاتا ہے حالانکہ نئے لگنے والے خون کے خلیات R.B.Cs بھی ایک سو بیس 120 دن بعد ٹوٹ کر ختم ہو جاتے ہیں اسکے علاوہ بلڈ لگوانے والے مریضوں میں اکثر پیچیدگیاں Complications پیدا ہو جاتی ہیں جو بعض اوقات ساری

عمر پیچھا نہیں چھوڑتیں حادثات میں خون لگانا مجبوری ہے لیکن عام بیماریوں کے علاج میں ڈاکٹر حضرات کیوں مجبور ہیں؟

6 ۔ قوت مدافعت مادی ہونے کی حیثیت سے ہر عضو انسانی میں علیحدہ علیحدہ حیثیت رکھتی ہے لہٰذا ہر عضو Organ کے علاج کیلئے دوا بھی علیحدہ علیحدہ تجویز کی جاتی ہے بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی مریض میں (بظاہر) دو متضاد قسم کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً کسی شوگر کے مریض کو ہائی بلڈ پریشر Hypertention کا مرض ہو جائے (جو کہ موجودہ وقت میں اکثر ہو رہا ہے) تو ایسے مریض کے علاج میں ایلوپیتھی بے بس نظر آتی ہے کیونکہ اگر مریض کو شوگر کنٹرول دوا (جو کہ پیشاب کے اخراج کو کم کرتی ہے) دی جاتی ہے تو مریض کا بلڈ پریشر زیادہ ہو جاتا ہے اور اگر بلڈ پریشر کو کم کرنے والی دوا (جو کہ پیشاب آور ہوتی ہے) دی جائے تو مریض کا شوگر لیول زیادہ ہو جاتا ہے کیونکہ خام اور مادی دوا کسی ایک عضو پر خاص اثر رکھتی ہے (قوت مدافعت جو کہ مادی ہے اور جسم میں پوری طرح ہمہ گیری نہیں رکھتی اسی طرح مادی دوا بھی صرف کسی ایک یا دو اعضاء پر خاص اثرات رکھتی ہے) اسلئے مختلف اعضاء کی علامات کیلئے جب کئی ادویہ بیک وقت دی جاتی ہیں تو مریض میں ادویہ کے ردعمل کے نتیجے میں نئی نئی علامات پیدا ہوتی ہیں جن کے سدباب کے لئے مریض بار بار ڈاکٹر کے پاس جاتا رہتا ہے اور ڈاکٹر مسیحا سے بزنس مین بن جاتا ہے حالانکہ شوگر اور ہائی بلڈ پریشر کے کیس پر غور کیا جائے تو دونوں علامات ایکدوسرے سے (بظاہر) متضاد ہونے کے باوجود ایک ہی سبب سے پیدا ہوتی ہیں اور اگر سبب کے سدباب کیلئے مالمثل، واحد دوا پوٹینسی Potency کی صورت میں دی جاتی تو یہ دوا وائٹل فورس کی معاونت کرتی ہوئی سبب (میازمی حالت) کا ازالہ کرتی جس سے دونوں (بظاہر متضاد) علامات بتدریج اور یکے بعد دیگرے ختم ہو جاتیں۔

7 ۔ اگر ایلو پیتھک نظریہ Allo pathic Theory کے مطابق جراثیم ہی بیماری کا سبب ہیں اور جراثیموں کو ختم کر کے بیماری پر قابو پایا جا سکتا ہے تو پھر ایسی بیماریوں (ٹانسل، رسولی Tumor

ناک کی ہڈی کا ٹیڑھا ہونا وغیرہ) جن کا علاج دوا سے ہو جانا چاہیے۔ انکے لئے سرجری کا سہارا کیوں لیا جاتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے (نعوذ باللہ) کوئی عضو فالتو پیدا کیا ہے کہ جس کی جسم کے اندر کوئی ذمہ داری نہ ہو؟ علاج کرنے کی بجائے جسم کے کسی حصے کو محض اس لئے کاٹ کر علیحدہ کر دینا کہ دوا سے اس میں پیدا ہونے والی تبدیلی کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ کیا یہ قانون فطرت کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ (ہومیو پیتھی سرجری کی مخالفت نہیں کرتی کیونکہ حادثات کی صورت میں سرجری کی اہمیت مسلم ہے۔ لیکن دوا سے ٹھیک ہونے جانے والے امراض کے علاج کے لئے سرجری کے ذریعے کسی عضو کو تلف کر دینے کے خلاف احتجاج ضرور کرتی ہے) یہ کہاں کی دانشمندی کہ اگر گردہ مبتلائے مرض ہو تو اسے نکال باہر کیا جائے اور مریض کو وقتی طور پر تسلی دے دی جائے کہ انسان ایک گردے کے ساتھ بھی زندہ رہ سکتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے دو گردے بنائے ہیں نیز یہ کہ جس سبب سے ایک گردہ مبتلائے مرض ہوا اسی سبب سے دوسرا گردہ تھوڑے عرصہ بعد بیکار نہیں ہو سکتا؟ کیا بیمار عضو کو تلف کر دینے سے بیماری کا سبب ختم ہو جاتا ہے؟ اگر ایلو پیتھک ادویات سے سبب کو دور کیا جا سکتا تو پہلا گردہ ہی بیکار نہ ہونے دیا جاتا۔

8- جدید تحقیق Latest Research کے مطابق Anti Biotics ادویہ وائرس پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔ لیکن وائرس کے سبب پیدا ہونے والی تکالیف مثلاً نزلہ زکام، الرجی وغیرہ کے علاج میں (بغیر ثبوت بیکٹیریا) Anti Biotics کیوں دی جاتی ہیں؟

9- اگر ایلو پیتھک ادویات سے خواب آور ادویہ اور سٹیرائڈز Steroides ختم کر دیئے جائیں تو تکلیف میں ہونے والی وقتی کمی (جسے ڈاکٹر شفاء کا نام دیتا ہے) 30% بھی نہیں رہ جاتی جب کہ خواب آور ادویہ سے مریض کے اعصاب اور سٹیرائڈز Steroides سے مریض کی قوت مدافعت کمزور ہو جاتی ہے۔

10- کیا کوئی ماہر سے ماہر ایلوپیتھس یہ ثابت کر سکتا ہے کہ اس کے زیر علاج دمہ، جوڑوں کا درد،

کان بہنا، بواسیر، منی کے جراثیم کا نہ ہونا، الرجی اور ہائی بلڈ پریشر کا علاج کامیاب انجام پذیر ہوا اور مریض میں دوبارہ یہ علامات ظاہر نہیں ہوئیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی واضح کیا جائے کہ ایڈز، ہیپاٹائٹس، کینسر وغیرہ لاعلاج کیوں ہیں؟ (شائد اس لئے کہ ایلوپیتھی کسی بھی مرض کو اس وقت تک مرض تسلیم نہیں کرتی جب تک وہ ٹیسٹ سے ثابت نہ ہو جائے اور ٹیسٹ سے مرض اس وقت ثابت ہوتا ہے جب وہ خلیات میں تباہی برپا کر چکا ہوتا ہے ایلوپیتھی کو ابتدائی حالت مرض میں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ مرض کی یہ ابتدائی حالت کہاں منتج ہوگی اور ٹیسٹ میں ثابت ہونے کے بعد ایلوپیتھی بے بس ہوتی ہے کیونکہ مرض خلیات میں اس قدر گہرا Deep جا چکا ہوتا ہے کہ نہ تو اتنی گہرائی تک قوت مدافعت جا سکتی ہے اور نہ جراثیم کش مادی ادویہ میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ تبدیل شدہ حالت کو درست کر سکیں۔ اسی لئے ایلوپیتھس اپنی ناکامی کو چھپانے کے لئے سرجری کا سہارا لے کر متعلقہ عضو کو ہی تلف کر دیتے ہیں۔ (نہ رہے بانس نہ بجے بانسری) حالانکہ ہر مرض میں فوراً ہی انتہائی اسٹیج پیدا نہیں ہو جاتی (حدیث نبوی ﷺ ہے کہ اللہ تعالی نے ایسا کوئی مرض پیدا نہیں کیا جس کا علاج نازل نہ فرمایا ہو یہ اور بات ہے کہ کسی کو علاج کا علم ہو یا نہ ہو)

11- قدرتی امراض کی تعداد اتنی نہیں جتنی کہ ایلوپیتھک طریقہ علاج بشمول سرجری کے ردعمل Reaction کی وجہ سے ہوگئی ہے۔ نیز ہیپاٹائٹس Hepatitis کے پھیلانے میں ماحول، آلودگی اور خوراک کی نسبت ایلوپیتھک طریقہ علاج زیادہ کارفرما ہے۔ (آلودگی اور ماحول کے بارے میں بحث پہلے ہو چکی ہے)۔ کیونکہ معمولی امراض مثلاً اسہال، اور خون کی کمی Anaemia وغیرہ میں بلڈ لگانا ایلوپیتھی کا معمول بن چکا ہے۔ (بیشک خون بعد از تمام ٹیسٹ بھی لگایا جائے) جس کی وجہ سے مذکورہ مرض میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

12- موجودہ وقت تک دنیا کے تمام ماہرین ایلوپیتھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہیپاٹائٹس لاعلاج ہے۔ پھر ایلوپیتھک ڈاکٹر ایسے مریض کا علاج کیوں شروع کر دیتے ہیں جب کہ ابھی تک کسی ایلو

پیتھک ڈاکٹر نے ہپاٹئٹس میں مبتلا کسی ایک مریض کو بھی شفایابی سے ہمکنار نہیں کیا۔ کیا یہ دوکانداری نہیں ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ جو شخص بغیر مہارت علم طب کسی کا علاج کرے تو وہ قاتل شمار ہوگا۔

ڈا اسمٰعیل خان ظفر
D.I.KHAN
B.Sc. D.H.M.S. R.H.M.P.

ہومیو ڈاکٹر ایم۔ اے۔ [illegible]
فون۔ 765547
عقب روبی پلازہ اعوان چوک گلستان کالونی فیصل آباد

قوت حیات

Vital Force

قوت حیات Vital Force کے بارے میں مختلف ماہرین کی آراء تحریر کی جا چکی ہیں جو انکے اپنے تجربات اور مشاہدات کے مطابق ہیں۔ جب کہ قوت حیات کی انسانی جسم میں موجودگی کو سائنسی طور پر ثابت کرنا نہ صرف ہومیو پیتھک معالج Practioner کے لئے اہم ہے بلکہ غیر ہومیو پیتھی کے اعتراضات کو ختم کرنے کے لئے بھی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ یہ ثابت کرنا بھی مقصود ہے کہ قوت حیات Vital Force قوت مدافعت Immunity سے کئی گنا زیادہ لطیف (غیر مادی Subtility) ہونے کی وجہ سے جسم انسانی کے افعال و اعمال، صحت و بیماری، فہم و ادراک، جذبات و احساسات کو مکمل ہمہ گیری کے ساتھ کنٹرول کرتی ہے۔ ہانیمن نے اپنی دریافت کردہ اس قوت کو مقناطیسی قوت Magnatic Power قرار دیا ہے۔ اگر ہانیمن کو موت کچھ اور مہلت دیتی تو شاید یہ بھی واضح ہو جاتا کہ یہ غیر مادی قوت Subtility Power مادی جسم انسانی میں کہاں اور کیسے پیدا ہوتی ہے۔ بہر حال خدا اپنے بندوں سے جس قدر چاہتا ہے کام لیتا ہے۔ (پہلے تحریر کیا جا چکا ہے۔ کہ جسم انسانی پر تحقیقات Research شائد قیامت تک جاری رہیں گی۔ تحقیق کے دروازے کبھی بند نہیں ہو سکتے (ہانیمن کے اس قوت کو مقناطیسی قوت Magnatic Power) تسلیم کرنے سے اس سوال کے حل میں کافی مدد ملتی ہے کہ قوت حیات Vital Force کے جسم انسانی میں پیدا ہونے کا تعلق کن اعضاء سے ہے۔ اور یہ کیسے پیدا ہوتی ہے۔ سائنسی طور پر قوت حیات کا جسم انسانی میں پیدا ہونا ثابت کرنے کے لئے سب سے پہلے اناٹومی Anatomy اور فزیالوجی Physiology پر غور کرنا ہوگا۔ سب سے پہلے قرآن حکیم کی ایک آیت مبارکہ سے روشنی حاصل کی

جاتی ہے۔

ترجمہ: اور ہم نے لوہا پیدا کیا اس میں اسلحۂ جنگ کے لحاظ سے شدید خطرہ بھی ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں۔۔۔۔ الخ سورۃ الحدید نمبر ۲۵

شائد لوہے کو تخلیق کائنات کے ساتھ ہی پیدا کر دیا گیا تھا؟ (تفسیر ابن کثیر میں ایک روایت کے حوالے سے درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ کو زمین پر بھیجا تو انہیں ایک ہتھوڑا عطا کیا گیا تھا)۔ وقت اور حالات کے مطابق انسان اپنے علم اور عقل کے لحاظ سے لوہے کو استعمال میں لاتا رہا اسلحہ جنگ کی صورت میں انسان اپنے ہی ہاتھوں اپنی اور اپنے بھائیوں کی تباہی کا سامان کرتا رہا جب کہ لوہا اپنے دامن میں انسانیت کے مفاد کے بیش بہا گوہر بھی چھپائے ہوئے ہے۔ دور حاضر میں انسان نے خدا کی عطا کردہ عقل سے جنگی۔ صنعتی۔ سفری اور طبی سہولیات کو لوہے کے استعمال سے بام عروج تک پہنچا دیا ہے۔ مذکورہ بالا آیت سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جسم انسانی میں لوہے کا کیا کردار ہے؟ انسان کے خون میں کئی اقسام کے اجسام Bodies اور کیمیائی اجزاء پائے جاتے ہیں۔ (ان کی تفصیل بہت زیادہ ہے)۔ ان میں سب سے اہم خون کے سرخ ذرات Red Blood Cells (R.B.Cs) ہیں اور ان آر بی سی، R.B.Cs کا اہم جزو ہیموگلوبین (H.B.) ہے جب کہ ہیموگلوبین کی ساخت Structure میں ایک اہم جزو ہماٹین Heamotine پایا جاتا ہے۔ جو درحقیقت لوہا Iron ہے سرخ خلیات کی مدت عمر 100 سے 120 دن تک ہوتی ہے جب خون کے R.B.Cs کی مدت عمر پوری ہو جاتی ہے۔ اور یہ خلیات ٹوٹ جاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے خلیات پیدا ہو جاتے ہیں۔ (ٹوٹنے والے خلیات کے فاسد مادوں کا اخراج علیحدہ فیلڈ Field ہے۔ جب خون کے خلیات ٹوٹتے ہیں تو جگر Liver ان خلیات میں موجود اہم جزو ہیماٹین کو دوبارہ استعمال کے لئے علیحدہ کر لیتا ہے۔ اور یہ ہیماٹین نئے بننے والے سرخ خلیات میں دوبارہ استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے جگر خراب ہونے کی صورت میں خون کی کمی ظاہر

ہوتی ہے۔ یہ کمی صرف خون کے خلیات کے ٹوٹنے پر ہیماٹین کو علیحدہ نہ کر سکنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (جگر خون پیدا نہیں کرتا بلکہ صرف ہیموگلوبین میں پائے جانے والے لوہے کے جزو ہیماٹین کو دوبارہ استعمال کے قابل بناتا ہے۔ جب کہ خون کے خلیات ہڈیوں کے سروں Ends کے سرخ گودے Bone Merrow میں بنتے ہیں۔) طب قدیم سے لے کر طب جدید تک تمام طریقہ ہائے علاج خون کے سرخ ذرات کی کمی کے لئے لوہے کو مختلف انداز سے استعمال کروا رہے ہیں (چونکہ یہ معلومات نہ صرف معالجین بلکہ طلبہ ہومیوپیتھی کے لئے بھی یکساں ہے اس لئے ہر پہلو پر روشنی ڈالنا ضروری ہے۔) ضرورت اور حالات کے مطابق شدید حالت کو کنٹرول کرنے کے لئے طب جدید میں انتقال خون Blood Transfusion بھی رائج ہے۔ کم شدید حالت کو حسب معمول اور شدید حالت کو ہنگامی Emergency طور پر کنٹرول کیا جاتا ہے۔ دونوں صورتوں میں جسم میں آکسیجن کی کمی کو پورا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ جو کہ ہیماٹین کے بغیر ممکن نہیں۔ جب ہم سانس لیتے ہوئے ہوا اندر کھینچتے ہیں۔ تو پھیپھڑوں میں موجود خون کی نالیوں میں دوڑنے والے خون میں پائے جانے والے ہیموگلوبین ہیماٹین کے ذریعے آکسیجن جذب کر کے فطری طریقہ سے جسم کے خلیات کو فراہم کرتے ہیں۔ اگر خون میں ہیموگلوبین کی کمی ہو جائے تو انسان کا سانس پھول جاتا ہے۔ اور وہ تیز تیز سانس لے کر آکسیجن کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یا پھر توانائی کے مصرف کو کم کرنے کے لئے دماغی Mentaly اور جسمانی Physicaly محنت ترک کر کے آرام اور سکون کی حالت اختیار کر لیتا ہے۔ جس سے اس کی سانس اعتدال پر آجاتی ہے۔ اس طرح یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ لوہا نہ صرف کاروباری طور پر افادیت کا حامل ہے بلکہ انسانی زندگی کے لئے بھی نہائیت اہم اور ضروری ہے۔ جسم انسانی میں اس کی مزید کارکردگی آگے تحریر کی جا رہی ہے۔ اور اسے ایک دفعہ پھر زیر بحث لایا جائے گا۔

جسم انسانی میں قوت حیات کا ماخذ

انسانی جسم میں برقی قوت Electric Power کی مخصوص مقدار پائی جاتی ہے جسکا مرکز Centre دماغ Brain ہے۔ یہانسے یہ قوت بذریعہ حرام مغز Spinal Cord میڈولا آبلانگیٹا Medulla Oblongata سے نکلنے والے اعصاب Nerves جسم کے مختلف حصوں تک مقررہ حد اور ضرورت کے مطابق پہنچتی ہے۔ اسی کے ذریعے پیغام رسانی اور اطلاعات کی وصولی کا فعل سرانجام پاتا ہے۔ اور اعصاب کے حسب الحکم عضلات کے سکڑنے اور پھیلنے سے ریفلیکس ایکشن Reflex Action وقوع پذیر ہوتا ہے مثلاً جب کبھی ہمارا ہاتھ بے خیالی میں کسی گرم چیز کو چھو جائے تو ہم ابھی یہ سوچ بھی نہیں پاتے کہ ہمارے ہاتھ کو کیا ہوا ہے جبکہ ہمارا ہاتھ خود بخود Automatically کھینچ جاتا ہے دوسرے یہ کہ جب کبھی انسان کے بازو کی کہنی Elbow کے بیرونی جانب پائے جانے والے عصب کے ایک مخصوص حصے پر کوئی معمولی سی چیز ٹکرا جائے تو انسان کو اپنے بازو میں واضح طور پر برقی جھٹکا Electric Shock محسوس ہوتا ہے (برقی قوت کی پیمائش کرنے والے جدید آلہ کے ساتھ چیک کرنے پر مختلف انسانوں میں برقی قوت Electric Power کی مختلف مقدار پائی گئی ہے یہ برقی قوت صحت کے لحاظ سے ہر انسان میں مختلف ہوتی ہے اور جسقدر انسان کا دماغ اور اعصاب قوی ہونگے اسی قدر یہ برقی قوت بھی زیادہ ہوگی) یہ سب کچھ اس برقی رو کے ذریعے پیغام رسانی کے نتیجے میں ہوتا ہے اسی طرح برقی رو کے زیر اثر دل کے دھڑکنے کا عمل بھی خودکار Automatic طریقہ سے جاری رہتا ہے۔ اور انسان کو پھانسی (جسمیں صرف دم گھٹتا ہو) دینے کی صورت میں سانس رکنے کی وجہ سے واقع ہونے والی موت کا عمل دیر سے مکمل ہوتا ہے جبکہ گردن کو جھٹکا دینے والی پھانسی سے دل کی دھڑکن قدرے جلد رک جاتی ہے دماغ

کے حصہ میڈولا آبلانگیٹا Medolla Oblangata سے نکلنے والا ویگس Vagus نامی مرکب عصب Combine nerve سیمپتھٹیک اور پیرا سمپیتھٹک Sympathetic and Para Sympathetic دل کو برقی قوت Electric Power کی فراہمی Supply کرتا ہے یہ عصب مثبت اور منفی Positive and Negative خصوصیات کا حامل ہوتا ہے سمپیتھٹک Sympathetic دل کی رفتار کو تیز کرتا ہے پیرا سمپیتھٹک Para Sympathetic Nerve دل کی رفتار کو کم کرتا ہے اس طرح دونوں کے مشترکہ عمل سے دل کی دھڑکن Pulpitation معمول کے مطابق رہتی ہے اور دل خودکار طور پر کام کرتا رہتا ہے چونکہ برقی قوت کا تعلق اعصاب کے ساتھ ہے جو دل کو مذکورہ بالا ویگس نامی عصب Vagus Nerve کے ذریعے پہنچتی ہے۔

دل کے اندر خون کی مقدار Quantity of Blood ایک وقت میں تمام جسم کے کسی بھی ایک حصہ سے زیادہ ہوتی ہے گو سارے جسم میں چار یا پانچ لیٹر خون موجود ہوتا ہے لیکن جتنا خون دل کے اندر ایک وقت میں ہوتا ہے اتنا خون جسم کے کسی ایک حصہ میں ایک وقت میں نہیں پایا جاتا لہذا خون کے سرخ خلیات RBCs میں پایا جانیوالا جزو ہیماٹین Heamatine یعنی لوہے Iron کی جتنی مقدار دل کے اندر ہر وقت موجود ہوتی ہے جسم میں کسی جگہ ایک وقت میں نہیں پائی جاتی نہائت آسان طور پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ دل کے جسم Body میں برقی رو موجود ہے اور دل کے اندر لوہا ہیماٹین کی شکل میں حرکت میں ہے اور سائنسی طور پر جب لوہے کے اوپر سے برقی رو گزاری جائے تو مقناطیسی قوت Magnatic Power پیدا ہوتی ہے جو بڑی طاقتور ہوتی ہے۔ جس سے نہ صرف صنعتی اور کاروباری افادیت حاصل کی جارہی ہے بلکہ یہ مقناطیسی قوت صحت انسانی کے دفاع کیلئے بھی بہت زیادہ کارگر ہے ہانیمن کی تسلیم کردہ مقناطیسی قوت Magnatic Power (وائٹل فورس) دل میں پیدا ہوتی ہے اور بذریعہ اعصاب دماغ میں منتقل ہو کر پورے جسم انسانی کے روئیں روئیں Cells میں منتقل ہو کر تمام مضرت رساں عوامل کے خلاف صحت کا دفاع کرتی ہے اگر کسی شخص

میں کسی بھی وجہ سے خون کی کمی Anaemia ہو جائے یا کسی بھی وجہ سے اعصاب کمزور ہو جائیں تو دونوں صورتوں میں یہ مقناطیسی قوت Vital Force کمزور ہو جاتی ہے اگر کسی صاحب کو میرے وائٹل فورس کو مقناطیسی قوت کہنے اور اس میں کمزوری واقع ہونے کے نظریہ سے اختلاف ہو تو وہ کسی تندرست شخص میں خون کی کمی یا اعصابی کمزوری پیدا کر کے تجربہ کر لیں اور پھر ثابت کریں کہ وائٹل فورس کمزور نہیں ہوئی (اس طرح وائٹل فورس کو قوی کرنے کیلیئے اعصاب کو مضبوط کرنا اور خون کی کمی کو دور کرنا ضروری ہوگا) یہ اور بات ہے کہ ہر دور میں اکثر نئے نظریات Theories کی مخالفت ہوتی رہی ہے حتیٰ کہ ہانیمن کو بھی بالمثل نظریہ پیش کرنے کی وجہ سے ملک بدر ہونا پڑا جبکہ آج پوری دنیا میں (پوری دنیا سے مراد ہے کہ اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے ولڈ ہیلتھ آرگینائزیشن W.H.O نے دنیا میں پولیو ویکسین کا استعمال شروع کر رکھا ہے اور ویکسین بالمثل نظریہ کے مطابق استعمال ہو رہی ہے) ہانیمن کا نظریہ نہ صرف تسلیم کر لیا گیا ہے بلکہ اس پر عمل بھی ہو رہا ہے۔ قوت حیات یا وائٹل فورس بیماری کے خلاف صحت کیلیئے دفاعی قوت ہے جو بیماری کے خلاف صحت کا دفاع تو کرتی ہے مگر بیماری کو ختم نہیں کرسکتی اسکی تفصیل میازم کے باب میں موجود ہے۔

میازم

Miasm

ھانیمن کے نظریہ ہومیوپیتھی کے مطابق انسانی جسم میں پیدا ہونے والی مزمن chronic بیماریاں میازم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور ان بیماریوں سے نجات حاصل کرنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن بھی ہے جب تک کہ میازم کا قلع قمع نہ کیا جائے۔ اس نظریہ پر مزید بحث کی ضرورت نہیں لیکن میازم کے بارے میں پائے جانے والے ابہام پر مزید بحث کی بہت زیادہ ضرورت ہے، تاکہ میازم کی صحیح حقیقت واضح ہو سکے۔

میازم کا مروجہ نظریہ

The Prevalent Theory of Miasm

عہد حاضر تک تحریر ہونے والی تصانیف اور منظور شدہ سلیبس میں میازم کے بارے میں جو کچھ بھی لکھا جا چکا ہے وہ کم و بیش ملتا جلتا ہی ایک نظریہ ہے۔ ھانیمن نے ہومیوپیتھی کے میدان میں گراں بہا محنت کی جو قابل تحسین ہے جس سے آج بھی ہومیوپیتھس مستفید ہو رہے ہیں۔ لیکن میازم ابھی مزید وضاحت کا متقاضی ہے اور اشد ضرورت ہے۔ کہ میازم کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیاں اور ابہام دور کئے جائیں جن کی وجہ سے نہ صرف ہومیو پیتھک طالب علم بلکہ ہومیو پیتھک معالج بھی تذبذب اور بے یقینی کا شکار نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چار سال کے بعد فارغ التحصیل ہونے والے ہومیو پیتھک طالب علم کے پاس سوائے چند ادویہ Remedies کی علامات symptoms اور لفظ ڈاکٹر کے کچھ نہیں ہوتا اور جب کوئی طالب علم کالج سے فارغ

ہونے کے بعد پریکٹس شروع کرتا ہے۔ تو اکثر ناکامی سے دوچار ہونا پڑتا ہے یا اُسے کسی ڈاکٹر کے ساتھ مزید تین چار سال لگانے پڑتے ہیں (یہ درست ہے کہ ٹریننگ حاصل کرنا ضروری ہے) اسکے باوجود بھی وہ مطلوبہ علم حاصل نہیں کرسکتا۔ بلکہ اُس کے لیے صرف اپنے استاد کا طریقہ کار اپنانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ مختلف معالج اپنے اپنے کلیے قاعدے کے مطابق کام کرتے ہیں۔ اسکی ایک وجہ تو خود طالب علم ہے جو کہ بہت کم کوشش کرتا ہے۔ دوسرے ہمارے تعلیمی ادارے ہیں جو درسگاہیں کم اور بزنس کے اڈے زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ ان تعلیمی اداروں میں تعلیم دینے والے کچھ حضرات بھی اس اعتراض کی زد میں آتے ہیں جو اپنے نام کے ساتھ لفظ پروفیسر یا لکچرار جیسے القاب کا اضافہ کرنے کے لئے ان تعلیمی اداروں یا درسگاہوں میں تعلیم دینے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں اور کالجوں اور درسگاہوں میں تو ھانیمن کے نام اور اسکے مقرر کردہ ہومیو پیتھک اصولوں اور قوانین کا پرچار کرتے ہیں۔ مگر اپنے کلینک پر نام نہاد ہومیو پیتھک پیٹنٹ patent مرکبات Combinations اور فلاں نمبر اور فلاں نمبر وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ ان اساتذہ کرام سے اگر کوئی طالب علم کلاس روم میں کوئی سوال پوچھ لے تو اُسے گول مول سا جواب دے کر ٹال دیا جاتا ہے۔ میرا چشم دید واقعہ ہے کہ ہومیو پیتھی کے ایک بی۔ ایس۔ سی BSc طالب علم نے پیریڈ period ختم ہونے پر فلاسفی Philosophy کے ٹیچر سے کہا کہ جناب میں ہومیو پیتھک نظریہ سے مطمعن نہیں ہوں۔ براہ کرم مجھے ہومیو پیتھک نظریہ کے بارے میں سائنسی طور پر مطمعن کیا جائے تو جواب ملا کہ آپ نے مطمعن ہو کر ہی داخلہ لیا ہے۔ اس نے یہ کہا کہ جس نظریہ کے بارے میں خود ٹیچر ہی نہیں جانتے اِس کے لیے وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ اسکے بعد وہ طالب علم دوبارہ کالج نہیں آیا۔ خود میرے ساتھ دو واقعات پیش آئے۔ ایک تو یہ کہ میٹریا میڈیکا پڑھانے والے ٹیچر نے جب کہا کہ سلفر اِیکونائٹ کا مزمن ہے۔ تو میں نے پوچھا کہ جناب طب یونانی میں تو مزمن کے معنی پرانا یعنی chronic کے ہیں۔ یہاں دو ادویہ کے تعلق کے لیے اس لفظ مزمن کے کیا معنی ہیں۔ تو

فرمانے لگے کہ یہاں بھی اسکا مطلب پرانا ہی ہے۔ حالانکہ یہ لفظ مضمن ہے۔ جسکا مطلب ہے۔ ضمانت دینے والا یا ضمانتی کہ اگر ایکونائٹ کام پورا نہ کرے تو سلفر بطور ضمانتی کام مکمل کریگا۔ یہ لفظ مضمن صرف کراچی کے ڈاکٹر نے تحریر کیا ہے۔ باقی ہر جگہ مزمن ہی لکھا ہوا ہے۔ دوسرا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ میں نے اپنے ایک ٹیچر (جو ایم۔ اے انگلش ہونے کی وجہ سے اکثر کلاس روم میں فرفر انگلش ارشاد فرمایا کرتے تھے) سے پوچھا کہ جناب وائٹل فورس کیا ہے۔ تو فرمانے لگے۔ کہ آپ تو صبح کے وقت کالج آیا کرتے تھے۔ آج شام کو کیوں آئے ہیں اور حکم دیا کہ آپ صبح کے وقت آیا کریں۔ ھانیمن نے اپنے وقت اور وسائل کے مطابق جو کچھ بھی کیا اسکی روشنی میں وصیت کی کہ میری قبر پر لکھ دیا جائے کہ میں نے زندگی بے کار نہیں گزاری (آج دوسو سال بعد بھی کیا کسی مسلمان میں یہ صلاحیت ہے۔ کہ وہ ہومیوپیتھی کے حوالے سے اس قسم کا بیان اپنے ساتھ منسلک کر سکے؟) اسکے باوجود میازم کا مروجہ نظریہ جو کہ قانونی اور اصولی شکل میں پڑھایا جارہا ہے۔ یہ نہ ہی درست ہے اور نہ ہی حرف آخر کے درجہ کو پہنچتا ہے۔ میڈیکل سائنس میں نئے نئے تجربات اور مشاہدات کے نتیجہ میں دن بدن انوکھے انکشافات اور معلومات ہو رہی ہیں۔ (سائنس کی اتنی ترقی کے باوجود ابھی تک جسم انسانی کی ایک اکائی (خلیہ) کے متعلق تحقیقات مکمل نہیں ہوسکیں) جبکہ ہومیوپیتھی میں موجودہ دور میں روز بروز نئے نئے مرکبات، کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اسکی اصل وجہ ہومیوپیتھک نظریہ میں پائے جانے والے ابہام ہیں۔ جس کی وجہ سے ہومیوپیتھک ڈاکٹر بننے والے کو یہ معلوم ہی نہیں ہوتا۔ کہ اس نے کن اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے علاج کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کرنا ہے اور جب کالج میں پڑھائے جانے والے میازم کے نظریہ کو سامنے رکھتے ہوئے وہ چند علامات کی روشنی میں دوا کا انتخاب Selection of Remedy کرتا ہے تو اکثر ناکامی سے دوچار ہونا پڑتا ہے کیونکہ وہ میازم کی اصل حقیقت سے بہرہ ور نہیں ہوتا اِس لیے اُسے یہ پتہ ہی نہیں چل سکتا کہ مریض کی تکالیف وہ علامات کا تعلق، کس میازمی حالت سے ہے (ایک میازم کی کئی اقسام ہوتی ہیں) نہ ہی وہ منتخب کردہ

دوا کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ کس میازمی حالت کا تدارک کر سکتی ہے (جب معالج کو میازم کی پہچان ہو جائے تو دوائیں خود بتاتی ہیں۔ کہ وہ کس میازمی حالت کو رد Anti کر سکتی ہیں) اس لیے کئی معالج دیکھے جاتے ہیں جو صرف امراض کے نام سے نسخہ دریافت کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ہائی بلڈ پریشر کے لئے کونسی دوا دی جائے۔ یا پھر الرجی اور جوڑوں کے درد کے لئے کوئی ایسی دوا جاننا چاہتے ہیں جو متعلقہ بیماری میں مبتلا ہر مریض کو دی جا سکے۔ (یہ معالج کی ہومیو پیتھی سے اپنی ایک غیر مطمعن کیفیت ہوتی ہے۔ حالانکہ ایسے حضرات عموماً کہتے یہ ہیں کہ مریض ہومیو پیتھی سے مطمعن نہیں ہوتا) اگر ایسا نہ ہو سکے۔ تو پھر مجبوراً ایسے معالج پیٹنٹ ادویہ کا سہارا لیکر وقتی طور پر تو مریض کی علامات کنٹرول کر لیتے ہیں مگر دوبارہ علامت ظاہر ہونے پر مریض نہ صرف اس معالج بلکہ پوری ہومیو پیتھی سے بدظن ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اکثر مریض یہ کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ میں نے بہت ہومیو پیتھک علاج کروایا مگر مکمل آرام نہیں آیا بلکہ تکلیف دوبارہ پہلے کی نسبت شدت سے پیدا ہوئی ہے۔ جبکہ دوسری طرف مریض میں مزید پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں دیکھا گیا ہے کہ بعض حضرات اگر پیٹنٹ patent ادویہ نہ بھی استعمال کریں تو مختلف پوٹینسیوں کو ملا کر ہی کھچڑی تیار کر لیتے ہیں (کھچڑی میں بھی دو اہم چیزیں دال اور چاول ہوتے ہیں۔ اب تو بات ہومیو پیتھک حلیم تیار کرنے تک پہنچ چکی ہے میں نے یہ صورت حال اکثر وہاں دیکھی ہے جہاں ہومیو پیتھک ہسپتال لکھا ہوتا ہے) اور انہیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ جو کچھ ہم ملا کر مریض کو دے رہے ہیں یہ سب کچھ مل کر کیا نئی چیز بن جائیگی اور صحت پر اسکے کیا اثرات مرتب ہونگے (کیونکہ سائنس کے قانون کے مطابق جب دو یا دو سے زائد اشیاء آپس میں کیمیائی طور پر ملتی ہیں تو ایک نئی چیز وجود میں آتی ہے جسکے خواص اپنی ساختی اشیاء سے مختلف اور متضاد ہوتے ہیں)۔ اِس اعتراض کے جواب میں بڑی ڈھٹائی کیساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ آرسنکم آئیوڈائیڈ یا کلکیریا سلف میں بھی دو، دو چیزیں ہیں حالانکہ یہ سب کو معلوم ہے کہ ان ادویہ میں جو کچھ بھی ہے۔ انکی اسی حالت میں آزمائش proving ہو چکی ہے۔ مقصودِ تحریر تو درحقیقت کچھ اور ہے۔ جبکہ مذکورہ

سطور تو ہومیو پیتھی اور مریض کے ساتھ ہونے والے ظلم کا عکس ہیں نہائت دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ پیٹنٹ ادویہ کا استعمال کرتے ہوئے جس موجودہ دور کو ہومیو پیتھی کا عروج قرار دیا جا رہا ہے یہ صرف ایک طفل تسلی ہے۔ اور خاکم بدہن یہ ہومیو پیتھی کے زوال کا آغاز ہے کیونکہ جو تعلیم میازم کے بارے میں دی جا رہی ہے اسکی مثال کچھ اس طرح ہے کہ ایک درزی نے کسی بادشاہ سے کہا کہ میں نے ایک ایسا لباس تیار کیا ہے جو صرف عقل مند کو ہی نظر آتا ہے آپ وہ لباس پہن کر دیکھیں بادشاہ نے اعلان کروا دیا کہ کل وہ ایسا لباس پہنے گا جو صرف عقلمند کو ہی نظر آئیگا اگر کسی کو نظر نہ آئے تو بتا دے تا کہ مجھے پتہ چل سکے کہ کتنی رعایا عقلمند اور کتنی بے وقوف ہے اگلے دن درزی نے بادشاہ سے صحیح لباس اتروا کر لفظی لباس پہنا دیا۔ بادشاہ اپنا جسم برہنہ محسوس کرنے کے باوجود وہ لفظی لباس کی تعریف کرتا رہا کہ کہیں لوگ یہ نہ سمجھیں کہ بادشاہ بے وقوف ہے جسے لباس نظر نہیں آ رہا کہیں رعایا کو میری اِس کیفیت کا علم نہ ہو جائے ورنہ لوگ مجھے بے وقوف سمجھ کر میرے خلاف ہو جائیں گے کچھ یہی حال اسکی رعایا کا بھی ہوا اور سبھی عقلمند تو بنے رہے لیکن حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے کسی نے بھی بادشاہ کو برہنہ کہنے کی جسارت نہ کی۔ تقریباً کچھ ایسی ہی صورت حال میازم کے ساتھ بھی درپیش ہے کہ ھانیمن کے بعد مزید تحقیق Research کی بہت کم کوشش کی گئی ہے اگر کسی نے کوئی کوشش کی بھی تو شائد یا تو اسکی اس قدر مخالفت کی گئی کہ وہ دَب کر رہ گئی یا پھر وہ تحقیق اس قدر کمزور تھی کہ موجودہ نظریہ میں کوئی خاص تبدیلی کی حامل ثابت نہ ہو سکی اور موجودہ نظریہ ابھی تک حرفِ آخر کا درجہ رکھتا ہے لیکن مندرجہ ذیل نکات کی وجہ سے میازم کا موجودہ نظریہ نہ صرف مبہم بلکہ نا قابلِ فہم بھی ہے۔ لہٰذا ذیل میں موجودہ نظریہ کے بارے میں چند اعتراضات کو دلائل کے ساتھ پیش کرتے ہوئے بعض اعتراضات کے بارے میں صحیح وضاحت بھی پیش کی جاتی ہے۔ بعض کی وضاحت خود بخود میازم کے مطالعہ سے ہو جائے گی۔

میازم کے مروجہ نظریہ پر اعتراضات

میازم کے بارے میں اب تک دی جانے والی تعلیم بشمول منظور شدہ سلیبس آف ہومیو پیتھک فلاسفی سائیکوسس کے پیدا ہونے کی مندرجہ ذیل وجوہات بتائی جاتی ہیں۔

1: حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت

2: سوزاک سے متاثرہ فریق کے ساتھ جنسی فعل کا ارتکاب

3: گرم تاثیر کی حامل اشیاء اور تیز مصالحہ جات کا استعمال

مندرجہ بالا اسباب اور وجوہات کے زیر اثر پیدا ہونے والی پیشاب کے اعضاء Urinary Organs کی پیپ والی تکلیف دہ حالت (سوزاک) Gonorrhoea کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ سوزاک کو ہی سائیکوسس تسلیم کر لیا گیا ہے، یا پھر یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ سائیکوسس سے پہلے مذکورہ پیپ والی سوزا کی حالت کا وقوع پذیر ہونا لازمی امر ہے۔ یہ تاویلات کس حد تک درست ہیں؟

وضاحت:

مندرجہ بالا تاویلات سوائے مفروضہ اور Some thing is better than nothing کے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں کیونکہ سوزاک Gonorrhoea صرف حائضہ عورت کیساتھ مباشرت، سوزاک سے متاثر فریق کے ساتھ جنسی فعل کے ارتکاب اور گرم ممالک میں گرم تاثیر کی حامل اغذیہ اور تیز مصالحہ جات کے استعمال سے ہو سکتا ہے اور جنسی نیز پیشاب کے اعضاء Sexual and urinary organs سے اسکا اظہار ہوتا ہے۔ جب کہ سائیکوسس Sycosis کم و بیش پوری دنیا میں بغیر سرد گرم ممالک اور علاقوں کی تمیز اور بغیر عورت مرد کی جنسی تقسیم کے پایا جاتا ہے۔ اگر

سائیکوسس گرم خوراک اور تیز مصالحہ جات کے استعمال سے پیدا ہوتا۔ تو یہ صرف گرم ممالک اور گرم علاقوں کے لوگوں میں ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ گرم اغذیہ سرد علاقوں میں بہت کم اثر انداز ہوتی ہیں۔ اسلئے سرد علاقوں کے لوگ اس سے محفوظ رہنے چاہئیں تھے اور اگر سوزاک سے متاثرہ فریق کے ساتھ جنسی فعل کے ارتکاب کے نتیجہ میں سائیکوسس پیدا ہوتا ہے تو پھر ان لوگوں میں نہیں پایا جانا چاہیئے۔ جو غیر طبعی جنسی فعل تو درکنار طبعی جنسی فعل کے مرتکب بھی نہیں ہوئے ہوتے۔ اس طرح ہر شخص حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت تو نہیں کرتا کہ سب میں سائیکوسس پیدا ہو جائے۔

ماہرین نے تمام چور، ڈاکو، ظالم اور قاتل قسم کے لوگوں کو سائیکوسس مزاج کے حامل قرار دیا ہے اور یہ تقسیم درست بھی ہے۔ تو دنیا میں پہلے قاتل ''قابیل'' کے بارے میں غور کریں اس نے ہابیل کو قتل کیا۔ اس لحاظ سے قابیل کا مزاج سائیکوسس ٹھہرا مگر نہ تو اسکی غیر طبعی یا طبعی اور متاثرہ فریق سے مباشرت کا ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی اُس وقت ہر فریق سوزاک میں مبتلا تھا۔ پھر اس میں سائیکوسس کیسے پیدا ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے ہر گناہ سے توبہ کی گنجائش رکھی ہے اور وہ فوراً ہی سزا نہیں دے دیتا بلکہ توبہ کا موقعہ دیتا ہے اسی لئے بدکاری کا جرم ثابت کرنے کے لئے چار آدمیوں کی گواہی کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ یہ انسان کے لیے معافی کے مواقع ہیں۔ لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ جنسی اعضاء سے شروع ہونے والا سوزاک سائیکوسس نہیں ہے خواہ وہ گرم خوراک تیز مصالحہ جات کے استعمال یا حائضہ اور سوزاک سے متاثرہ فریق کے ساتھ جنسی فعل کے نتیجے میں ہو، اور سوزاک ہی کو سائیکوسس سمجھ لینا عظیم غلطی ہوگی۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح دوسرے تحریکی اسباب اور سائیکوسس مزاج کی حامل غذائیں سائیکوٹک مزاج مریض کی علامات میں اضافہ کا باعث بنتی ہیں اسی طرح سوزاک بھی بطور تحریکی سبب اثر انداز ہوکر سائیکوٹک مزاج کے حامل مریض کی علامات میں اضافہ کرسکتا ہے (جیسا کہ سائیکوٹک مزاج کے حامل مریض کو اگر گائے کا گوشت کھلایا جائے تو اسکی علامات میں شدت آجائے گی) سوزاک اور دوسرے تحریکی اسباب صرف اسی صورت میں اثر انداز ہو سکتے ہیں، جب

پہلے سے کسی شخص میں اِن تحریکی اسباب سے متاثر ہونے کی صلاحیت موجود ہوگی، یہی وجہ ہے اکثر مریضوں میں سائیکوسس علامات موجود ہونے کے باوجود میڈ ہورینم **Medhorrinum** کام نہیں کرتی کیونکہ اِن سائیکوسس علامات کا سبب سوزاک نہیں ہوتا اگر سوزاک ہی سائیکوسس ہوتا تو سائیکوٹک علامات کے حامل تمام مریضوں کے لیے صرف میڈ ہورینم ہی کافی ہوتی۔ جبکہ میڈ ہورینم صرف ایسی سائیکوٹک علامات کو کنٹرول کریگی جنکا تحریکی سبب سوزاک ہوگا۔ باقی تحریکی اسباب سے پیدا ہونے والی سائیکوٹک علاہات کے لئے دوسری مناسب ردّ سائیکوسس **Anti Sycosis** ادویہ کو استعمال میں لانا ہوگا۔

2:۔ کیا مرض (بیماری) کا مبتداء صرف جنسی اعضاء ہیں؟ اکثر ہومیو پیتھک فلاسفروں نے صرف جنسی اعضاء **Sexual organs** کو ہی موضوع بحث بنایا ہے۔ حالانکہ جنسی اعضاء میں سوزاک جیسی کیفیت بغیر گرم اشیاء کے استعمال اور بغیر جنسی فعل کے ارتکاب۔ کے بھی پیدا ہو سکتی ہے اس کیلئے آپ مندرجہ ذیل دو مثالوں پر غور کریں تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

مثال نمبر 1: اگر کسی شادی والے گھر کا مشاہدہ کیا جائے تو یہ بات واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہے کہ شادی تو صرف ایک شخص کی ہوتی ہے، جبکہ اس شخص کے تمام رشتہ دار، بہن، بھائی، ماں، باپ اور دوست واحباب بھاگ دوڑ کر شادی کے انتظامات کر رہے ہوتے ہیں۔ اور بے آرامی اور بھاگ دوڑ کی وجہ سے ہونے والی تھکن کے باوجود سب کے چہرے دمک رہے ہوتے ہیں، حالانکہ شادی کی ذہنی اور جسمانی تسکین اور مالی فائدہ تو صرف اور صرف اُسی کا ہوتا ہے جسکی شادی ہوتی ہے دوسرے لوگوں کا تو جسمانی اور مالی نقصان ہی ہوتا ہے لیکن اس سب کچھ کے باوجود انکے چہرے خوشی سے دمک رہے ہوتے ہیں، حتیٰ کہ گھر میں موجود مریض بھی حتیٰ الوسع اپنی بیماری کو پس پشت ڈال کر تقریب میں شریک ہوتا ہے، اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے دولہا کی بجائے گھر میں اسکی میت **Dead body** پڑی ہوئی

ہو تو تمام بہن، بھائیوں، رشتہ داروں اور دوست واحباب کا بُرا حال ہوگا۔ سب کے چہروں پر مردنی چھائی ہوئی ہوگی، کسی کو کھانا اچھا نہیں لگے گا۔ نہ ہی کسی کا کوئی کام کرنے کو جی نہیں چاہے گا، حتیٰ کہ کوئی دوسرا ہنسنے والا شخص بھی انکو بُرا لگے گا، (ہر ایک شخص میں اسی قدر غم کی شدت ہوگی۔ جس قدر اسے مرنے والے سے محبت یا تعلق ہوگا) حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ موت ایک حقیقت ہے جو نہ تو وقت سے پہلے آتی ہے اور نہ بعد میں، اسکا ایک وقت مقرر ہے اور سب نے اس سے ہم کنار ہونا ہے نیز یہ کہ مرنے والا موت کی تکلیف یا سختی بھی خود ہی برداشت کرتا ہے اور دنیا کی رنگینیوں سے بھی مرنے والا ہی محروم ہوتا ہے۔ مرنیوالے کے حصہ کی نہ تو کسی کو جسمانی اذیت ہوتی ہے اور نہ ہی وہ کسی دوسرے کی دنیا ساتھ لے جاتا ہے۔ لیکن اِس کے باوجود سب کا بُرا حال کیوں ہوتا ہے؟ صرف اِس لئے کہ اسکے تمام لواحقین خدا کے حکم کو بخوشی قبول نہیں کر رہے ہوتے اور حکم خدا کے خلاف احتجاج کر رہے ہوتے ہیں۔ باالفاظ دیگر مرنے والے کی موت انکی مرضی اور خواہش کے برعکس ہوتی ہے اور مرنے والے کے بارے میں انکی جو خواہشات ہوتی ہیں وہ پوری نہیں ہوتیں۔

تشریح: جب لواحقین نے خدا کے حکم کو نہ مانتے ہوئے احتجاج (رونا پیٹنا) شروع کیا تو شیطان نے مرنے والے کی محبت کو لواحقین کے دل میں اور زیادہ کر دیا۔ لیکن اگر نوجوان کی بجائے اس گھر میں کوئی ایسا بوڑھا مریض ہو جسکی بیماری سے گھر والے تنگ آ چکے ہوں تو اسکے مرنے پر کوئی خاص ردعمل نہیں ہوگا کیونکہ اسکے ساتھ گھر والوں کی کوئی توقعات اور خواہشات وابستہ نہیں ہیں۔ جبکہ نوجوان کے ساتھ گھر والوں کی بہت ساری خواہشات اور توقعات وابستہ ہوتی ہیں۔ اسلئے انکا یہ حال ہوتا ہے۔ یہ منفی خواہش کی ایک قسم ہے بعض اوقات اس منفی خواہش کی وجہ سے ہونے والی تکالیف کے لیے انسان ساری عمر علاج کرواتا رہتا ہے۔

مثال نمبر 2: ۔ ایک ایسا نوجوان جو بچپن سے لے کر جوانی تک کسی بھی شدید یا میازمی بیماری کا شکار

نہیں ہوا، نہ ہی اس نے کبھی مادی یا شدید قسم کی دوا کھائی ہے وہ کسی نوجوان خوبصورت لڑکی کو دیکھتا ہے۔ تو وہ لڑکی اس کے دل میں اتر جاتی ہے، وہ اسکے بارے میں مزید غور کرتا ہوا اسے حاصل کرنے کا منصوبہ بناتا ہے اور اظہار خواہش کے لیے لڑکی سے ملاقات یا رابطہ کی غرض سے اسکی گزرگاہ پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ مگر لڑکی نہیں آتی، وہ سوچتا ہے کہ یا تو وہ راستہ بدل کر گزر گئی یا پھر میرے آنے سے پہلے گزر گئی ہے، لہذا وہ اسکی واپسی کا انتظار کرنے لگتا ہے چونکہ لڑکی کہیں گئی ہی نہیں ہوتی تو وہ آئے گی کہاں سے؟ جیسے جیسے لڑکی کی واپسی کا وقت گزرتا جاتا ہے نوجوان کی مایوسی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور ناکامی کے بعد نوجوان لڑکی کو اور اپنے آپ کو کوستا اور کڑھتا ہوا واپس آجاتا ہے، واپسی پر اسے کھانا اچھا نہیں لگتا اور وہ آئیندہ ملاقات کیلیے منصوبہ بندی کرتا ہوا اور لڑکی کے بارے میں خیالی پلاؤ پکاتا ہوا بغیر کھانا کھائے لیٹ جاتا ہے۔ خیالات کے تحت پیدا ہونے والی سوچوں کی بھر مار کی وجہ سے اسے نیند نہیں آتی وہ رات گئے تک کروٹیں بدلتا رہتا ہے۔ رات کے آخری حصہ میں اسکی آنکھ لگ جاتی ہے۔ اگلے دن وہ دیر سے اٹھتا ہے تو کھانا نہ کھانے اور نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے اسکے سر میں درد محسوس ہوتا ہے (حدیث مبارکہ ہے کہ دیر سے اٹھنے والا تندرست نہیں رہ سکتا) پیشاب کے ساتھ جلن ہوتی ہے بھوک بالکل نہیں ہوتی تھکن محسوس ہوتی ہے۔ اس کے باوجود وہ شرفِ ملاقات کے لیے جلدی میں تھوڑی بہت چائے وغیرہ پی کر جانے کی تیاری کرنے لگتا ہے اور آخر کار وہ (شیطانی راستے پر چلنے کے لئے) چلا جاتا ہے۔ اُس دن بھی لڑکی سے اسکی ملاقات نہیں ہوتی تو اُسکی مایوسی اور غصہ کی حالت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ رات بھر شدید بے چینی اور مایوسی کی حالت میں گزار کر جب وہ نوجوان اگلے دن اٹھے گا تو اُس کے چہرے کی رنگت پیلی ہوگی، پیشاب کے ساتھ شدید جلن، منہ کا ذائقہ کڑوا، اور منہ خشک ہوگا۔ (یہ حالت جگر کے انقباض کے نتیجہ میں صفراء کی زیادتی کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ سوچنے سے جگر میں انقباضض پیدا ہوتا ہے) اگر نوجوان مزید کچھ وقت اس کیفیت سے دوچار رہے تو ممکن بلکہ لازمی ہے کہ اس نوجوان میں پیدا ہونے والی صفراء کی زیادتی اسکے گردوں کے نیفرون

Nephron یوریٹر Ureters اور پیشاب کی نالی Urethra میں زخم کر دے اور زخموں میں پیپ کا پیدا ہو کر دوسرے جنسی اعضاء کو متاثر کرنا کوئی ناممکن بات نہیں ہے، غور کریں کہ اس نوجوان نے نہ تو تیز مصالحہ دار اشیاء کھائیں۔ نہ ہی کسی حائضہ یا سوزاک سے متاثرہ عورت کے ساتھ جنسی فعل کا ارتکاب کیا لیکن پھر بھی اسکے جنسی اعضاء میں پیپ پیدا ہوگی (ذرا غور کریں کہ میازم کیا ہے؟ یہ صرف دو تین دن میں ہونے والی تبدیلی نہیں ہے یہاں صرف مثال دینے کے لیے تین دن کا ذکر کیا گیا ہے بلکہ عرصہ کا تعین اسکی خواہش کی شدت پر ہے نیز صرف احتیاطاً مرد کے حوالے سے مثال دی گئی ہے، جبکہ یہ صورت حال ہر دو مرد اور عورت کے لیے یکساں ہے)۔ مذکورہ بالا پیپ کی حالت Suppurative condition شدت اختیار کرتے ہوئے کسی بھی حالت پر منتج ہو سکتی ہے لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ جنسی اعضاء سے شروع ہونے والا سوزاک صرف ایک تحریکی سبب ہے، جو جسم میں پہلے سے موجود میازمی حالت میں شدت پیدا کرنے کا باعث تو بن سکتا ہے، لیکن یہ بذات خود میازم نہیں ہے۔ بلکہ میازم وہ خیال ہے جو لڑکی کے لیے نوجوان کے دل میں پیدا ہوا (مزید معلومات کے لیے میازم کا مطالعہ ضروری ہے) مندرجہ بالا دونوں مثالوں میں ایک ہی وجہ کارفرما ہے۔ میت والی مثال میں جب وارثان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس شخص کو ابھی مرنا نہیں چاہیے تھا تو شیطان نے وارثان کی خدا کے حکم سے اختلاف کرنے کی کیفیت کو نوٹ کیا۔ اور اُن کے دل میں متوفی کی محبت کو اور شدید کر دیا۔ اسی طرح جب نوجوان کے لڑکی کو پسند کرنے کی کمزوری اور خدا کے حکم کی نافرمانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شیطان نے لڑکی کے خیال کو بار بار نوجوان کے دل میں ابھارا تو خیال خواہش کی صورت اختیار کر کے دماغ کو منتقل ہونا شروع ہوا تو دماغ نے فوراً لڑکی کے حصول کی منصوبہ بندی شروع کر دی اور جب لڑکی سے اسکی ملاقات نہ ہو سکی تو وہ نوجوان مایوسی کا شکار ہوا یہ اسکی فرسٹریشن Frustration کی حالت تھی یہ سورا کی ابتدائی حالت ہے۔ وہ نوجوان تندرست نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے خیالات درست نہ ہو جائیں یا وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو جائے۔ کامیابی کی

صورت میں ضمیر کی ملامت سے بیمار ہونا الگ چیز ہے۔

نوٹ:۔ درحقیقت لڑکی دنیا ہے اور نوجوان ہر وہ شخص ہے جو ناجائز طلبِ دنیا کرتا ہے خواہ کسی بھی طرح سے ہو۔ اور خواہش پوری نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہو جاتا ہے۔

نمبر 3:۔ سائیکوسس کی طرح سفلس کو بھی جنسی بے راہ روی اور متاثرہ فریق کے ساتھ جنسی ملاپ کا شاخسانہ قرار دیا جاتا ہے اور اسکی تشریح یوں کی جاتی ہے کہ کسی آتشک یا سفلس سے متاثرہ عورت کے ساتھ مباشرت کے بعد مرد کے عضوِ تناسل پر تانبے کی رنگت جیسا چھالا **Blister** نما ابھار نمودار ہوتا ہے۔ جسے شنکر **Chencar** کہا جاتا ہے پھر اسکے کچھ عرصہ بعد سفلس کا ارتقاء شروع ہو جاتا ہے کیا یہ نظریہ درست ہے؟ اگر درست ہے تو پھر اس نظریہ پر دو سوالات سامنے آتے ہیں۔

i: کیا کسی معالج نے اپنی فنی زندگی **Practice life** میں کسی مریض کے عضوِ تناسل پر مذکورہ بالا چھالا **Chencar** دیکھا ہے؟ یا پھر اس مفروضے کو نظریاتی طور پر ہی تسلیم کر لیا گیا ہے کہ کسی زمانے میں کسی شخص میں یہ علامت نمودار ہوئی تھی اور اب سفلس وراثتاً منتقل ہو رہا ہے۔ اگر ایسا بھی ہو تو پھر سفلس کسی خاص علاقے یا کسی قوم یا قبیلے میں ہونا چاہئے کیونکہ نہ تو ساری دنیا کسی سفلس زدہ شخص کی اولاد ہے اور نہ ہی تمام لوگ بدکار ہیں۔ نیز کیا شنکر صرف مرد کو ہی نکلتا ہے یا عورت کو بھی؟ اسکا فیصلہ کون کریگا کہ ہر دو مرد اور عورت میں سب سے پہلے کون اور کیوں متاثر ہوا؟

ii- اگر سائیکوسس اور سفلس دونوں ہی جنسی بے راہ روی کے نتائج کے طور پر سامنے آتے ہیں تو جن مریضوں میں سفلس اور سائیکوسس دونوں موجود ہوتے ہیں کیا ایسے لوگ پہلے سائیکوسس زدہ اور پھر سفلس سے متاثرہ فریق کے ساتھ مباشرت کے مرتکب ہوتے ہیں؟ (ہرگز نہیں) اگر یہ کہا جائے کہ کسی سوزاک سے متاثرہ خاندان کے فریق کی شادی آتشک زدہ خاندان کے فرد کے ساتھ ہو جائے تو بچوں میں دونوں میازم موجود ہونگے۔

وضاحت:۔ دنیا میں کوئی بھی مریض ایسا نہیں کہ جس میں سائیکوسس تو موجود ہو مگر سفلس نہ ہو یا پھر سفلس ہی پایا جائے اور سائیکوسس نہ ہو بلکہ ہر مریض میں سورا کے بعد سفلس اور سائیکوسس دونوں حالتیں موجود ہوتی ہیں مگر دونوں میں سے غالب کوئی ایک ہوتی ہے جبکہ دوسری حالت پس منظر میں ہوتی ہے اور شدت کے ساتھ ظاہر نہیں ہوتی (بعض اوقات دونوں حالتیں معمولی کمی بیشی کے ساتھ بیک وقت موجود ہوتی ہیں جو کافی خطرناک ہوتی ہیں) اور صحیح بالمثل علاج کی صورت میں پہلے ایک میازمی حالت جو کہ غالب Predominent ہو وہ پہلے اور دوسری بعد میں کنٹرول ہوتی ہے ایسی صورت میں بعض اوقات مریض کے لئے دوبارہ دوا کا انتخاب بھی کرنا پڑتا ہے دونوں میازمی حالتیں مریض میں اسلئے بیک وقت پائی جاتی ہیں کہ سائیکوسس Sycosis اور سفلس Syphilis میازم نہیں بلکہ میازم کے سبب پیدا ہونے والی وہ تبدیلیاں ہیں جو خلیہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ نیز سوزاک سے متاثرہ فرد کی شادی آتشک زدہ فرد یا فریق کے ساتھ ہونے کی صورت میں جینٹکس قانون کے مطابق لڑکے والد کے میازم اور لڑکیاں والدہ کے میازم سے زیادہ متاثر ہونی چاہئیں جبکہ متاثرہ جوڑے کی تمام اولاد میں یکسانیت سے ایسا نہیں ہوتا کیونکہ جس وقت مادہ تولید تیار ہوگا اس وقت جس قسم کی میازمی حالت ہوگی مادہ تولید میں بھی اسی قسم کی تبدیلی کا حامل ہوگا۔ (اسکے لیے میازم کا سمجھنا لازمی ہے)

نمبر 4:۔ آتشک اور سوزاک کو تو ایلوپیتھی بھی تسلیم کرتی ہے لیکن سورا کو تسلیم نہیں کرتی کیا ہومیوپیتھک فلاسفی میں سورا کو سائنسی طور پر ثابت کرنے کے لئے کوئی دلیل ہے؟ شاید نہیں اگر ہوتی تو آج تک پیش کی جا چکی ہوتی۔

وضاحت:۔ اس کے لیے سورا کے عنوان کے تحت سائنسی دلائل موجود ہیں۔

نمبر 5:۔ اگر سوزاک Gonorrhoea سائیکوسس اور آتشک Chencar سفلس ہے تو پھر

یہ دونوں تو مادی حیثیت کے حامل ہیں اور ان کو ہر قسم کی مادی دواؤں (خواہ ایلو پیتھک، یونانی یا ہومیو پیتھک خام حالت) سے ختم ہو جانا چاہے۔ لیکن خام حالت دواؤں سے میازمی بیماریوں پر قابو نہیں پایا جا سکتا بلکہ میازمی بیماریوں کیلئے دوا کا لطیف (پوٹینسی) کی حالت میں ہونا ضروری ہے، کیوں؟ اگر یہ کہا جائے کہ قوت حیات غیر مادی چیز ہے اور وائٹل فورس کو ابھارنے کیلئے غیر مادی دوا (حالانکہ دوا غیر مادی نہیں ہو سکتی البتہ لطیف ہو سکتی ہے) کی ضرورت ہوتی ہے تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ وائٹل فورس کے کمزور ہونے سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں (ہومیو پیتھک سلیبس میں یہی تحریر ہے) لیکن وائٹل فورس کیوں کمزور ہوتی ہے تو جواب ہوگا کہ آتشک اور سوزاک کے زیر اثر (کیونکہ آتشک اور سوزاک کو میازم تسلیم کیا جاتا ہے) لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ اگر غیر مادی وائٹل فورس کو مادی (خام) دوا نہیں ابھار سکتی تو مادی حیثیت کے حامل آتشک اور سوزاک غیر مادی قوت حیات کو کیوں کر متاثر کر سکتے ہیں؟

وضاحت:۔ حقیقت یہ ہے کہ آتشک اور سوزاک میازم نہیں ہیں (یہ پہلے بھی تحریر کیا جا چکا ہے) بلکہ یہ تو صرف تحریکی اسباب ہیں جو پہلے سے موجود میازمی حالت کو تحریک دے کر شدت کا باعث بن سکتے ہیں جبکہ تکلیف دہ حقیقی علامات پیدا کرنے والی میازمی حالت ان دونوں سے مختلف ہوتی ہے جو تحریکی اسباب کی وجہ سے لطیف سے لطیف تر حالت اختیار کر کے لطافت کی نسبت سے پُرخطر ہوتی چلی جاتی ہے۔ رہا وائٹل فورس کو دوا کے ذریعے ابھار کر بیماری کو ختم یا کنٹرول کرنے کا نظریہ تو یہ درست نہیں ہے کہ قوت حیات کو ابھار کر یا قوی Strong کر کے بیماری پر قابو پایا جا سکتا ہے اور قوت حیات Vitalforce بیماری کو ختم کر سکتی ہے۔ کیونکہ جب میازم صحتِ انسانی پر حملہ آور ہوتا ہے تو قوت حیات (وائٹل فورس) اپنی پوری قوت کے ساتھ بغیر کسی مغلوبیت Fidgety کے جسم میں موجود ہوتی ہے اور میازم کے حملہ سے کمزور ہونا شروع ہو جاتی ہے حتیٰ کہ میازم غالب اور وائٹل فورس مغلوب ہو جاتی ہے ایسی صورت میں وائٹل فورس کو تقویت دینا یا ابھارنا سود مند نہیں ہو سکتا جب تک

کہ میازم کا سدباب یا اس میں کمی نہ کی جائے اگر وائٹل فورس بیماری کو ختم کرنے یا بیماری پر قابو پانے کی صلاحیت رکھتی تو پہلے ہی (جب وہ پوری قوت کے ساتھ جسم میں موجود تھی) میازم کو اثر انداز نہ ہونے دیتی اس سے یہ ثابت ہوا کہ وائٹل فورس بیماری کو ختم نہیں کر سکتی بلکہ صرف بیماری کے حملہ کے خلاف کچھ عرصہ تک صحت کا دفاع کر سکتی ہے۔ چونکہ دفاع کرنا اور جوابی حملہ کرنا دو علیحدہ ایشوز Issuse ہیں اسی لیے جب چند علامات کو سامنے رکھتے ہوئے وائٹل فورس کو تقویت دینے کے لیے کوئی دوا دی جاتی ہے تو وہ صرف وقتی طور پر مریض کی علامات میں کمی کر دیتی ہے اور پھر علامات تبدیل ہوتی رہتی ہیں اور معالج بار بار دوا تبدیل کرتا رہتا ہے ایسی دوائیں کبھی بھی مریض کی تکلیف کو ختم نہیں کر سکتیں جب تک کہ وہ میازم کا سدباب کرنے کی صلاحیت نہ رکھتی ہوں، ڈاکٹر ایلن لکھتا ہے۔

Our Remedies only deal with miasm,not names of diseases.

(یہ بحث حقیقی میازی اور مزمن بیماریوں کیلئے ہے غیر حقیقی، ماحولی، غیر میازمی، وبائی اور حادثاتی تکلیف دہ علامات کیلئے نہیں ہے)

نمبر 6:۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ آتشک اور سوزاک مادی حیثیت رکھتے ہیں اور انہیں کسی بھی دوا سے ختم یا کنٹرول ہو جانا چاہئے مگر میازمی بیماریاں **Miasmatic diseases** ایلوپیتھی ادویہ یا خام **Crude** حالت ہومیوپیتھک تو درکنار بعض اوقات بالمثل پوٹینسی سے بھی کنٹرول نہیں ہوتیں اور کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اُسی منتخب دوا کی پوٹینسی تبدیل کرنے سے بہترین نتائج حاصل ہو جاتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے؟

وضاحت:۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو میازمی تبدیلی تکلیف دہ علامات کا باعث بنتی ہے وہ کثافت سے لطافت کی طرف مائل ہوتی ہے اور جب کسی مریض کو منتخب دوا کی کوئی سی بھی طاقت **Potency** دی جاتی ہے تو عام طور پر پوری طرح یہ واضح نہیں ہوتا کہ میازمی حالت کس درجہ کی غیر مادی (لطیف) حالت اختیار کر چکی ہے (بلاشبہ تجربہ کار معالج فوراً یہ اندازہ کر لیتا ہے متعلقہ مریض کے لئے دوا کی

کونسی طاقت Potency مناسب رہے گی۔ لیکن یہ صرف اندازہ ہی ہوتا ہے اسی لئے ماہرین نے دوا کی طاقت کے استعمال کو معالج کے تجربہ اور مہارت پر چھوڑ دیا ہے اور ماسوائے دو چار نکات کے ابھی تک اس بارے کوئی مکمل قانون نہیں ہے اور اگر کچھ تحریر بھی ہے تو وہ صرف یہی کہ فلاں صاحب نے اس دوا کی فلاں طاقت استعمال کی ہے اس میں بھی یکسانیت نہیں ہے)۔ اس لئے بعض اوقات کسی منتخب کردہ دوا Selected remedy سے بھی کوئی نتائج حاصل نہیں ہوتے مگر اسی دوا کی طاقت Potency تبدیل کرنے سے بہترین نتائج سامنے آجاتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ دوا کی لطافت میازمی تبدیلی کی لطافت کے مطابق نہیں ہوتی جبکہ دوا کی پوٹینسی تبدیل کرنے سے دوا کی لطافت میازمی تبدیلی کی لطافت سے ہم آہنگ ہو جانے سے فوراً نتائج حاصل ہو جاتے ہیں اس سے بھی یہ بات پائیہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ مادی (کثیف) آتشک اور سوزاک میازم نہیں ہیں اور میازمی حالت ان سے زیادہ گہری اور لطیف ہوتی ہے جو پیچیدہ Complicated بیماریوں کا سبب بنتی ہے۔ اور میازمی تبدیلی جس قدر لطافت کی حامل ہوتی جائیگی اسکی مضرت رسانی کی صلاحیت بھی زیادہ ہوتی جائیگی اور اسکے سدباب کیلیئے بھی اسی قدر لطافت کی حامل دوا کی ضرورت ہوگی۔

نمبر 7:۔ آج تک تمام ماہرین ہومیوپیتھی کے مطابق مرض دماغ میں پیدا ہونے کا نظریہ قائم ہے جبکہ ہومیوپیتھی کے کچھ اصول وقانون اس نظریہ سے متصادم ہیں لیکن ہومیوپیتھس حضرات دونوں میں تضاد کے باوجود دونوں کو تسلیم کئے ہوئے ہیں۔

وضاحت: پہلے ڈاکٹر ہیرنگ کے قانون شفا کا جائزہ لیا جاتا ہے بعد میں اس سے زیادہ ٹھوس اور ناقابل تردید دلائل پیش کئے جائیں گے تاکہ صحیح قانون اور صورت حال واضح ہو سکے،

ڈاکٹر ہیرنگ کا قانون شفاء اور قانون بالمثل

1.Similia Simli bus curantur

2.Let likes be treaed by likes

3.Cure takes place from above down ward from internal to external and from important organs to words less important organs and the Symptoms disappear on reverse order of their appearance.

مندرجہ بالا قانون بالکل واضح اور عیاں ہے شفا کے اس قانون کو تمام ماہرین نے تجربات اور مشاہدات کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد تسلیم کرلیا ہے۔ لہذا جہاں اس قانون کے تحت صحیح شفاء کے شروع ہونے کے بارے میں دوسرے اصولوں کی وضاحت موجود ہے وہاں یہ بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ شفاء کے لئے علامات کی الٹی ترتیب سے واپسی بھی ضروری ہے۔ اس طرح سالہا سال پرانی جلدی علامات کی واپسی لازمی ہے۔ نیز یہ امر بھی تسلیم شدہ ہے۔ اگر کسی دوا کے استعمال سے مریض اپنی ذہنی علامات **Mental Symptoms** میں بہتری محسوس کرے تو مریض کا علاج درست ہو رہا ہے اگرچہ اس کی مقامی علامات میں پہلے سے زیادہ ابتری ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ شفاء کا عمل دماغ سے شروع ہوتا ہے۔ اور علامات کی الٹی ترتیب سے واپسی اور ذہنی علامات میں پہلے بہتری ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ شفا کا عمل دماغ سے شروع ہوتا ہے تو پھر یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ دماغ بیماری سے بعد میں متاثر ہوتا ہے نہ کہ مرض یا بیماری دماغ سے شروع ہوتی ہے علاوہ ازیں ہومیو پیتھی یہ بھی تسلیم کرتی ہے کہ شفاء کا آغاز مرکز سے محیط **Internal to external** اور بیماری کا آغاز محیط سے مرکز **External to internal** کی طرف ہوتا ہے کیا ہومیو پیتھی کا مرض کے دماغ میں پیدا ہونے کا نظریہ اور ڈاکٹر ہیرنگ کا قانون شفا ایک دوسرے سے متصادم نہیں ہیں؟ جبکہ قانون شفاء تجربات اور مشاہدات سے درست ثابت ہو چکا ہے۔ کیا قانون شفاء کی موجودگی

میں مرض کے دماغ میں پیدا ہونے کا نظریہ خود بخود رَدّ نہیں ہو جاتا؟ اگر پھر بھی تسلی نہ ہو تو مندرجہ ذیل قرآنی آیات مبارکہ کی روشنی میں دیکھا جا سکتا ہے کہ مرض کہاں پیدا ہوتا ہے۔ ہر آیت کے ساتھ نہایت مختصر تشریح پیش کی جاتی ہے

ترجمہ:۔ جو شخص خدا کے پاس پاک دل لیکر آیا وہ بچ جائیگا (الشعراء 89)

تشریح:۔ یہاں یہ نہیں فرمایا گیا کہ صاف دماغ والا بچ جائیگا شائد اس لئے کہ دماغ میں سوچ خود بخود نہیں بلکہ دل میں پیدا ہونے والے خیال کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے نیز دماغ کی سوچ پر شائد انسان کا کنٹرول نہیں جبکہ دل کو ذکر الٰہی کے ذریعے فاسد خیالات سے پاک کیا جا سکتا ہے دل میں پیدا ہونے والا خیال اور دماغ میں پیدا ہونے والی سوچ دو مختلف چیزیں ہیں۔

ترجمہ:۔ کہہ دو جو شخص جبرائیل کا دشمن ہے اُسے غصے میں مر جانا چاہیئے اس نے تو یہ کتاب خدا کے حکم سے آپکے دل پر نازل کی ہے۔ (البقر نمبر 97)

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن اپنے محبوب ﷺ کے دل پر نازل فرمایا ہے جبکہ دماغ نے صرف ادراک کرتے ہوئے یاد کیا ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ جبرائیل ایک پیالے میں ایمان بھر کر لائے جس سے میرے دل کو دھویا گیا اور باقی ایمان میرے دل میں بھر دیا گیا (حدیث اس سے زیادہ ہے لیکن یہاں نہائت اختصار کے ساتھ پیش کی گئی ہے)۔

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ایمانداری یا بے ایمانی دل میں ہوتی ہے (یہاں بے ایمانی کا لفظ صرف عام انسان کے لیے ہے جب کہ آپ ﷺ دل مبارک تو شروع سے ہی بے ایمانی اور شیطان سے محفوظ تھا) دماغ میں نہیں اگر بے ایمانی دل میں ہوتی ہے تو پھر نافرمانی جو کہ بے ایمانی کے بِر اثر پیدا ہوتی ہے وہ ایک بیماری ہے لہٰذا بیماری دل میں پیدا ہوتی ہے

ائنسدان جتنی چاہیں دلیلیں پیش کر لیں اگر وہ دلائل میرے آقا ﷺ کے فرمان کے خلاف ہیں تو

وہ کبھی پایہء اعتبار کو نہیں پہنچ سکتے کینیڈا کا ڈاکٹر آئلکس جان کہتا ہے کہ

MEDICAL SCIENCE IS THE CHANGED NAME OF SUNNAH OF HAZRAT MUHAMMAD (P.B.U.H)

ترجمہ:۔ جو لوگ بغیر اسکے کہ ان کے پاس کوئی دلیل آئی ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں خدا کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک جھگڑا ناپسند ہے۔ اس طرح خدا ہر متکبر اور سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے (المومن 35)

تشریح:۔ خدا کی نازل کردہ آیات کے بارے میں جھگڑنے کی گنجائش نہیں ہے۔ جھگڑنے والا متکبر اور سرکش (نافرمان) ہوتا ہے۔ اور یہ سرکشی دل میں پیدا ہوتی ہے، اسی لئے دل کو سربمہر کیا جاتا ہے۔ بے شک کوئی اسے تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن مومن کو تسلیم کرنا چاہیئے۔

ترجمہ:۔ جب وہ اپنے پروردگار کے پاس عیب سے پاک دل لے کر آئے (الطفات نمبر 84)

تشریح:۔ جب عیب کا تعلق دل سے ہے اور عیب برائی ہے تو برائی بیماری ہے جو دل میں پیدا ہوتی ہے۔

ترجمہ:۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ نے خدا پر جھوٹ باندھ لیا ہے اگر خدا چاہے تو اے محمد ﷺ آپ کے دل پر مہر لگا دے اور خدا جھوٹ کو نابود کرتا ہے اور اپنی باتوں سے حق کو ثابت کرتا ہے اور بے شک وہ سینے تک کی باتوں سے واقف ہے (شوریٰ 24)

تشریح:۔ ثابت ہوا کہ ہر خیال دل میں پیدا ہوتا ہے اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سینے تک کی باتوں سے واقف ہے۔ دل میں پیدا ہونے والا بُرا خیال ہی بیماری ہے۔

ترجمہ:۔ اور جان رکھو کہ خدا آدمی اور اُس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے (الانفال 24)

تشریح:۔ اس آیت میں آدمی اور اُس کے دل میں فرق ظاہر ہے۔ لہٰذا بیماری دل میں پیدا ہو کر آدمی (دماغ) کو متاثر کرتی ہے۔ ڈاکٹر کینٹ لکھتا ہے۔ Man is the will and the understanding آدمی سوجھ بوجھ اور ارادے کا نام ہے۔ سوچنا، سمجھنا اور ارادے کا تعلق دماغ سے ہے۔ قرآن کے مطابق آدمی اور دل دو الگ الگ چیزیں ہیں لہٰذا کینٹ کی یہ بات بے شک کسی دلیل کے بغیر ہے لیکن قرآن کے مطابق ہونے کی وجہ سے درست ہے۔

ترجمہ:۔ کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی مگر خدا کے حکم سے اور جو شخص ایمان لاتا ہے۔ وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے، اور خدا ہر چیز سے باخبر ہے۔ (تغابن 11)

تشریح:۔ ایمان بھی دل ہی میں آتا ہے اور ہدائت بھی دل ہی پاتا ہے۔

ترجمہ:۔ اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا۔ ہم انکے دل کو مضبوط نہ کر دیتے تو قریب تھا کہ وہ اس غصہ کو ظاہر کر دیں۔ (القصص 10)

تشریح:۔ یہ تو معلوم ہے کہ غصہ دماغ میں ہوتا ہے۔ اور اسکو کنٹرول کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دل میں پیدا ہونے والے خیالات جن کی وجہ سے دماغ میں غصہ پیدا ہو رہا تھا۔ دل کو مضبوط فرما کر ان خیالات کو کنٹرول فرمایا۔ جس سے غصہ پر قابو پایا جا سکا (اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی ناگہانی صورت حال مثلاً یکدم کسی آواز کا پیدا ہونا یا پٹاخہ کا چل جانا وغیرہ کے بارے میں دماغ کو ابھی پتہ بھی نہیں چل سکتا کہ کیا ہوا ہے۔ جبکہ دل فوراً دھڑکنا شروع کر دیتا ہے)

ترجمہ:۔ اور جب ابراہیمؑ نے خدا سے کہا کہ اے پروردگار مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا۔ خدا نے فرمایا کہ تو نے اس بات کو باور نہیں کیا؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں لیکن میں دیکھنا اس لئے چاہتا ہوں کہ میرا دل اطمینان کامل حاصل کرے۔ (البقر 260)

تشریح:۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ دل ہی مطمئن ہوتا ہے دماغ نہیں اور دل میں ہی بے اطمینانی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے دماغ میں نہیں۔

ترجمہ:۔ ان کے دلوں میں کفر کا مرض تھا۔ خدا نے ان کا مرض زیادہ کر دیا۔ (البقر 10)

تشریح:۔ کفر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ اور نافرمانی بیماری ہے جو دل میں پیدا ہوتی ہے دماغ میں نہیں۔

ترجمہ:۔ اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی قسم کا وسوسہ پیدا ہو تو خدا سے پناہ مانگو (الاعراف200)

ترجمہ:۔ اور وہ لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ (والناس4)

تشریح:۔ شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ جس سے خیالات پیدا ہوتے ہیں اور یہ دل میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔ دماغ میں نہیں ہوتے۔ اس سے یہ واضح طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ جسم انسانی میں دل کی کیا اہمیت ہے۔ لہٰذا اب اس بات میں کوئی ابہام نہیں رہ جاتا۔ کہ مرض دماغ میں نہیں بلکہ دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اور جب تک دل صاف نہ ہو جائے بیماری کسی نہ کسی صورت موجود رہتی ہے۔

لہٰذا مرض کے دماغ میں پیدا ہونے کا نظریہ (جو قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے) ڈاکٹر ہیرنگ کے قانون شفاء اور قرآن الحکیم سے متصادم ہونے کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے اب یہ غلط فہمی دور ہو جانی چاہئے کہ مرض دماغ میں پیدا ہوتا ہے کسی سائنس دان کا اپنے مئوقف پر ڈٹے رہنا دوسری بات ہے۔

آئین نو سے ڈرنا طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں
(اقبال)

میازم اور اسکی ہیت

میازم **Miasm** لفظ میازمہ سے ماخوذ ہے میازمہ کے معنی وہ مضر بخارات ہیں جو کسی متعفن جسم سے خارج ہوں، بالفاظ دیگر کسی متعفن حصہ یا جسم میں پیدا ہونے والے بخارات یا بدبو وغیرہ کو میازمہ کہا جاتا ہے ھانیمن نے جسم میں پیدا ہونے والے متعفن اور مضرت رسانی کے حامل بخارات کو ہی شائد میازم کا نام دیتے ہوئے بیماری کا سبب قرار دیا ہے لہٰذا میازمی حالت کی تشریح کیلئے جسم میں پیدا ہونے والے بخارات کے بارے میں غور کرنا ضروری ہے۔ کہ وہ کیونکر پیدا ہوتے ہیں اور کس طرح بیماری کا سبب بنتے ہیں بخارات کی اقسام عفونت زدہ اجسام کے مطابق ہوتی ہیں مثلاً اگر گوشت کے ٹکڑے میں تعفن پیدا ہو جائے تو اسکے بخارات اور بدبو کی اپنی انفرادیت ہوگی جبکہ سبزی، دودھ، پانی اور کسی پھل وغیرہ میں پیدا ہونے والی عفونت کی وجہ سے اٹھنے والی بدبو اور بخارات کی مضرت رسانی کی نوعیت بھی ایک دوسرے سے مختلف ہونگی۔ یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیئے کہ جسم انسانی بھی مختلف نوعیت کا ہے اور اسکے مختلف حصوں میں پیدا ہونے والی عفونت کے بخارت بھی علیحدہ علیحدہ مضرت رسانی کے حامل ہونگے اور انکے اختلافِ نوعیت کے لحاظ سے جسم کے مختلف اور مخصوص حصے ہی متاثر ہونگے۔ چونکہ ہماری بحث زندہ جسم انسانی میں پیدا ہونے والے بخارات (میازمی تبدیلی) اور انکی مضرت رسانی کے بارے میں ہے لہٰذا پہلے جسم انسانی پر بحث لازمی ہے۔

جسم انسانی کے ساختی اجزا

کسی بھی مشین کو دیکھنے یا استعمال کرنے والا اس مشین کے بارے میں اتنا علم نہیں رکھتا جتنا کہ اس مشین کو بنانے والا جانتا ہے اسلئے مشین کی دیکھ بھال استعمال اور مرمت کے لئے اسکے ساتھ ایک معلوماتی کتابچہ Litrature ہوتا ہے تا کہ آسانی رہے انسان بھی کئی ایک پیچیدہ نظام کی حامل خودکار مشین Automatic Machine ہے اور اسکے بنانے والے نے بھی اسکے بارے میں ایک ایسا لیٹریچر عنائت فرمایا ہے جس میں اس مشین کے بارے میں نہ صرف حفاظت کا طریقہ، اُسے نقصان پہنچانے والے عوامل اور اس میں استعمال ہونے والے ایندھن کی وضاحت فرمائی ہے، بلکہ یہ بھی واضح کر دیا ہے۔ کہ کونسے اجزاء Materials کو کن مراحل سے گزارنے کے بعد یہ مشین تیار کی گئی ہے۔ جس کا نام بنانے والے نے انسان اور لٹریچر کا نام قرآن رکھا ہے۔ اب یہ مرمت اور دیکھ بھال کرنے والے کی مرضی ہے۔ کہ وہ لٹریچر سے معلومات حاصل کرتا ہے یا اپنی تصوراتی اور تجرباتی رائے پر عمل کرتا ہے۔ چونکہ ہم نے معلوم کرنا ہے کہ اِس مشین (انسان) میں بخارات کیسے پیدا ہوتے ہیں اور اسکی کتنی اقسام ہیں۔ اس لیے ہمیں سب سے پہلے جسم انسانی کے بنیادی ساختی اجزاء کے بارے میں جاننے کے لیے قرآن کا مطالعہ ضروری ہے۔ (ہم قرآن الحکیم سے مذہبی استفادہ تو حاصل کرتے ہیں مگر سائنسی معلومات کے بارے میں بہت کم دلچسپی لیتے ہیں جبکہ قرآن الحکیم میں ارشاد باری ہے کہ اسمیں ہر چیز کا علم ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن الحکیم میں متعدد مقامات پر تخلیق انسان کے بارے میں صراحت بیان فرمائی ہے۔

ترجمہ:۔ انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کاہے (کس چیز سے) پیدا ہوا ہے (الطارق 15

ترجمہ:۔ اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا۔ (المومنون 14)

ترجمہ:۔ وہ ہی تو ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا۔ پھر اس کو صاحب نصیب اور صاحب قرابت دامادی بنایا۔ (الفرقان 54)

ترجمہ:۔ اس نے انسان کو نطفے سے بنایا مگر وہ اُس خالق کے بارے میں اعلانیہ جھگڑنے لگا۔ (النحل 4)

ترجمہ:۔ اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکناتی مٹی سے پیدا کیا۔ (الرحمٰن 14)

ترجمہ:۔ اور ہم نے انسان کو کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا (الحجر 26)

ترجمہ:۔ اور جس نے ہر چیز کو بہت اچھی طرح بنایا۔ یعنی پیدا کیا اور انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا۔ پھر نسل کو خلاصے یعنی حقیر پانی سے پیدا کیا (السجدہ 8)

ترجمہ:۔ اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا۔ (المومنون 8)

ترجمہ:۔ پھر اس کو محفوظ اور مضبوط جگہ نطفہ بنا کر رکھا (المومنون 13)

ترجمہ:۔ پھر اس نطفے کو لوتھڑا بنایا اور پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر ہڈیاں بنائیں۔ بھر ہڈیوں پر گوشت پوست چڑھایا۔ پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا۔ (المومنون 14)

ترجمہ:۔ اور ہم نے انسان کو اچھی صورت میں پیدا کیا پھر رفتہ رفتہ اس کی حالت کو بدل کر پست سے پست کر دیا۔ مگر جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک عمل کرتے رہے۔ ان کے لئے بے انتہا اجر ہے۔ (التین 4 تا 6)

مندرجہ بالا آیات مبارکہ کے علاوہ بھی کئی جگہ پر تخلیق انسان کا ذکر ہے۔ لیکن استفادہ کے لئے مندرجہ بالا آیات سے ہی راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ ان آیات کی تشریح اور تفاسیر کے لیے تو بہت زیادہ وقت اور دفتر کی ضرورت ہوگی۔ مگر ضرورت کے لیے ان آیات میں موجود وضاحت کو نہایت اختصار

کے ساتھ زیر بحث لایا جاتا ہے۔ تا کہ کتاب میں طوالت بھی نہ ہو اور ضروری مقاصد بھی حاصل ہو سکیں ان آیات کی روشنی میں انسان کی ساخت (بناوٹ) اور بنیادی ساختی اجزاء کے بارے میں واضح طور پر معلومات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق گارے سے کی ہے گارے کی تیاری میں پانی (مناسب حد تک) استعمال ہوا۔ اور جب حسبِ ضرورت پانی مٹی میں جذب ہو گیا تو گارے Mud کی مناسب حالت ہونے پر انسان کا ڈھانچہ تیار کیا گیا۔ پھر ڈھانچے کو خشک کرنے کیلئے مناسب ہوا گزاری گئی۔ جو ڈھانچے پر عمل کرتی ہوئی گزر گئی۔ اس کے بعد ڈھانچے کو کھنکھناتے ہوئے ٹھیکرے کی طرح بنانے کے لئے مناسب آگ دی گئی۔ (اگر مٹی میں پانی کی مقدار مناسب نہ ہوتی تو ڈھانچہ تیار نہ ہو سکتا۔ اسی طرح ڈھانچے کی تیاری کے بعد اگر آگ مناسب نہ ہوتی۔ تو ڈھانچے میں خرابی واقع ہو جاتی)۔ یہ روزمرہ مشاہدے کی بات ہے کہ اگر مٹی کے برتن یا مٹی کی اینٹ کو تیاری کی غرض سے دی جانے والی آگ میں کمی بیشی ہو جائے تو دونوں صورتوں میں خرابی واقع ہو جاتی ہے (لہٰذا ضروری ہے کہ مٹی کے انسانی ڈھانچے میں بھی اعتدال رہے) انسانی ساخت میں مادی عناصر مٹی، پانی، ہوا، آگ شامل ہیں۔ انسان کے انہی اجزائے ترکیبی میں تغیر واقع ہوتا ہے۔ انکے عدم اعتدال سے تبدیلی رونما ہوتی ہے۔

D.I.KHAN

B.Sc. D.H.M.S. R.H.M.P.

سورا

PSORA

سورا کیا ہے؟ یہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟ اور کسطرح صحت انسانی پر اثر انداز ہوتا ہے؟ ماہرین نے قرار دیا ہے۔ کہ اگر سورا نہ ہوتا تو بنی نوع انسان میں کوئی بیماری نہ ہوتی ماہرین کے مطابق یہ سورا ہی ہے۔ جو کہ دوسرے دونوں میازموں سفلس اور سائیکوسس کو جسمِ انسانی میں مضرت رسانی کی کیفیت پیدا کرنے کے لیے مدد اور معاون ہوتا ہے (یہ ماہرین کی رائے ہے۔۔) بعض حضرات نے سورا کو خارش قرار دیا ہے۔ بعض اسے ذہنی خارش کا نام دیتے ہیں۔ بعض اسے بد خیالی اور دوسرے دونوں میازموں کو بد اعمالی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں الغرض ہر ایک نے اپنے خیالات اور معلومات کے مطابق سورا کے بارے میں مختلف تاویلات پیش کی ہیں لیکن حقیقت ان سب کے برعکس معلوم ہوتی ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی احسن طریقہ سے بنائی ہوئی اس مشین (انسان) میں نقص (سورا) کیسے پیدا ہوا؟ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن طریقہ سے بنا کر خیال کی آزادی بھی عطا فرمائی۔ انسان اور حیوان میں فرق صرف عقل و عمل کا ہے۔ جب انسان میں آزادی خیالات کی وجہ سے خدا کے مقرر کردہ قوائد وضوابط (فطرت) کے خلاف خیال پیدا ہوا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ خلاف فطرت خیال کیسے پیدا ہو؟ اس لئے کہ انسان کی ساخت میں استعمال ہونے والے بنیادی عناصر مادی میں ایک عنصر آگ ہے۔ جو آج بھی کسی حد تک انسان کے اندر موجود ہے۔ مگر کیسے؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے فرشتوں (ملائکہ) کو نور سے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا۔

باری تعالیٰ نے انسان کو بار بار نصیحت فرمائی ہے کہ شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ ہے کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان پیدا ہوتا ہے۔ دوسری حدیث نبوی ہے۔ کہ شیطان

انسان میں گردش کرنے والے خون کے ذرات میں شامل ہو کر (یا خون کے ساتھ) رگوں میں دوڑتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ شیطان انسان کے ہر رگ و ریشے میں موجود ہوتا ہے۔ آپؐ کا فرمان کسی بھی طرح فلسفہ سے خالی نہیں ہے۔ شیطان کی پیدائش آگ سے ہوئی۔ شیطان خون میں شامل ہے۔ خون میں ہی حرارت ہے (اگر کسی شخص سے خون نکال کر خون کی کمی کر دی جائے۔ تو اسکا جسم ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اگرچہ وہ نوجوان اور تندرست ہی ہو) حرارت ہی زندگی ہے۔ اور ٹھنڈک موت غور کریں کہ حرارت کیوں ہے؟ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ حرارت صرف خون میں پائی جاتی ہے۔ جو آگ انسانی ڈھانچے کو کھنکتے ہوئے ٹھیکرے کی طرح بنانے کے لیے دی گئی تھی۔ اس کی وجہ سے بھی اور شیطان کی وجہ سے بھی (حرارت غذا کی آکسیڈیشن سے بھی حاصل ہوتی ہے) کیونکہ شیطان کی تخلیق آگ سے ہوئی ہے۔ اور شیطان خون میں شامل ہے خون کی سب سے زیادہ مقدار دل میں ہوتی ہے۔ یعنی جتنا خون ایک وقت میں دل کے اندر موجود ہوتا ہے۔ جسم میں کسی بھی جگہ اتنا خون ایک وقت میں نہیں پایا جاتا۔ لہذا مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دل کے اندر شیطان پوری قوت کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ جو اپنی شیطانی فطرت کے تحت دل میں برے خیالات پیدا کرتا ہے۔ اور جب دل میں خیالات پیدا ہوتے ہیں تو یہ خیالات خواہش کی صورت میں دماغ کو منتقل ہوتے ہیں (چونکہ احساس سوچ سمجھ۔ فہم و ادراک اور منصوبہ بندی کا تعلق دماغ سے ہے دل سے نہیں) تو دماغ اس خواہش کے بارے میں سوچتے ہوئے خواہش کی تکمیل کے لیے منصوبہ بندی شروع کر دیتا ہے خواہش اچھی بھی ہو سکتی ہے اور بری بھی۔ برے خیالات کی وجہ سے پیدا ہونے والی بری خواہش ہمیشہ شیطان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس خواہش کو نفس امارہ کہا جاتا ہے۔ انسان کے دماغ میں ایک ایسی قوت بھی پائی جاتی ہے۔ جس کا تعلق سوجھ بوجھ فہم و ادراک کے ساتھ ہوتا ہے، یہ قوت برے خیال کی وجہ سے پیدا ہونے والی ہر بری خواہش کے مخالف یا متضاد خصوصیات کی حامل ہوتی ہے جو دماغ میں پہنچنے والی بری خواہش کی تکمیل کا راستہ روکتے ہوئے برے اعمال سرزد نہیں

ہونے دیتی ہے۔ اس قوت کو نفسِ لوامہ یعنی ضمیر Consience کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات شیطان کی شیطانیت کی وجہ سے پیدا ہونے والے بڑے خیالات کی وجہ سے وجود میں آنے والی بڑی خواہش (نفسِ امارہ) بار بار اس قوت (نفسِ لوامہ یا ضمیر) پر حملہ آور ہوتی ہے تو یہ قوت کمزور ہو جاتی ہے۔ چونکہ نفسِ لوامہ ایک دفاعی قوت ہوتی ہے۔ اس لئے یہ بُرائی (بیماری) کا راستہ تو روکتی ہے۔ لیکن دل میں پیدا ہونے والے خیالات اور ان کی تکمیل کے لئے دماغ میں پیدا ہونے والی سوچ کو ختم نہیں کر سکتی تو نفسِ امارہ انسان کے دماغ پر حاوی ہو کر برے فعل کی تکمیل کروا دیتا ہے۔ (کیونکہ ہر کام کی تکمیل کے بارے میں جائزہ لیتے ہوئے منصوبہ بندی کرنا دماغ کی ذمہ داری ہے)۔ اگر نفسِ لوامہ (ضمیر) کمزور نہ ہو تو انسان برائی سے بچ جاتا ہے۔ دل میں پیدا ہونے والے اچھے خیالات کے تحت پیدا ہونے والی اچھی خواہش جب دماغ میں پہنچتی ہے۔ تو دماغ اپنی ذمہ داری کی وجہ سے اس کی تکمیل کے بارے میں بھی منصوبہ بندی کرتا ہے اس صورت میں نفسِ لوامہ یا ضمیر اچھی خواہش کی تکمیل میں ممدّ اور معاون ہوتا ہے۔ اچھی خواہش کا اپنا ایک لطف اور تسکین ہوتی ہے۔ جو بعض اوقات مدّتوں موجود رہتی ہے۔ اور اس حقیقی اور سچّی لذّت کو حاصل کرنے کے لئے انسان بار بار نیکی کرنے کی سعی کرتا رہتا ہے۔ اور اگر بُرے فعل کی تکمیل ہو جائے۔ تو انسان وقتی طور پر ذہنی یا جسمانی لذّت اور خوشی تو ضرور محسوس کرتا ہے، مگر اندرونی طور پر بے چین ضرور رہتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ برائی کی طرف راغب رہتا ہے اگر انسان نیکی کرتا رہے۔ تو اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ بصورت دیگر برائی کا عادی ہو جاتا ہے۔ البتہ دونوں صورتوں میں ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کے راستے کبھی مسدود نہیں ہوتے۔ لہٰذا سورا Psora ایک ایسی کیفیت ہے۔ جو منفی خیالات کے تحت پیدا ہونے والے نفسِ امارہ (غیر فطری خواہش) کی تکمیل میں ناکامی اور بعض اوقات کامیابی کی صورت میں پیدا ہوتی ہے۔ (کامیابی کے بعد ضمیر کے زندہ ہونے کی صورت میں ضمیر کی ملامت سے پیدا ہوتی ہے) نہ کہ وہ سوچ ہے جو کسی اچھی یا بری خواہش کی تکمیل کے لیے دماغ میں پیدا ہوتی ہے۔

البتہ اتنا ضرور ہے کہ سوچ کے پیدا ہونے سے دماغی مصروفیات میں اضافہ ہو جانے کی وجہ سے دماغ میں کچھ فعلی تغیر Functional Changes ضرور واقع ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے اعصاب میں پائی جانے والی برقی قوت کی فراہمی میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ اور نتیجتاً دوسرے جسمانی اعضاء پر دماغ کا کنٹرول کم ہو جانے کی وجہ سے انکی کارکردگی میں فرق آجاتا ہے۔ لیکن یہ سورا نہیں ہے سورا کم و بیش ہر انسان میں موجود ہوتا ہے، انسان جتنا متقی اور پرہیزگار ہوگا اُتنا ہی اسمیں سورا کم ہوگا۔ اور اُسی نسبت سے وہ بیماری کا شکار بھی کم ہوگا۔ (یہ مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ کہ پرہیزگار لوگ بہت کم بیمار ہوتے ہیں اور تندرستی کے ساتھ زیادہ لمبی عمر گزارتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی ولی یا پیغمبر بیمار ہو جائے تو وہ اللہ کی طرف سے آزمائش ہوا کرتی ہے۔ ارشاد ربّانی ہے کہ جو تکلیف بھی تمہیں پہنچتی ہے۔ وہ تمہارے اعمال کی وجہ سے ہے)۔ خیال اور سوچ بھی انسان کا ایک عمل ہے ذمہّ داری سے کہتا ہوں کہ ہم جس قدر اسلام پر عمل پیرا ہونگے۔ اُسی قدر دوا اور بیماری سے دُور رہیں گے۔ تمام احکام الٰہی میں ہمارے لئے نہ صرف آخرت کی بھلائی بلکہ بہت زیادہ تندرستی کے راز بھی پنہاں ہیں۔ کوئی بھی عبادت ایسی نہیں ہے۔ جس کے جسمِ انسانی کے لئے آخرت کے ساتھ ساتھ سائنسی فائدے نہ ہوں چنانچہ نفسِ امارہ (بری خواہش) بیماری ہے نفسِ لوّامہ دفاعی نظام (وائٹل فورس) ہے۔ اور نفسِ مطمعنہ شفاء ہے۔ جب انسان کامیاب و کامران ہو جاتا ہے، اس طرح یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے۔ کہ سورا وہ کیفیت ہے۔ جو فاسد اور شیطانی خیالات کے تحت پیدا ہونے والی خواہش کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ نہ کہ وہ سوچ و فکر ہے جو خواہش کی تکمیل کے لیے منصوبہ بندی کرتی ہے۔ ڈاکٹر ایلن J.HENRY ALLEN .MD ہومیوپیتھک طریقہ علاج اور میازم کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے

Our remedies only deal with miasm,not names of diseases.The law of similia is only co-operative with that which distarbs life, not organism as a part. The miasms are

the persistent disturbers of life. The miasms are the maggots that are born which in the brain as shakespeare says and those maggots never die until over thrown by similia.

ڈاکٹر ایلین نے نہ صرف علاج بالمثل کے زریں اصول کی وضاحت کی ہے بلکہ اس نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ میازم "خیالات" ہی ہیں جو دماغ میں پیدا ہوتے ہیں (کیا یہ اساتذہ ہومیو پیتھی اور دوسرے ارباب اختیار کے علم میں نہیں؟ اگر ہے تو پھر سوزاک زدہ فریق کے ساتھ جنسی فعل کے نتیجہ میں سائیکوسس اور آتشک زدہ فریق کے ساتھ جنسی فعل کے نتیجہ میں سفلس کے پیدا ہونے کا نظریہ پڑھا کر ہومیو پیتھی کی کیا خدمت کی جا رہی ہے؟) انہیں منفی خیالات، بخارات یا میازم کے علاوہ کوئی بھی نام دیا جا سکتا در حقیقت بیماری کا بنیادی سبب بھی یہی منفی خیالات ہیں (جیسا کہ پہلے دو مثالوں سے وضاحت کی گئی ہے) جبکہ سورا سفلس اور سائیکوسس وہ کیفیات اور تبدیلیاں ہیں جو ان خیالات کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر ایلین خیالات کو میازم قرار دیتا ہے یہاں تک تو درست ہے لیکن اس کے باوجود وہ خیالات کے دماغ میں پیدا ہونے کی حقیقت سے ناآشنا معلوم ہوتا ہے۔ (شائد وہ خواہش کی تکمیل کے لئے پیدا ہونے والی سوچ کو ہی میازم سمجھتا ہے اس کے علاوہ شیکسپیئر کی سوچ صرف ہومیو پیتھی کے نظریہ بالمثل کی حمائیت کرتی ہے ورنہ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے) اسکی وجہ مغربی سائنسدانوں اور مصنفین بشمول ڈاکٹر کینٹ اور دوسرے تمام ہومیو پیتھک فلاسفروں وغیرہ میں مذہبی علم کا فقدان ہے ڈاکٹر مورس بوکائیے (یہ وہ شخص تھا جو فرعون کی ممی کا علاج کرنے کیلئے فرانس سے مصر گیا تھا پھر اس نے وہیں رہ کر مذہبی مطالعہ کرنے کے بعد ایک کتاب بائبل قرآن اور جدید سائنس لکھی) نے بائبل اور قرآن کا مطالعہ کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ایک تو بائبل کے نسخوں میں فرق پایا جاتا ہے (جسکی وجہ سے بائبل کے تمام قارئین کے پاس ایک جیسا علم نہیں ہو سکتا) دوسرے یہ کہ مذہبی رہنماوں کے سوا عوام (بشمول سائنسدان) کو بائبل کا پورا علم نہیں ہے اور عوام کو بائبل کے صرف

وہی حصے یاد ہیں جو دعا اور عبادت کے لئے مخصوص ہیں۔ (میں نے وائیٹل فورس کے باب میں تحریر کیا ہے کہ ڈاکٹر کینٹ کو شاہد مذہبی علم پر عبور حاصل نہیں ہے اور یہ درست بھی ہے کیونکہ ڈاکٹر کینٹ نے اپنے فلاسفی لکچرز میں وائٹل فورس کو روح قرار دینے کیلئے صرف عقلی دلائل ہی دیے ہیں اس نے قطعاً کوئی الہامی یا اوحی دلیل پیش نہیں کی) ڈاکٹر مورس بوکائیے لکھتا ہے کہ قرآن سے سائنسی راہنمائی حاصل کرنے کیلئے پہلے سے موجودہ سائنسی نظریات کا علم ہونا ضروری ہے نیز وہ قرآن کی حقانیت اور سچائی کو بڑی دلیری اور مضبوطی کے ساتھ تسلیم کرتے ہوئے کہتا ہے کہ قرآن سائنس کے نظریات کے سامنے ہیچ نہیں جب کہ بائبل سائنسی نظریات کے سامنے ٹھہرتی نظر نہیں آتی (اور اِس میں ہر چیز کا علم ہے۔ القرآن) لہٰذا یہ بات طے ہے کہ قرآن کے علم کے بغیر سائنسی نظریات خاص طور پر میڈیکل سائنس کے نظریات حرف آخر کا درجہ حاصل نہیں کر سکتے کہ انہیں رد نہ کیا جا سکے۔ (اگر یہ کہا جائے کہ غیر مسلموں نے سائنسی علم میں موجودہ ترقی کیسے کر لی؟ تو اسکا اتنا جواب ہی کافی ہے کہ جو حضرات یہ سمجھتے ہیں۔ کہ غیر مسلموں کو قرآن کا علم نہیں وہ ڈاکٹر مورس بوکائیے کی کتاب پڑھ لیں۔ خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ غیر مسلم قرآن کا کسی قدر سائنسی علم رکھتے ہیں۔ (ہم مسلمان قرآن میں سے صرف اپنے اپنے عقائد اور فرقوں کی تقویت کے لئے دلائل تلاش کرتے ہیں۔ اور سائنسی معلومات کے لیے بہت کم کوشش کیجاتی ہے) دوسرا یہ کہ جب غیر مسلموں کو قرآن اور کتاب کا سائنسی علم نہیں تھا۔ تو انہوں نے کیا خاک ترقی کی تھی؟ یورپ کی بڑی بڑی درسگاہوں میں مسلمان سائنس دان بوعلی سینا کی کتاب القانون میڈیکل سائنس کے طور پر پڑھائی جاتی رہی ہے۔ جبکہ اب بھی ایلوپیتھک نظریات جو کہ صرف انسانی عقل پر مبنی ہوتے ہیں۔ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اگر آج کوئی چیز صحت کے لیے مفید قرار دی جاتی ہے تو کچھ عرصہ بعد وہی چیز مضر صحت قرار دے دی جاتی ہے۔ موجودہ دور میں بھی ایلوپیتھی کا اپنا کوئی نظریہ نہیں ہے۔ بلکہ بوعلی سینا کی تصانیف میں ہی رد و بدل کرتے ہوئے ایلوپیتھک نظریہ کے طور پر پیش کر کے قانون قرار دے

دیا گیا ہے۔) ڈاکٹر ایلین کا یہ نظریہ تو درست ہے کہ خیالات ہی میازم ہیں۔ جبکہ خیالات کا دل میں پیدا ہونا قرآن سے ثابت ہے اور خیالات کا دماغ میں پیدا ہونے کا نظریہ نہ صرف غلط بلکہ قرآن سے متصادم ہے۔ لہذا خیالات ہی میازم ہیں۔ جو بیماری کا سبب بنتے ہیں۔ اور خیالات کے تحت پیدا ہونے والی پہلی تبدیلی کا نام سورا ہے۔

نوٹ: یہ بحث میازم کی حد تک ہے۔ جن کے تحت پیدا ہونیوالی حقیقی بیماریاں مزمن اور پیچیدہ صورت اختیار کر کے تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔ ورنہ تو ماحولی، حادثاتی اور غذائی عوامل بھی زندگی کے لیے نقصان دہ ہو سکتے ہیں۔

سورا بیماری کا سبب کیسے بنتا ہے

یہ تو واضح ہو چکا ہے۔ کہ سورا کیا ہے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ سورا جسم انسانی میں کسطرح بیماری کا سبب بنتا ہے؟

ماہرین نے قرار دیا ہے کہ اگر سورا نہ ہوتا تو بنی نوع انسان میں کوئی بیماری نہ ہوتی۔ لیکن عہد حاضر تک سورا کے بارے میں مکمل تشریح موجود نہیں ہے۔ کہ سورا بذات خود کیا ہے اور یہ کس طرح انسان میں پیدا ہوتا ہے۔

وضاحت:۔ جب دل میں پیدا ہونے والے خیالات خواہش کی صورت اختیار کر کے دماغ کو منتقل ہوتے ہیں تو مندرجہ ذیل عوامل شروع ہو جاتے ہیں۔

1۔ کوئی بھی خواہش جب دماغ میں پہنچتی ہے تو دماغ فوراً اس خواہش کا جائزہ لیتے ہوئے اسکی تکمیل کے لئے منصوبہ بندی شروع کر دیتا ہے جس سے دماغ کی مصروفیات میں اضافہ ہو جاتا ہے (دماغ کسی وقت بھی فارغ نہیں ہوتا۔ حتی کہ سوتے وقت بھی اسکے کچھ حصے مصروف عمل ہوتے ہیں)

2۔ دماغ کی مصروفیات کی وجہ سے دماغ کو توانائی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے جسکو پورا کرنے کے لیے دوران خون blood circulation سر کی طرف زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور جسم کے دوسرے اعضاء کو خون کی فراہمی کم ہو جانے کی وجہ سے نہ صرف ان میں کمزوری واقع ہونے لگتی ہے۔ بلکہ ان کی کارگردگی میں بھی فرق آجاتا ہے۔

3۔ جسم انسانی میں موجود توانائی صرف ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

4۔ دماغ کی مصروفیات کی وجہ سے اعصاب کمزور ہونا شروع ہو جاتے ہیں جس سے جسم کے دوسرے اعضاء پر دماغ کا کنٹرول کم ہونے کی وجہ سے ان کے افعال میں ابتری پیدا ہونے لگتی ہے اس کے علاوہ اعصاب کی کمزوری کی وجہ سے جسم کا دفاعی نظام (وائٹل فورس) بھی متاثر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

5۔ کلوریز کے زیادہ استعمال کی وجہ سے پیدا ہونے والی کمزوری پر قابو پانے کے لیئے جسم کے غدودی نظام Endocrinc system میں ہنگامی حالت Emergency نافذ ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جو حالات کے زیر اثر بتدریج بڑھتے ہوئے مستقل صورت بھی اختیار کر سکتی ہے۔ اسطرح خون میں ہارمونز کی مقداد زیادہ ہونے کی وجہ سے خون کی فطری حرارت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

6۔ جب کوئی بار بار پیدا ہونے والی خواہش منصوبہ بندی اور کوشش کے باوجود پوری نہیں ہوتی۔ تو بے چینی اور مایوسی کی ایک ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے جسے سائیکالوجی Psycology میں فرسٹریشن Frustration کہا جاتا ہے (یہ مشاہدہ ہے کہ پاگل انسان ناموافق ماحول (گرمی سردی، مضر صحت خوراک اور گندا رہنے کے باوجود) کسی بھی قسم کی بیماری کا بہت کم شکار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دماغ میں کسی چیز کے حصول کی خواہش کے تحت پیدا ہونے والی سوچ قائم نہیں رہ سکتی بلکہ تھوڑی دیر بعد ختم ہو جاتی ہے) بعد میں یہی حالت بتدریج بڑھتے ہوئے ٹینشن Tension اور

ڈپریشن Deprasion کے بعد انگزائٹی Anxiety کی حالت اختیار کرلیتی ہے۔ یہ سورا کی ارتقائی حالتیں ہوتی ہیں جن میں کوئی خلیاتی تبدیلی cellulers change تو نہیں ہوتی۔ مگر سارے جسمانی نظام متاثر ہونے کی وجہ سے انتظامات درہم برہم ضرور ہوجاتے ہیں۔ ان حالتوں کی وجہ سے سب سے پہلے اعصابی نظام متاثر ہوتا ہے۔ جس سے اعصاب میں پائی جانے والی برقی قوت Electric Power کی فراہمی میں تعطل پیدا ہونے سے وائٹل فورس کمزور ہوجاتی ہے نتیجتاً ماحول میں پائے جانے والے مادی وغیر مادی ظاہری اور باطنی مضرت رسانی کے حامل تحریکی اسباب اور جگر جیسے اہم جسمانی عضو کی کارکردگی میں ابتری پیدا ہونے کی وجہ سے میٹابولزم کا عمل متاثر ہونے اور نظام اخراج میں گڑبڑ واقع ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والی تبدیلیاں تکلیف دہ علامات کا باعث بنتی ہیں۔ سورا ہر ذی شعور انسان میں پایا جاتا ہے اسے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ تاوقتیکہ انسان ختم ہوجائے۔ البتہ اسکی شدت میں کمی اور جسم پر مرتسم ہونے والے اسکے اثرات کو ختم یا کم کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ سورا خیالات کے تحت پیدا ہونے والی وہ کیفیت ہے۔ جو اپنی ابتدائی حالت میں اتنی خطرناک اور شدید نہیں ہوتی کہ اسے کنٹرول نہ کیا جاسکے مگر اس کی انتہائی حالت کافی خطرناک اور مضرت رسانی کی حامل ہوتی ہے۔ اسکے باوجود یہ کوئی خلیاتی تبدیلی Celluler change پیدا نہیں کرتی۔ بلکہ صرف اعضاء میں فعلی خرابیاں اور دفاعی نظام میں تعطل پیدا کرکے جسم انسانی میں ماحولی۔ غذائی۔ مادی غیرمادی تحریکی اسباب کے لیئے استعداد قبولیت (اثر پذیری) Susceptibility کی راہ ہموار کرتی ہے۔ تمام تحریکی اسباب صرف اُسی صورت صحت انسانی میں بگاڑ Abnormality پیدا کرسکتے ہیں جب سورا اپنی شدید حالت میں پہلے سے موجود ہو۔

سفلس اور سائیکوسس

سابقہ بحث میں یہ ثابت کیا جاچکا ہے کہ خیالات ہی میازم ہیں۔ اور یہی بیماری کا سبب ہیں جنکے تحت حقیقی بیماریاں وقوع پذیر ہوتی ہیں سورا پہلی ایسی میازمی کیفیت ہے۔ جس کی شدت کے بعد دوسری دونوں تبدیلیاں سفلس Syphilis اور سائیکوسس Sycosis رونما ہوتی ہیں یہ دونوں تبدیلیاں خلیہ Cell میں واقع ہوتی ہیں۔ اور آگے چل کر جسم کے مختلف حصوں سے مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ وضاحت طلب امر یہ ہے کہ خلیہ میں ہونے والی یہ دونوں تبدیلیاں کیونکر پیدا ہوتی ہیں۔ نیز ایک ہی خلیہ میں پیدا ہونے والی دونوں تبدیلیاں ایک دوسری سے مختلف کیوں ہیں؟

وضاحت: جب سورا کی شدت کے باعث جسمانی اعضأ میں فعلی خرابی کے ساتھ کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ تو اس حالت کو کنٹرول کرنے کے لیئے غدودی نظام Endocrine system, میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ تمام غدود Glands ایک دوسرے سے وابستہ ہیں یا ایک دوسرے کے تحت کام کرتے ہیں۔ لہٰذا تمام غدودوں کے فعل میں کم وبیش تیزی آجاتی ہے۔ جگر جو کہ نظام غدود میں سب سے بڑا اور اہم غدود ہے۔ اس کے فعل میں بھی اپنی ذمہ داری کے لحاظ سے تیزی شروع ہوجاتی ہے۔ جس سے جگر کی رطوبت صفراء Bile کی مقدار میں بھی زیادتی ہونا شروع ہوجاتی ہے صفراء کا مزاج انتہائی گرم اور خشک ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے غدودوں کے ہارموز کا مزاج بھی گرم ہوتا ہے۔ اور تمام غدودوں بشمول جگر کی رطوبات کی اضافی مقدار کے خون میں شامل ہونے سے سب سے پہلے خون میں ابتری پیدا ہونا شروع ہوتی ہے۔ صفراء کی زیادتی سے خون میں موجود پانی Plasma (جو کہ کل خون کا 55% فیصد ہوتا ہے) کی مقدار کم ہو کر خشکی کا تناسب زیادہ ہوجاتا ہے یعنی خون میں گرمی اور خشکی زیادہ ہوجانے سے خون گاڑھا ہوجاتا ہے (گرمیوں کے موسم میں خون

میں پانی کی مقدار کم ہو کر خون کے گاڑھا ہو جانے سے اکثر پھوڑے پھنسیاں اور گرمی دانے نمودار ہوتے ہیں۔ جبکہ سردی کے موسم میں بہت کم ایسا ہوتا ہے۔) خون میں ابتری صرف گرمی کی زیادتی کی وجہ سے ہی نہیں بلکہ حرارت کی کمی وبیشی دونوں صورتوں میں ہوتی ہے۔ پہلے تحریر کیا جاچکا ہے۔ کہ اللہ تعالی نے انسانی ڈھانچے کی تیاری کے لیے جن مادی اجزاء (پانی۔ مٹی۔ آگ وغیرہ) کا استعمال فرمایا تھا۔ وہ بالکل نارمل اور مقررہ حدود کے مطابق تھا۔ یہ مادی اجزاء اب بھی انسان کے اندر حکمت الٰہی کے تحت موجود ہیں۔ جب تک یہ بنیادی ساختی اجزاء انسان میں فطرت کے مطابق رہیں۔ انسان نارمل حالت میں رہتا ہے۔ جبکہ ان بنیادی ساختی اجزاء میں کمی بیشی واقع ہونے سے (خواہ وہ غذا، ماحول، فاسد خیالات، پریشانی یا بے خوابی وغیرہ کی وجہ سے ہو) انسان میں فاسد اور تکلیف دہ علامات پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ چونکہ سفلس اور سائیکوسس خلیہ میں ہونے والی تبدیلیاں ہیں۔ جو بیک وقت رونما ہوتی ہیں۔ اس لئے ان دونوں پر علیحدہ علیحدہ بحث کی ضرورت نہیں بلکہ دونوں میازمی تبدیلیوں کیلئے مشترکہ بحث ہی کافی ہے۔

سورا کی شدید حالت کی وجہ سے جب جسم انسانی میں مضرت رسانی کے حامل تحریکی اسباب کیلئے استعداد قبولیت susceptibility پیدا ہو جاتی ہے تو ماحولی ظاہری و باطنی اسباب مختلف ذرائع اور طریقوں سے صحت پر اثر انداز ہونے سے سب سے پہلے جسم کے نرم و نازک خلیات متاثر ہوتے ہیں چونکہ خون کے خلیات بہت نرم و نازک ہوتے ہیں اور انکا بذریعہ آلات تنفس بیرونی ماحول سے براہِ راست واسطہ بھی ہوتا ہے اسلئے سب سے پہلے خون متاثر ہوتا ہے۔ لہذا جب متاثرہ خون (خواہ وہ ماحولی، ظاہری یا باطنی اسباب سے متاثر ہو) جسم کے خلیات میں پہنچتا ہے تو پہلے خلیے کا سب سے حساس مادہ پروٹو پلازم Protoplasm متاثر ہوتا ہے اس کے بعد سائیٹو پلازم Cytoplasm اور نیوکلیس Nucleus متاثر ہوتے ہیں خلیے کے دونوں حصے یکساں متاثر نہیں ہوتے بلکہ کوئی حصہ زیادہ اور کوئی کم اثر قبول کرتا ہے لیکن کبھی دونوں حصے شدت کے ساتھ بھی

متاثر ہوتے ہیں لیکن دونوں حصوں میں بھی شدت کی کمی بیشی ضرور ہوتی ہے۔ خلیہ کے متاثر ہونے کا انحصار سبب کی شدت اور نوعیت پر ہوتا ہے خلیہ کا سائیٹو پلازم (جو کہ سیال مادے پر مشتمل ہوتا ہے اور اس میں تخلیق انسانی کیلئے تیار کئے جانے والے مٹی کے گارے Mud میں استعمال ہونے والے پانی کا جزو زیادہ ہوتا ہے جو خلیہ میں قدرے کثیف حالت میں پایا جاتا ہے اور یہ خلیے کی زندگی کیلئے نہایت ضروری اور مفید ہوتا ہے) خون میں پائی جانے والی حرارت کے تغیر سے اس میں بخارات پیدا ہوتے ہیں یا اسکی کثافت میں اضافہ ہو جاتا ہے اسی طرح خلیے کا مرکزہ Nucleus (جس میں انسانی بنیادی ساختی اجزا میں استعمال ہونے والی مٹی کا عنصر زیادہ ہوتا ہے) متاثر ہوتا ہے اور حرارت کی زیادتی کی وجہ سے اس میں موجود رطوبت کی مقدار کم ہو کر خشکی کا تناسب بڑھنے لگتا ہے (اگر زمین پر کسی جگہ آگ جلائی جائے تو وہاں سے رطوبت خشک ہو کر زمین چٹخنے لگتی ہے جس سے وہ مردہ حالت اختیار کر لیتی ہے) اس طرح خون سے ملنے والی تغیراتی تحریک کے تسلسل کے باعث وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خلیہ کے سائیٹو پلازم اور نیوکلیئس میں تبدیلی واقع ہوتی ہے (کیونکہ حرارت کی زیادتی سے مائع مادہ کے مالیکیولز میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور ٹھوس مادہ کے مالیکیولز میں ارتعاش پیدا ہونے سے انکا درمیانی فاصلہ زیادہ ہو جاتا ہے جس سے اجسام کے حجم میں اضافہ ہوتا ہے لہٰذا حرارت کی کمی بیشی سے مادہ کی حالتیں تبدیل ہوتی ہیں) جس سے خلیہ میں تکلیف شروع ہونے لگتی ہے جسکا احساس بذریعہ اعصاب دماغ کو ہوتا ہے جسکے نتیجے میں مختلف ذہنی کیفیات مثلاً غصہ چڑچڑاپن۔ بے چینی وغیرہ کا اظہار ہوتا ہے خلیہ میں حرارتی تغیر کے باعث ہونے والی تبدیلیاں (بخارات کا پیدا ہونا یا سختی کا شروع ہو جانا خلیہ کی ساختی تبدیلی یا کیمیائی تبدیلی) جلد یا بدیر دونوں طرح سے ہو سکتی ہیں اور انکا انحصار اس پر ہوگا کہ تبدیلی کا باعث بننے والے اسباب یا وجوہات کی اقسام کیا ہیں اور انکی خلیہ کو متاثر کرنے کی صلاحیت کتنی ہے۔ چونکہ بخارات یا خلیاتی تبدیلیاں تحریکی اسباب کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اسلئے جس قسم کا سبب ہوگا۔ اسی قسم کی تبدیلیاں رونما ہونگی۔ انہی تبدیلیوں کو سفلس اور سائیکوسس

کا نام دے کر میازم قرار دے دیا گیا ہے۔ جبکہ یہ میازم نہیں ہیں۔ بلکہ میازم منفی خیالات وخواہشات ہیں۔ جسکی وجہ سے یہ تبدیلیاں وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ (ان تبدیلیوں کو سفلس اور سائیکوسس کے علاوہ کوئی بھی نام دیا جاسکتا ہے مگر چونکہ اب یہ تبدیلیاں سفلس اور سائیلوسس کے نام سے مروج ہیں۔ اسلئے میں بھی انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ تا کہ کسی کو بھی سمجھنے میں مشکل پیش نہ آئے)

سفلس اور سائیکوسس کی بھی کئی اقسام ہیں۔ جس قسم کے سبب یا خیالات سے خلیہ کے اندر تغیر پیدا ہوگا۔ میازمی حالت کی اقسام اور نوعیت بھی ویسی ہی ہونگی۔ مثلاً غم۔ غصہ۔ عشق میں ناکامی (ان وجوہات سے کئی لوگوں کو ٹی۔ بی اور کینسر کا ہونا مشاہدہ میں آیا ہے)

ہوسِ زر۔ شراب نوشی یا بڑے گوشت کے زیادہ استعمال اور تیز قسم کی ادویہ وغیرہ سے ہونے والی سائیکوٹک یا سفلیٹک تبدیلیاں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہونگی۔ اور جسم کے مختلف اعضاء اور حصوں کو مخصوص انداز میں ہی متاثر کریں گی۔ نیز ہر عضو اور حصہ سے ظاہر ہونے والی علامات ہر دوسرے عضو اور حصہ سے منفرد ہونگی۔ مثال کے طور پر غصہ اور ہتک عزت کی وجہ سے پیدا ہونے والا سائیکوسس دل اور سینے کے عضلات کو زیادہ متاثر کریگا۔ شراب نوشی اور تیز ادویہ سے پیدا ہونے والا سائیکوسس جگر پر زیادہ اثر انداز ہوگا۔ اور بڑے گوشت کے زیادہ استعمال سے وجود پذیر ہونے والا سائیکوسس مقعد خون کی وریدوں کو متاثر کریگا۔ اور اسی لئے علاج کی غرض سے ہر سائیکوٹک مریض کے لیئے دوا بھی علیحدہ علیحدہ ہی منتخب ہونی چاہیئے تھی۔ اور اس کے لئے صرف ایک ہی دوا میڈھورنیم Medhorrinum کافی ہوتی۔ اسی طرح سورا اور سفلس کی بھی کئی اقسام ہیں اور ہر قسم کے لئے علیحدہ علیحدہ دوا کے انتخاب کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ تو سورا کے لیے سلفر اور سفلس کیلئے مرک سال یا سفلینم کا استعمال ہی کافی ہوتا۔ اس سے بھی یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔ کہ سورا سفلس اور سائیکوسس میازم نہیں۔ بلکہ یہ کیفیات یا حالتیں ہیں جن کے پیدا ہونے کے کئی مادی اور وغیر مادی اسباب ہیں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ ہر سبب کے تحت پہلے اعصاب متاثر ہوتے ہیں۔ (مدافعتی نظام

کمزور ہو جاتا ہے) پھر یہ خلیہ میں مرحلہ وار بخارات یا تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ دماغ کو جن کا ادراک بعد میں ہوتا ہے۔ (کیونکہ خلیہ میں ہونی والی بعض تبدیلیاں ابتدائی طور پر تکلیف دہ نہ ہونے کی وجہ سے اور دماغ کے ادراک اور احساس کی قوت سے زیادہ لطافت کی حامل ہونے کی وجہ سے دماغ کو ان کا احساس و ادراک نہیں ہوتا) اور پھر ذہنی علامات کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی لئے صحیح علاج کے نتیجے میں ذہنی علامات میں پہلے بہتری شروع ہوتی ہے۔ اور خلیاتی تبدیلیاں ثانوی عمل کے طور پر شفایاب ہوتی ہیں سورک Proric سائیکوٹک Sycotic اور سفلیٹک Syphilitic میازی حالیتں ہیں۔ جو جسم کے مختلف حصوں کے لیئے مخصوص ہیں۔ (جسم کے بعض حصوں میں صرف سائیکوٹک اور بعض میں صرف سفلیٹک تبدیلیاں رونما ہو سکتی ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اگر سائیکوٹک بیماری شروع جائے۔ تو وہ جسم کے ہر حصہ اور ہر عضو پر اثر انداز ہو گی۔ بلکہ سائیکوٹک اور سفلیٹک حالیتں علیحدہ علیحدہ اور مخصوص بافتوں Tissues کو ہی متاثر کر سکتی، ہیں۔ مثال کے طور پر ہڈیوں کی بیماریاں عموماً سفلیٹک ہوتی ہیں۔ یعنی ہڈی اکثر ٹی۔ بی۔ میں مبتلا ہوتی ہے اور شاذ و نادر ہی ہڈی کا کینسر میں مبتلا ہونا دیکھنے میں آتا ہے۔ پورے جسم کی تفصیل میازم کی پہچان کے عنوان کے تحت درج کردی گئی ہے۔ جسمیں یہ واضح کیا گیا ہے۔ کہ جسم کے کون سے حصہ اور کس بافت میں کون سی میازی حالت یا تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ اور انہی پر مریض کا مزاج منتج ہوتا ہے۔

سورا کی شدید حالت کی موجودگی میں کسی بھی ماحولی۔ ظاہری۔ باطنی۔ مادی اور غیر مادی سبب کی وجہ سے خون میں پائی جانے والی حرارت کے تغیر (حرات کی کمی اور زیادتی دونوں صورتوں سے خلیہ متاثر ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ صرف حرارت میں زیادتی ہی خلیہ کو متاثر کرتی ہے۔ بلکہ انسانی جسم کے تمام بنیادی ساختی اجزاء میں اعتدال رہنا ضروری ہے۔

بصورت دیگر بیماری اور تکلیف دہ علامات کا پیدا ہونا لازمی امر ہے) یا کسی بھی طرح سے خون کے متاثر ہونے سے سب سے پہلے جسم کے نرم نازک اعضاء کے خلیات متاثر ہوتے ہیں اور سخت

بافتوں کے خلیات کچھ وقت کے بعد متاثر ہوتے ہیں۔ اس طرح سبب کے مطابق بعض اوقات خلیہ کا سائیٹو پلازم زیادہ متاثر ہوتا ہے اور کبھی نیوکلیئس زیادہ متاثر ہوتا ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خلیے کے دونوں حصے ہی شدت کے ساتھ متاثر ہوتے ہیں لیکن پھر بھی کوئی حصہ زیادہ اور کوئی ذرا کم متاثر ہوتا ہے اسکا انحصار سبب کی نوعیت پر ہوگا کہ وہ خلیہ کے کس حصے پر زیادہ اثر انداز ہونے کی صلاحیت کا حامل ہے بے شک وجہ یا سبب کوئی بھی ہو سائیکوس اور سفلس خلیہ میں ہونے والی تبدیلیاں ہیں اور اگر خلیہ کا سائیٹو پلازم زیادہ متاثر ہوگا تو جسم میں سفلیٹک علامات ظاہر ہونگی اور اگر نیوکلیئس زیادہ متاثر ہو گا تو جسم میں ایسی تبدیلیوں اور علامات کا اظہار ہوگا جنکو سائیکوٹک کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس طرح سورا سفلس اور سائیکوس کے بارے میں پائے جانے والے ابہام کی وضاحت ہو جاتی ہے لیکن یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر خیالات ہی میازم ہیں اور انکی وجہ سے ہی کوئی تبدیلی رونما ہوتی ہے اور انسان صرف منفی سوچ کی وجہ سے ہی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو پھر بچے جو کہ ناسمجھ ہوتے ہیں ان میں میازمی یا خلیاتی تبدیلیوں والی بیماریاں کیوں ہوتی ہیں؟

جب کسی بھی وجہ سے متاثر ہونے والا خون جسم کے مختلف اعضاء میں پہنچتا ہے تو جو اعضاء نرم و نازک بافت کے حامل ہوتے ہیں وہ پہلے، اور زیادہ متاثر ہوتے ہیں اس طرح جب نظام تولید کے اعضاء جو کہ نرم و نازک ہوتے ہیں وہ بھی بیماری کا اثر لیتے ہیں ایسی صورت میں مادۂ تولید بھی بیمار ہی پیدا ہوتا ہے (یہ قانون ہر دو مرد اور عورت کیلئے یکساں ہے) کیونکہ مادۂ تولید جوہر حیات ہے۔

اور پھر بیماری کے شکار مادہ تولید سے پیدا ہونے والا بچہ وراثتاً بیماری سے متاثر ہوگا۔ اور پھر وراثتی بیماریاں کم و بیش نسل در نسل منتقل ہوتی جائیں گی۔ البتہ اگر کسی فرد میں میازمی کیفیت تو شروع ہو چکی ہو۔ لیکن اس کا مادہ تولید ابھی متاثر نہ ہوا ہو تو پیدا ہونے والا بچہ وراثتی میازمی حالت کی منتقلی سے کافی حد تک محضوظ ہوگا۔ لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ جب میازمی تبدیلی موجود ہو۔ تو مادۂ تولید میازم سے محفوظ رہے مادۂ تولید کا متاثر ہونا خواہ عورت کی طرف سے ہو یا مرد کی طرف سے وراثت دونوں

صورتوں میں منتقل ہوگی۔ قرآن الحکیم میں ارشاد ہے کہ ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا۔ اور حدیث کی روشنی میں بھی یہ ثابت ہے کہ مرد یا عورت دونوں میں سے جس کا مادہ تولید طاقتور ہوگا۔ اسی کے ساتھ مشابہت ہوگی۔ اس سے نر اور مادہ کی جنسی تقسیم بھی واضح ہو جاتی ہے کیونکہ مشابہت صرف شکل و صورت کی ہی نہیں بلکہ تمام جسمانی اعضاء اور نظام بشمول جنسی اعضاء اور تولیدی نظام عادات وخصائل اور وراثتی بیماریوں کے لئے بھی ہوگی۔

البتہ عورت کے نطفہ میں خرابی کی صورت میں لڑکیاں اور مرد کے نطفہ کے متاثر ہونے کی وجہ سے لڑکے وراثتی بیماریوں کا زیادہ شکار ہونگے۔ اسی طرح خاندانی شادیوں کی صورت میں بعض بیماریاں شدت سے ظاہر ہوسکتی ہیں۔ (نر یا مادہ کرموسومز میں پائے جانے والے وراثتی خصوصیات کے حامل جینز Geens کے ذریعے منتقل ہونے والی وراثتی خصوصیات بشمول بیماریاں ختم نہیں کی جاسکتیں بلکہ جسم پر ان کے اثرات کو وقتی طور پر کم کیا جاسکتا ہے)۔ شدید سورا کی موجودگی میں اگر خلیہ کے سائیٹو پلازم کے متاثر ہونے سے سفلیٹک تبدیلی شروع ہو جائے تو جسم میں ایسی حالت پیدا ہوگی جسے عام طور پر ٹی بی Tuberclusis کہا جاتا ہے (ٹی بی جسم کے کئی حصوں پر اثر انداز ہوسکتی ہے) ایسی حالت کے علاج کے لئے عموماً ردِ سفلس Anti syphilitic دوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ ٹیوبرکیلوسس (ٹی۔ بی) سورا اور سفلس کے باہمی ملاپ سے وجود میں آتی ہے۔ اسی طرح اگر شدید سورا کی موجودگی میں اگر خلیے کا مرکزہ Nucleus متاثر ہونے سے سائیکوٹک Sycotic تبدیلی شروع ہو جائے تو ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے جو سرطان کی طرف راغب ہوتی ہے یعنی سورا کے ساتھ سفلس کے ملاپ سے ٹی۔ بی اور سورا کے ساتھ سائیکوسس کے اتحاد سے سرطان پیدا ہوتا ہے اسلئے دو قسم کی ایسی بیماریاں ہیں جن کا معالج نے علاج کرنا ہوتا ہے۔ اور جنکے لئے وقت اور پرہیز بھی درکار ہوتے ہیں۔

بیماری کی وجوہات

1۔ احکام خداوندی کی خلاف ورزی خواہ عشق مجازی۔ حصول دنیا۔ اولاد کے ساتھ بہت زیادہ محبت کہ خدااور رسول کے احکام کی بجا آوری بھی نہ کروائی جائے (قابیل نے بھی نافرمانی ہی کی تھی)

2۔ دوسروں کے ساتھ بلاوجہ تشدداور غصے کا رجحان لغویات کی پیروی، ۔ جھوٹ بولنا۔ اخلاق وادب کا دامن چھوڑ دینا۔ دوسروں کے ساتھ ہمدردی کا فقدان۔ خودغرض۔ ناجائز ذرائع سے دنیاوی سہولیات کا حصول۔ ناجائز رزق کھانا۔ اختیارات واقتدار کی خواہش۔ متکبر ہونا

3۔ کوشش کے باوجود کسی کام میں ناکامی کی صورت میں مایوس ہونا (مایوسی گناہ بھی ہے اور بیماری بھی)

4۔ برے فعل کی تکمیل کے بعد ضمیر کی ملامت (اگر ضمیر زندہ ہوتو)

5۔ تیز قسم کی ادویہ کا استعمال خواہ بیماری کے سدباب کیلئے ہو یا بلاوجہ طاقت حاصل کرنے کیلئے ہو۔

6۔ ماحولی اسباب سے بھی تکلیف دہ علامات پیدا ہوتی ہیں مگر یہ حقیقی بیماریاں نہیں ہوتیں تاوقتیکہ ان سے خون اور خلیہ میں کوئی تبدیلی واقع ہو۔

تین علامات سے میازم کی پہچان

گو یہ بات عجیب معلوم ہوتی مگر بالکل حقیقت ہے کہ اگر تھوڑی سی محنت کرلی جائے تو تین علامات کی بجائے بعض اوقات صرف ایک ہی علامت سے یہ واضح ہو جاتا ہے۔ کہ مریض میں اس وقت کونسا میازم غالب ہے۔ (کیونکہ ایک وقت میں ایک ہی میازم غالب ہوتا ہے۔ یعنی ایک وقت

میں ایک ہی مرض ہوگا)

اور جب دوسرا میازم اپنی مخصوص علامات سے ظاہر ہو تو اسکا بعد میں علاج کیا جائے گا۔ (بعض اوقات مریض کے لیے ایسی دوا منتخب کی جاتی ہے۔ جو دونوں میازموں کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ایسی صورت میں دونوں میازمی تبدیلیاں Miasmatic Changes خود بخود بتدریج اور ہیرنگ کے قانون شفاء کے مطابق علاج پذیر ہو جاتی ہیں)

جب میازم کی وضاحت ہو جائے تو کیس ٹیکنگ Case Taking کے قانون کے مطابق جو دوا بھی مریض کی میازمی علامات Miasmatic Symptoms اور میازم کی لطافت Delicacy کے مماثل دی جائیگی۔ مثلاً ایک مریض ڈاکٹر سے کہتا ہے کہ مجھے ہائی بلڈ پریشر کی تکلیف ہے تو ڈاکٹر کو فوراً سمجھ جانا چاہیے کہ مریض میں سائیکوسس غالب ہے۔ کیونکہ جتنی بھی عضلاتی بافتوں کی تبدیلیاں ہیں۔ وہ سائیکوسس کا حصہ ہیں اور ہائی بلڈ پریشر Hypertention عضلاتی بافتوں میں تبدیلی کا نتیجہ ہے، کہ نظام دوران خون کے تمام اعضاء عضلاتی بافت Musculer Tissues ہیں۔ خواہ شریانوں یا وریدوں Artries or veins کی سختی ہو یا اِن میں کولیسٹرول Cholestrole کا جمع ہونا۔ یا رسولیاں وغیرہ بننا خون میں کارٹی سون ہارمونز کی زیادتی وغیرہ سے ہو۔ اسلیئے اگر معالج پوری طرح یہ جانتا ہو کہ کون کونسی میازمی تبدیلیاں کن اعضاء میں واقع ہوتی ہیں۔ تو وہ مریض کی صرف ایک علامت سے مریض کو اس میں ہونے والی دوسری تبدیلیوں سے نہ صرف آگاہ کرسکتا ہے۔ بلکہ مزید علامات کے بارے میں سوالات کر کے اپنی تسلی بھی کرسکتا ہے، لہٰذا ذیل میں پورے جسم میں ہونے والی تبدیلیوں کے میازمی جسمانی مظاہر اور ذہنی طور پر محسوس ہونے والی علامات کو سورا، سفلس، اور سائیکوسس کی پہچان کے عنوان کے تحت علیحدہ علیحدہ تحریر کر دیا گیا ہے۔ جن پر عبور حاصل ہونا علاج کی کامیابی کے لیے ضروری ہے اور علاج میں ناکامی نہ ہونے کی ضمانت ہیں (انشاءاللہ) اسکے علاوہ ان علامات کو ذہن نشین کرلینے کے بعد جب میٹریا میڈیکا کا مطالعہ کیا جائے گا۔ تو نہایت آسانی

سے یہ بات واضع ہو جائے گی۔ کہ کونسی دوا کس میازمی حالت کو کس حد تک درست کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، مثلاً ڈاکٹر کینٹ نے نیٹرم میور کو سائیکوسس ادویہ میں تحریر نہیں کیا لیکن میازمی علامات کی روشنی میں ہم کہ سکتے ہیں۔ کہ نیٹرم میور اینٹی سائیکوٹک دوا ہے، کیونکہ اسکی علامات میں زیادتی دن کے وقت ہوتی ہے، غصہ بہت زیادہ آتا ہے۔ قبض اور خشکی پائی جاتی ہے، جو کہ سورا اور سائیکوسس کی حالتیں ہیں اسی طرح پلساٹیلا کو سائیکوسس دوا کہا گیا ہے، لیکن اسکی زیادتی شام کے بعد ہوتی ہے۔ غصہ نہیں ہوتا اس لیئے وہ سفلیٹک دوا بھی ہے، دوائیں خود بتاتی ہیں۔ کہ وہ کس میازمی حالت کو کنٹرول کرسکتی ہیں اِس طرح یہ تجسس ختم ہو جاتا ہے، کہ کونسی دوا کس میازم کے متعلق ہے۔

سورا کی پہچان

ذہنی علامات:۔

تیزی، طراری، بے چین، بے وجود اور غیر موجود اشیاء کا وہم، بلاوجہ بدبو یا خوشبو کا احساس، ذہین، سورک مریض اتنا ذہین اور تیز ہوتا ہے کہ نہ تو اسکے ہاتھ اور نہ ہی زبان اس کی ذہنی سوچ کا ساتھ دے سکتے ہیں، اگر ذہن کے مطابق لکھنا چاہے، تو اسکے ہاتھ اور اگر بولنا چاہے تو اسکی زبان اس کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ (یہ تیزی کی ایک حالت ہے) مایوسی، معمولی باتوں کو اہم اور غیر معمولی باتوں کو معمولی سمجھ لینا، بلاوجہ پریشان، غیر مطمئن، خوف، خوداعتمادی کی کمی بار بار موضوع بدلنا۔

غیر حقیقی کیفیت، چڑچڑاپن، خودغرضی، غمگین، باتونی، چالاک، جھوٹ بولنا، ذکی الحس، معمولی باتوں پر بہت زیادہ بحث کرنا، معمولی امراض کو بہت خطرناک اور لاعلاج تصور کرنا، سورک مریض بار بار معالج بدلتا رہتا ہے۔ اپنی مرض کے بارے میں فکرمند، شکی مزاج، میاں بیوی ایک دوسرے سے اور دوسرے افراد خانہ سے مطمعن نہیں ہوتے۔ دوسرے کی بات کو بہت جلد سمجھتا ہے۔ پیٹ بھر کے

کھانے کے باوجود گندی نیت ۔ تنہائی سے خوف ۔ اپنی تعریف پسند کرتا ہے۔ ہمدردی کا خواہاں، دھوکہ باز، مکار، وعدہ اخلافی، لالچی ۔ ہر کام جلدی کرنے کی خواہش ۔ انتظار کرنا مشکل ہوتا ہے۔ (یہ اعصابی تیزی کی ایک حالت ہے جو اعصاب کی فعلی خرابی کی ایک قسم ہے)۔

جسمانی علامات:

بار بار نکسیر پھوٹنا، پیلی رنگت، بھوک نہ لگنا، بار بار بھوک لگنا، پیاس کی شدت، خون گاڑھا ہونا، پیشاب کی جلن، کمزوری کے باوجود تیز حرکات کرنا، کسی قسم کی خلیاتی تبدیلی کے بغیر تکالیف کا ہونا، سورا کے تحت کسی قسم کی خلیاتی تبدیلی **Cellular change** نہیں ہوتی، صرف فعلی خرابیاں **Functional disorders** ہوتی ہیں ۔ بلا وجہ کمزوری، جلد کا باریک ہونا، سانس پھولنا، جگہ تبدیل کرتی ہوئی دردیں، چبھن کا احساس، معمولی امراض کا طول پکڑنا، سورا ایک حالت میں نہیں رہ سکتا، یعنی بار بار بدلتی ہوئی کیفیت، سورا صرف مغرب کے وقت سکون میں (سورا کا عمل جسم پر رُک جاتا ہے) ہوتا ہے۔ باقی 24 گھنٹے یہ برسرِ پیکار رہتا ہے۔ لیکن بعض اعضاء کی علامات میں زیادتی سورج کے ساتھ ہوتی ہے، جسم میں جگہ جگہ جلن کا احساس، کھانے کے بعد غنودگی، کھٹی میٹھی چیزوں کی خواہش، چاک، پنسل، مٹی وغیرہ نہ ہضم ہونے والی اشیاء کھاتا ہے۔ غیر فطری بھوک، گرم کھانے اور گرم اشیاء پینے کی خواہش، میٹھا پسند کرتا ہے۔ کانوں میں آوازیں آتی ہیں ۔ حالانکہ حقیقتاً آوازیں نہیں ہوتیں، کھانے کی خوشبو سے متلی اور قے ہونا (اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ کالچیکم **Colchicum**، آرسنکم البم **Arsencum Album**، سیپیا **Sepia** وغیرہ سورک دوائیں میں شامل ہیں) سرخ ہونٹ، باریک ناک، لمبی پلکیں، لمبی باریک زبان کے درمیان واضح لکیر کا ہونا، ذائقہ اکثر کڑوا ہوتا ہے۔ تیز نمک کی خواہش، پیشاب کی جلن، جلن سورا اور سائیکوسس میں پائی ہے۔ سفلس میں جلن نہیں ہوتی ۔ ہر قسم کا غم سورک ہے۔

سائیکوسس کی پہچان

غصہ، ظالم، یہ میازمی حالت فساد کی جڑ ہے، زانی، ڈاکو چوری چکاری، دلیر، دوسروں سے سب کچھ چھین لینے کی خواہش، تنہائی پسندی، بے رحم، کینہ پرور، درندہ صفت قاتل، (قابیل نے ہابیل کو اسی میازمی حالت کی وجہ سے قتل کیا تھا) ہر بات کو راز میں رکھتا ہے، فکرمند، متردّد، کمینہ پن، سمجھتا ہے، کہ دوسرے کے سامنے اپنا مدعا بیان نہیں کر سکا، شرانگیزی، بدخوئی کرنا، خودغرضی، ذہنی یکسوئی کا فقدان، بات کو جلدی نہیں سمجھ سکتا۔ سمجھتا ہے کہ کوئی میرا تعاقب کرتا ہے۔ روشنی سے نفرت، خودکشی کی خواہش، افسردگی، غمگین، اپنی خواہشات کو دباتا ہے، کم گو، شور سے نفرت، طوفان سے خوف، بے ایمانی کا رجحان، بدمعاش، اپنی ذمہ داریوں کی طرف سے لاپرواہی۔

جسمانی علامات

گوشت میں کسی بھی جگہ رسولی بننا، سائیکوسس کی اہم جسمانی علامت ہے۔ بچہ دانی، بیضۃ الرحم Overies کی رسولی، دماغی شریانی رسولی، ٹانسلز، ناک میں غدود بننا، گینٹھیا، ہائی بلڈ پریشر، شریانوں کی سختی شریانوں اور وریدوں میں رسولیاں بننا، بواسیر (خونی بواسیر میں سفلس بھی کارفرما ہوتا ہے) موہکے مسے (اکثر سفلس اور سائیکوسس کے مخلوط ہونے سے پیدا ہوتے ہیں) جگر کی سوزش، جگر کی سختی، رطوبتی جھلیوں Mucus Mambrain کی خشکی، قبض، منہ خشک، بغیر بدبو لیکوریا، بغیر بدبو اور کان یا ناک سے رطوبت کا اخراج، کسی بھی عضو یا حصہ کا سخت ہو جانا، علامات میں دن کے وقت زیادتی، عضلاتی عضو کی سوزش، جوڑوں کا درد، (اگر ہڈی بڑھنے کی وجہ سے یا کارٹیلیجز Cortilages میں زخم اور کٹ Cut آنے کی وجہ سے ہو تو سفلیٹک ہوتا ہے) پیٹ میں بدبودار نفخ، فالج (کیونکہ اکثر فالج کسی شریان میں رکاوٹ ہونے سے ہوتا ہے، اور شریانوں میں تبدیلی سائیکوسس ہے)

اسقاط حمل (رحم کی ٹی۔ بی کی وجہ سے ہو تو سفلیٹک حالت موجود ہو گی) پستان میں گلٹیاں پیدا ہونا، بہرہ پن، بانجھ پن، منی کے جراثیم کا نہ ہونا، دماغی جھلیوں کی سوزش، Meningitis دل کی بیماریاں اکثر سائیکوسس ہوتی ہیں، ماہواری کا درد سے آنا، کسی بھی جگہ بد گوشت کا پیدا ہونا، جنسی اعضاء پر مسّے پیدا ہونا، گوشت کھانے کی خواہش، دمہ بلغمی۔ (اگر سانس کی نالیوں کی تنگی ہو تو دمہ خشک اور سفلیٹک ہوتا ہے، اس میں بلغم خارج نہیں ہوتی یا بہت کم ہوتی ہے) پیشاب میں یورک ایسڈ UricAcid کی زیادتی، پیشاب کی نالی میں درد ہونا، گردے کی سوزش، غدہ قدامیہ Prostate gland کا بڑھ جانا (ٹی، بی کی وجہ سے بھی ہوتا ہے) بچوں کا دمہ بار بار نمونیا ہو جاتا ہے، خون کی شدید کمی، خون کی تمام بیماریاں مثلاً سپٹے سیمیا، تھیلاسمیا، ہموفیلیا وغیرہ وغیرہ، ہڈی کے گودے Bone Marrow کی بعض خرابیاں، برونکائٹس Bronchitis کا بار بار حملہ یا مزمن صورت اختیار کرنا، پیشاب میں البیومن Albumen اور اپی تھیلیل Epithilial کا اخراج، شوگر (یہ قطعی غلط ہے، کہ شوگر سورک مرض ہے، کیونکہ اس میں پنکریاز Pincarias کے خلیات سخت ہو کر مردہ ہو جاتے ہیں، اور سورا کا خلیاتی تبدیلی سے کوئی تعلق نہیں۔ فوطوں کی سوزش Orchitis حرام مغز کی خرابی جس میں ہاتھ اور پاؤں آہستہ آہستہ مغلوج ہوتے ہیں، ریڑھ کی ہڈی کا ٹیڑھا پن، مسلز کا کھچاؤ، پاؤں کی ایڑیاں درد کرتی ہیں، ماہواری کا درد (اگر رحم کی سختی کی وجہ سے ہو)۔

سفلس کی پہچان

ذہنی علامات:

دماغی طور پر سست Dull بے عقل، نیند کا بہت زیادہ آنا، یاداشت کمزور، احساسات Sensation کمزور، کند ذہن، زندگی سے بے زار، Lothing of life بات دیر سے سمجھتا ہے، روکھا پن، غصہ بہت کم آتا ہے، لیکن جب آتا ہے، تو بہت شدید ہوتا ہے،

جسمانی علامات:

پانی اور بدبو سفلس کا خاصہ ہے، چونکہ سفلس خلیہ Cell کے سائیٹوپلازم میں پیدا ہونے والے بخارات یا تبدیلی کی ایک ایسی متعفن حالت ہے، جس میں پانی اور بدبو بہت زیادہ ہوتی ہے۔ بدبودار پسینہ، بدبودار پیشاب، منہ سے بدبو، زخموں سے بدبو، سفلس میں جلن نہیں ہوتی ہڈی کا بھر بھرا ہونا۔ Caries ہڈی کا بڑھنا، خواہ جسم کے کسی بھی حصہ میں ہو، ہڈیوں کا ٹیڑھا پن Rickets دانتوں میں کھوڑیں، ہڈی کی ٹی بی (سورا اور سفلس کے مخلوط ہوئے بغیر ٹی بی نہیں ہو سکتی۔ نیز ٹی بی جسم کے بہت سارے حصّوں پر اثر انداز ہو سکتی ہے) بدبودار لیکوریا مسوڑھوں سے خون آنا، ناک کی درمیانی ہڈی Nasal Septum کا ٹیڑھا ہونا، اور کچا پن، منہ کے چھالے اور زخم، Thrush ناک میں زخم ہونا، کان یا ناک سے بدبودار رطوبت کا اخراج، چنبل اور دھدری Ring worm (یہ جلدی ٹی بی کی اقسام ہیں جو سفلیٹک ہیں) بال گرنا، گنجا پن، ناخنوں کا ٹوٹنا اور ٹیڑھے ہونا، سر پر بہت زیادہ پسینہ آنا، رال بہنا، دماغ میں پانی بھرنا Hydrocephelus منہ گلے کی رطوبتی جھلیوں کا ورم، زبان موٹی ہونے کی وجہ سے الفاظ کا تلفظ صحیح نہیں ہوتا۔ مسوڑھوں سے خون آنا، (یہ وٹامن سی کی کمی سے بھی آتا ہے)

ڑوں کی ٹی بی (اسمیں اکثر بخار ہوتا ہے) ریڑھ کی ٹی بی دمہ خشک اس میں سانس کی نالیاں (جو کہ

کری ہڈی **Cortilages** پر مشتمل ہوتی ہیں سکڑنے سے تنگی تنفس ہوتی ہے) گردوغبار کی وجہ سے سانس کی تکلیف نزلہ زکام **Dust Allergy** (ایسے مریض کی فیملی ہسٹری میں ٹی بی لازمی ہوتی ہے) ناک موٹا، بھدا اور بیٹھا ہوا۔ علامات میں رات کے وقت زیادتی ہونا، بھگندر **Fistula** ایگزیما، سر پر ایسے زخم جن پر موٹے تہہ دار کھرنڈ بنتے ہوں، قوباپن، ضدی قسم کی جلدی امراض، نیند میں خراٹے لینا، سفید کپڑے پر پسینے کا پیلا داغ پڑنا، بدبودار سیلان الرحم، جسمانی حرکات سست ہوتی ہیں۔

ردسورا دوائیں

Anti Psoric Remedies

ویسے تو ہر دوا کم وبیش ردِ سورا **Anti Psoric** ہے اور ہر انسان بھی سورک ہے، لیکن بعض ادویہ سورا کو کم کرنے کی زیادہ صلاحیت رکھتی ہیں، اور بعض کم، لہٰذا ذیل میں صرف وہ ادویہ تحریر کی گئی ہیں، جو سورک علامات کو کم کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہیں، لیکن اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ ادویہ صرف سورا ہی کے متعلق ہیں اور دوسری میازمی حالت پر انکا کوئی اثر نہیں بلکہ بہت سی ادویہ ایسی ہیں، جو سورا کے ساتھ ساتھ دوسری دونوں میازمی حالتوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں،

آرسنکم البم۔ آرسنکم آئیوڈائیڈ۔ ایلومینا۔ ایمبر اگریشیا۔ اناکارڈیم۔ ایپس ملیفیکا۔ آرم میور۔ آرم میٹ۔ ایسڈ فاس۔ آئیوڈینم۔ ایسڈ فلورک۔ اگنیشیا۔ اسافوٹیڈا۔ برائیٹا کارب۔ بوریکس بووسٹا۔ پٹرولیم۔ پلاٹینا۔ پائیروجینم۔ پکرک ایسڈ۔ ٹیرنٹولا ہسپانیہ۔ جیلسمیم۔ جرانڈی۔ سلینیم سارسپریلا۔ سیپیا۔ سلیشیا۔ سلفر۔ سورائینم۔ فاسفورس۔ کونیم۔ کلکیریا کارب کلکیریا فاس۔ کاربوویج کالی آئیوڈائیڈ۔ کالی بائی۔ کالی برومیٹم۔ گریفائٹس۔ لیکسس۔ لائیکوپوڈیم۔ مائسکس۔ نیٹرم کارب نیٹرم میور۔

ردّ سائیکوسس ادویہ

درجہ اوّل

ارجنٹم نائٹریکم۔ ارجنٹم مٹیلیکم۔ ایسڈ نائٹرک۔ تھوجا۔ سیپیا۔ سٹافی سگیریا۔ میڈورینم۔ نیٹرم سلف

درجہ دوم

آرم میور۔ آرم میٹ۔ آرسنکم آئیوڈائیڈ۔ آرسنکم البم۔ انٹی مونیم کروڈم۔ انٹی مونیم ٹارٹ۔ اناکارڈیم۔ ایسڈ میوراٹک۔ ایسڈ فلورک۔ بربیرس۔ برائی اونیا۔ برائٹا میور۔ بیلاڈونا۔ برومیم۔ پائیروجینم۔ پیٹرولیم۔ پلساٹیلا۔ ڈلکامارا۔ زنکم میٹ۔ سلفر۔ سلیشیا۔ سارساپریلا۔ سائینا۔ سنابیرس۔ فائٹولیکا۔ فاسفورس۔ کلکیریا کارب۔ کالی کارب۔ کالچیکم۔ کیپسیکم۔ کاسٹیکم۔ گریفائٹس۔ لیکسس۔ لائیکوپوڈیم۔ میگنشیا میور۔ نیٹرم کارب۔ نیٹرم میور

ردّ سفلس ادویہ

درجہ اوّل

آرسنکم البم۔ آرسنکم آئیوڈائیڈ۔ آرم مٹلیکم۔ ٹیوبرکولینم۔ سلیشیا۔ سفلینم۔ کالی آئیوڈائیڈ۔ کالی کارب۔ کالی سلف۔ لیکسس۔ مرکیورس۔ نائٹرک ایسڈ۔ ہیپر سلفر

درجہ دوم

آئیوڈینم۔ ایسڈ فاس۔ ایسڈ فلورک۔ پلساٹیلا۔ پیٹرولیم۔ سیپیا۔ سٹافی سگیریا۔ سارساپریلا۔ سنابیرس۔ فائیٹولیکا۔ کلکیریا فاس۔ کلکیریا فلور۔ گائیکم۔ لائیکوپوڈیم۔ مرک کار۔ مرک آئیوڈائیڈ روبر۔ مرک آئیوڈائیڈ فلیوس۔

اینڈوکرائن نظام اور ہارمونل افعال

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حمل ٹھہرنے سے لیکر بلکہ اس سے بھی پہلے مراحل سے لیکر مرتے دم تک صحت بیماری، بڑھوتری Growth، تولید، انحطاط، میٹابولیزم اور کیٹابولزم وغیرہ وغیرہ کے علاوہ جسم میں ہونے والے بہت سارے افعال میں ہارمونز کا بہت زیادہ عمل دخل ہے۔ بلکہ ہارمونز کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اور ہارمون میں تغیر پیدا ہونا بھی تکلیف دہ علامات کا سبب ہوتا ہے۔ دنیا میں رائج تمام طریقہ ہائے علاج (بشمول ہومیوپیتھی) میں سبب کو رفع کر کے علامات اور دیگر اظہار کو کنٹرول یا ختم کرنے کی تنبیہہ کی گئی ہے۔ لہذا اگر ہارمونل تغیر سبب کے طور پر موجود ہو، تو ایسی دوا کی ضرورت ہوگی۔ جو متعلقہ غدود کی خرابی کو دور کر کے تغیراتی کیفیت کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ (مثال کے طور پر پیچوٹری غدود کے ہارمون A.C.T.H کی زیادتی یا ایڈرینل غدود میں خرابی پیدا ہونے سے Cushings Syndrome کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ جس میں عورتوں کے چہرے پر داڑھی اور مونچھ اُگ آتی ہیں لیکن ہومیوپیتھس حضرات علاج کے لیے اکثر اولیم جیکورس Olium.jec یا نیٹرم میور Nat-M پر ہی توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ اور ناکام ہو جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں اگر سبب کو دور نہ کیا جائے۔ تو کامیابی نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن بھی ہے۔ جس کے لیے ہارمون کی بڑھی ہوئی زیادتی کو کم کرنا ضروری ہے) لہٰذا ذیل میں چند اہم غدود اور اُن سے متعلقہ ہارمونز کے تغیر کی وجہ سے ہونے والی تبدیلیوں کو نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے۔ تا کہ ہومیوپیتھی اور انسانیت دونوں کی بہتری ہو سکے۔ ہومیوپیتھک ادویات میں پیچوٹرین، انسولین اور تھائیروڈینم وغیرہ وغیرہ جیسی ادویہ موجود ہیں۔ جن کو صورتحال کے پیش نظر استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

1۔ پیچوٹری غدود Pituitary Gland

یہ کھوپڑی کے اندر پایا جاتا ہے۔ اور دماغ کے نچلے حصے سے ایک بندھن کے ذریعے سے جڑا ہوا ہے۔ یہ جسم کا مشہور اور اہم غدود ہے۔ اور اس میں کئی قسم کے ایسے ہارمون پیدا ہوتے ہیں جو دوسرے غدودوں کی کارکردگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس کے دو اہم حصے ہیں اگلا حصہ Interior lobe پچھلا حصہ Posterior lobe اس کے اگلے حصہ میں مندرجہ ذیل ہارمون پیدا ہوتے ہیں۔

i۔ گروتھ ہارمون Growth Harmone

یہ ہارمون قد بڑھانے کا ذمہ دار ہے خاص کہ لمبی ہڈیوں کی کارٹی لیجز پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس کی زیادتی سے قد بہت لمبا ہو جاتا ہے اور کمی سے قد چھوٹا رہ جاتا ہے۔

ii۔ تھائروٹرافیک ہارمون Thyrotrophic.H

یہ ہارمون تھائرائیڈ غدود Thyroid Gland کی نشوونما کرتا ہے جس سے تھائیراکسن ھارمون Thyroxin.H پیدا ہوتا ہے۔ اگر خون میں تھائرائیڈ ہارمون کی مقدار زیادہ ہو جائے تو تھائیرائیڈ کی بیماری تھائروٹاکسی کوسز Thyrotoxicosis ہو سکتی ہے اور کمی سے کریٹی نزم Cretinism وغیرہ ہو سکتی ہے اس ذکر تھائیرائیڈ کے حوالے سے کیا جائے گا۔

iii۔ ایڈرینوکارٹی کوٹرافیک ہارمون (A.C.T.H)

یہ ہارمون ایڈرینل غدود کے کارٹیکس کو کارٹی سون ہارمون پیدا کرنے پر اُکساتا ہے۔

iv۔ لیکٹوجنیک ہارمون Lactogenic .H

یہ ہارمون بچے کی پیدائش کے بعد خارج ہوتا ہے اور عورتوں کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کرنے کا ذمہ دار ہے۔

v۔ گونیڈوٹرافیک ہارمون Gonadotrophic.H

اس ہارمون کے مندرجہ ذیل دو جزو ہوتے ہیں۔

i۔ فالیکل سٹیمولیٹنگ ہارمون۔ Follicle Stimulating (F.S.H)

ii۔ لیوٹی نائیزنگ ہارمون۔ Luteinising.H(L.H)

F.S.H اووری پر اثر انداز ہو کہ ان کے فالیکل کی نشو ونما کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے بیضۃ الرّحم زیادہ ایسٹروجن ہارمون پیدا کرنے لگتی ہے یہی ہارمون عورتوں کی چھاتیوں کی پرورش کرتا ہے اور سائز میں اضافہ کرتا ہے مردوں میں یہی ہارمون فوطے (Testes) کو سٹیمولیٹ Stimulate کرتا ہے جس سے منی میں جراثیم کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے۔

L.H عورتوں میں بیضۃ الرّحم پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جس سے انڈے کا اخراج ہوتا ہے نیز ایک دوسرا زنانہ جنسی ہارمون پروجیسٹرون پیدا کرتا ہے جو خون روکنے میں مددگار رہتا ہے۔ مردوں میں لیوٹی نائیزنگ ہارمون فوطوں کو مردانہ جنسی ھارمون ٹسٹوسٹی رون Testostiron پیدا کرنے پر اکساتا ہے۔

پیچوٹری غدود کا پچھلا حصہ

مشہور ہارمون پیچوٹرین پیدا کرتا ہے جس کے دو جزو ہوتے ہیں۔

ا۔ آکسی ٹاسین۔ Oxytocine

۲۔ پیٹرے سین۔ Pitressin.

آکسی ٹاسین بچے کی پیدائش اور دودھ کے اخراج کے لیے ضروری ہے جبکہ پیٹرے سین پیشاب کے اخراج کو کم کرتا ہے اس کی کمی سے مریض کو پیشاب بار بار اور زیادہ آتا ہے لیکن شوگر خارج نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ یہ ھارمون خون کی نالیوں کو سکیڑ کر بلڈ پریشر نارمل رکھتا ہے۔ اسی طرح یہ غیر

اختیاری عضلات انتڑیوں معدے اور مثانے کو بھی سکیڑتا ہے۔

پیچوٹری غدور کی کمی کی بیماریاں:

بچہ قد میں چھوٹا۔ جنسی طور پر کمزور، بے عقل، بے تحاشا موٹا، اگر پیچوٹری غدود کے اگلے حصے کے ہارمون کی کمی ہو جائے تو نہ بچہ موٹا ہوتا ہے اور نہ ہی قد بڑھتا ہے۔ بڑی عمر میں پیچوٹری ہارمون کی کمی عموماً دیکھنے میں آتی ہے۔ جس کے نتیجے میں وزن کم ہو جاتا ہے بال سفید ہو جاتے ہیں۔ چہرے پر جھریاں پڑ جاتی ہیں جنسی خواہش مفقود ہو جاتی ہے۔ وقت سے پہلے بڑھاپا آ جاتا ہے یہ بیماری مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے۔

پیچوٹری ہارمون کی زیادتی کی بیماریاں.

بعض اوقات پیچوٹری غدود کے اگلے حصے میں کوئی خرابی واقع ہونے سے ہارمونز کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے۔ جس سے دوبارہ ہڈیاں بڑھنے لگتی ہیں جلد موٹی ہو جاتی ہے نچلا جبڑا بڑھ جاتا ہے ہاتھوں کی انگلیاں موٹی ہو جاتی ہیں۔ ایسا اکثر بڑی عمر میں ہوتا ہے اگر بچپن میں ہی اس ہارمون کی زیادتی ہو جائے تو قد بے تحاشا بڑھنے لگتا ہے حتی کہ ۸۔۹ فٹ تک بڑھ سکتا ہے۔

2۔ تھائی رائیڈ غدود۔ Thyroid Gland

یہ غدود تھائی راکسین اور ٹرائی آیوڈو تھائرونین پیدا کرتا ہے اور آیوڈین گروتھ کے لیے جمع رکھتا ہے۔ یہ ہارمون مناسب جسمانی اور دماغی نشو ونما کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ جلد اور بالوں کی صحت برقرار رکھتا ہے۔ اعصاب کی درست کارکردگی کے لیے ضروری ہے میٹابالیک ریٹ کو کنٹرول کرتا ہے اور آکسیجن کے استعمال کے لیے مددگار ہے۔ اس کی کمی سے قد چھوٹا رہ جاتا ہے۔ دماغی حالت کمزور، زبان موٹی چہرا بھدا نظر آتا ہے منہ کھلا رہتا ہے ہونٹ موٹے ہوتے ہیں۔ دیکھنے پ

انسان بے وقوف لگتا ہے حرارت کم رہتی ہے نبض سست، سانس آہستہ، بال کم ہو جاتے ہیں۔ جلد موٹی اور خشک رہتی ہے۔ انگلیاں موٹی اور بھدّی، سستی چھائی رہتی ہے۔ Basic Matabolic Rate (B.M.R) کم ہوتا ہے بڑی عمر میں عقل کم ہو جاتی ہے۔ تھکاوٹ زیادہ، حرکات آہستہ، سستی، بات چیت آہستہ ہو جاتی ہے۔ بال گرنے لگتے ہیں۔ حرارت جسم کم رہتی ہے۔ سردی زیادہ لگتی ہے۔ B.M.R کم ہو جاتا ہے گلہڑ پیدا ہو جاتا ہے۔

تھائی رائیڈ غدود کے ہارمون کی زیادتی کی بیماریاں:

اگر کسی وجہ سے ہارمون کی مقدار زیادہ ہو جائے تو انسان میں مندرجہ ذیل غیر طبعی اعمال پیدا ہو جاتے ہیں۔ مریض سوچنے میں تیزی کرتا ہے۔ حرکات تیز ہو جاتی ہیں۔ ہاتھ پاؤں کانپتے ہیں۔ ہتھیلیوں میں پسینہ آتا ہے۔ ہر وقت سوچتا رہتا ہے۔ بھوک تیز ہونے کے باوجود وزن کم ہو جاتا ہے۔ جلد گیلی رہتی ہے۔ نبض کی رفتار تیز ہو جاتی ہے B.M.R بڑھ جاتا ہے۔ آنکھوں کے ڈیلے باہر کو ابھر آتے ہیں۔

3۔ پیرا تھائی رائیڈ غدود:

یہ چار غدود ہوتے ہیں۔ اور تھائی رائیڈ غدود کے پچھلی طرف پائے جاتے ہیں یہ غدود پیرا تھارمون ہارمون پیدا کرتا ہے یہ ہارمون جسم کے اندر کیلشیم کے میٹابولیزم کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس کی زیادتی سے خون میں کیلشیم کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے کیلشیم کی خون میں موجودگی عضلات کی مناسب کارکردگی، خون کے انجماد، اعصاب کی کارکردگی اور ہڈیوں کی مناسب پرورش کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ اس ہارمون کی کمی کی وجہ سے خون میں کیلشیم کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً عضلات زیادہ حساس ہو جاتے ہیں۔ تشنج کے دورے پڑتے ہیں۔ ہاتھوں کی انگلیاں ٹیڑھی ہو جاتی ہیں۔ چہرے کے عضلات پھڑکتے ہیں۔ پاؤں اکڑ جاتے ہیں۔ ہاتھ مڑ جاتے ہیں۔ عضلات ایک دوسرے کے اوپر

بڑھ جاتے ہیں۔ چھوٹے بچوں میں تشنج کے دورے پڑتے ہیں۔ بلکہ سانس رکنے کی وجہ سے چہرہ نیلا ہو جاتا ہے۔ پیراتھارمون کی زیادتی سے خون میں کیلشیم کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور کیلشیم کی مقدار زیادہ ہونے کی وجہ سے گردوں میں پتھریاں بن جاتی ہیں۔ ہڈیاں نرم اور کمزور ہو جاتی ہیں۔ ان میں خلا بن جاتے ہیں، ہڈیوں میں درد ہوتا ہے، عضلات کمزور ہو جاتے ہیں۔ ہڈیاں جلد ٹوٹ جاتی ہیں۔

ایڈرینل غدود۔

یہ دو غدود ہوتے ہیں۔ جو گردوں کے اوپر پائے جاتے ہیں اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔

1- کارٹیکس

2- میڈولا

کارٹیکس میں مندرجہ ذیل تین اہم قسم کے ہارمون پیدا ہوتے ہیں

i۔ گلوکوکارٹی کائیڈز **Gluco Corticoids**

ii۔ میزیلوکارٹی کائیڈز **Mineralo Corticoids**

iii۔ سکسیس ھارمونز **Sex Hormones**

1- گلوکوکارٹی کائیڈز:۔

یہ ہارمون کارٹی سون اور ہائیڈرو کارٹی سون ہیں۔ یہ کاربوھائیڈریٹ کے میٹابولیزم کو کنٹرول کرتے ہیں۔ ان کا اثر انسولین کے مخالف ہے بلڈ شوگر لیول کو کنٹرول کرنا انکی ذمہ داری ہے اور ہنگامی حالت میں بلڈ شوگر لیول کو زیادہ بھی کرتے ہیں۔ ہنگامی حالت میں امائینو ایسڈ سے نائٹروجن نکالی کر گلوکوز بنا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ خون میں ای سینوفیلز اور لمفو سائٹس کو کم کرتے ہیں۔

2-مینر یلوکارٹی کائیڈز:

یہ ہارمون گردوں سے پوٹاشیم کے اخراج کو زیادہ کرتا ہے اس کے علاوہ سوڈیم اور کلورائیڈ کے اخراج کو روکتا ہے اور پانی کے اخراج کو کنٹرول کرتا ہے۔

3- سیکس ہارمونز:

اس میں دو قسم کے ہارمون ہوتے ہیں

i-ایڈرینوسٹی رون: یہ مردانہ جنسی ہارمون ہوتے ہیں۔

ii-ایسٹروجن اور پروجیسٹرون: یہ دونوں ہارمون نائٹروجن کے اخراج کو روکتے ہیں اور پروٹین کی Synthesis میں مددگار ہوتے ہیں۔

کمی کی بیماریاں:

ایڈرینل کارٹیکس کے ہارمون کی کمی سے مندرجہ ذیل علامات پیدا ہوتی ہیں۔ بھوک کی کمی۔ عضلات کی کمزوری۔ حرارت میں کمی۔ B.M.R کی کمی۔ جلد کی رنگت کی خرابی۔

زیادتی کی بیماریاں:

بڑی عمر میں کارٹیکس ہارمون زیادہ ہوجانے کی وجہ سے عورتوں میں مردانہ خواص پیدا ہونے لگتے ہیں۔ آواز موٹی ہوجاتی ہے۔ چہرے پر مونچھ داڑھی اگنے لگتی ہے۔ ماہواری رک جاتی ہے اور چھاتیاں سوکھ جاتی ہیں۔ مردوں میں اس کے برعکس زنانہ خواص پیدا ہونے لگتے ہیں۔ عضلات کمزور اور پتلے ہوجاتے ہیں۔ بلڈ شوگر بڑھ جاتی ہے۔ پیشاب میں شوگر کا اخراج ہوتا ہے۔

میڈولا کے افعال:

اس میں ددو ھارمون ایڈرنالین Adernaline اور نارایڈرنالین Noradernaline پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے دل کی آرٹریاں پھیل جاتی ہیں سانس کی نالیاں پھیل جاتی ہیں۔ عضلات میں خون کی نالیوں میں پھیلاؤ واقع ہوتا ہے۔ خون کی رگیں سکڑ جاتی ہیں جس سے بلڈ پریشر زیادہ ہوتا ہے۔ تلی کے سکڑنے کی وجہ سے خون کی مقدار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ گلائی کوجن گلوکوز میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں۔ سفینکٹر Sphineter کے سکڑنے کی وجہ سے پیشاب و پاخانے میں دقت ہوتی ہے۔ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مندرجہ بالا تمام عوامل کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں ایڈرینالین ہارمون کے زیادہ پیدا ہونے کی وجہ سے رُو پذیر ہوتے ہیں۔ ایڈرینل گلینڈ کے کارٹیکس کی کارکردگی پچوٹری گلینڈ کے اگلے حصے میں پیدا ہونے والے A.C.T.H کی وجہ سے ہوتی ہے۔

پنکریاز Pancreas

اس میں انسولین ہارمون پیدا ہوتا ہے جو کہ خون میں گلوکوز کی مقدار کو نارمل رکھنے کا ذمہ دار ہے۔

اہم کلینیکل امور

1- سائیکوسس ہمیشہ دن کو زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لئے گرمیوں کے موسم میں جب راتیں
چھوٹی اور دن لمبے ہوتے ہیں۔ تو سائیکوسس امراض کے علاج میں کامیابی کی شرح فیصد کم ہو جاتی
ہے۔ کیونکہ سائیکوسس دوا ہمیشہ مریض کو رات کے وقت دی جاتی ہے۔ اور وہ رات کے وقت ہی
سائیکوسس کے خلاف عمل کرتی ہے یا محاذ قائم کرتی ہے۔ لیکن جب سورج طلوع ہو جاتا ہے تو دوا کا
عمل کم ہو جاتا ہے اور سائیکوسس کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اگر صحیح منتخب شدہ دوا سائیکوسس کی لطافت
یا سائیکوسس کی قوت کے مقابلے میں طاقتور ہوگی اور رات کو دی گئی ہوگی تو سورج طلوع ہونے کے
بعد مریض پہلے دن کی نسبت کافی بہتری محسوس کرے گا۔ بصورت دیگر معمولی بہتری ہو سکتی ہے۔
جب کہ شام کے بعد دوا پھر اپنا عمل تیز کر دے گی۔ اسی طرح تیسرے دن مریض کی علامات کافی بہتر
ہو چکی ہوں گی۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ گرمیوں کے موسم میں سائیکوسس ادویہ کو اپنا عمل مکمل کرنے کے
لئے تھوڑا وقت ملتا ہے اور سردیوں کے موسم میں رات لمبی ہونے کی وجہ سے دوا کو عمل کرنے کا زیادہ
وقت مل جاتا ہے۔ جب کہ سفلس تبدیلیوں کے علاج کے لئے گرمیوں کا موسم معاون ہوتا ہے۔ کیونکہ
سفلس ہمیشہ رات کو اثر انداز ہوتا ہے۔ اور دوائیں دن کے وقت سفلس کے خلاف عمل کرتی ہیں۔
یہ تو صرف تجرباتی معلومات ہیں۔
بہر حال علاج تو ہر موسم میں کرنا ہوتا ہے۔

2- جب دو میازمیٹک تبدیلیوں کی حالتیں ایک ہی وقت میں موجود ہوں۔ تو مزاجی دوا دینے
سے ایک میازمی حالت جو غالب ہوگی۔ پہلے اور دوسری بعد میں ختم ہوگی۔ (بشرطیکہ دوا دونوں میازمی
حالتوں کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو اب یہ دوا پر بھی منحصر ہے۔ کہ وہ کس میازمی حالت کو زیادہ
قوت کے ساتھ ختم کرتی ہے یا دوا کس درجہ میں رد میازم ہے) یا پھر کون سی میازمی حالت جسم پر پہلے
اثر انداز ہوئی تھی۔ پہلے پیدا ہونے والی میازمی حالت بعد میں اور بعد میں پیدا ہونے والی میازمی

حالت پہلے ختم ہوگی۔

3- کوئی بھی میازمی حالت بذات خود نہ تو گرم ہے اور نہ ہی سرد بلکہ میازمی تبدیلیاں گرم اور سرد مزاج دونوں مریضوں میں برابر پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن گرم مزاج مریض کو متعلقہ میازم کو ختم کرنے والی گرم دوا دینی پڑے گی۔ اور سرد مزاج کو سرد مزاج دوا دینی ہوگی۔

4- اگر کوئی دوا مریض کی تمام علامات سے مماثل رکھتی ہو۔ مگر گرمی سردی کے لحاظ سے مریض کے مماثل نہ ہو۔ یعنی مریض گرم مزاج ہو تو سرد مزاج دوا کی تمام علامات سوائے گرمی کے اس سے مطابقت رکھتی ہوں۔ تب بھی وہ دوا مریض کے لئے بالمثل دوا نہیں ہے۔

5- مردوں میں وراثتی بیماریاں باپ کے خاندان کی طرف سے اور عورتوں میں ماں کے خاندان کی طرف سے زیادہ منتقل ہوتی ہیں۔ (اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ لڑکیاں والد کی وراثت سے اور لڑکے ماں کی وراثت سے متاثر نہیں ہوتے) اس لئے کیس ٹیکنگ Case Taking کے وقت عورتوں کے لئے ماں کے خاندان کی وراثتی بیماریوں کے بارے میں زیادہ معلوم کرنا ضروری ہے اور مرد کے علاج کے لئے باپ کے خاندان کی وراثتی بیماریوں کے متعلق جاننا ضروری ہے۔ البتہ اگر مریض کے ماں باپ کی شادی ایک ہی خاندان میں ہوئی (فرسٹ کزن کے ساتھ) ہو تو کوئی بھی میازمی حالت دونوں میں غالب ہوسکتی ہے۔

6- جب کسی مریض کو صحیح منتخب شدہ دوا دی جائے۔ اور اس کے کوئی نتائج برآمد نہ ہوں۔ تو دوا کی پوٹینسی تبدیل کرنے کے ساتھ دوا دہرائی بھی جائے گی اب خواہ جتنی خوراکیں دینے کے بعد ردعمل ظاہر ہوگا۔ اس وقت دوا کی ایک ہی خوراک تصور ہوگی۔ البتہ جب ردعمل ظاہر ہو جائے تو پھر دوا دہرائی نہیں جاسکتی۔ جب تک کہ علامات اس کا تقاضا نہ کریں۔

7- سائیکوسس دن کو اثر انداز ہوتا ہے۔ اور سفلس رات کو جب کہ سورا ماسوائے غروب آفتاب ہر وقت اثر انداز ہوتا رہتا ہے۔

-8 جس دوا کی علامات میں زیادتی گرمی سے ہو وہ دوا گرم اور جس کی علامات میں زیادتی سرد اشیاء ، سرد موسم وغیرہ میں ہو وہ سرد مزاج ہوتی ہیں۔ کچھ ادویہ میں زیادتی گرمی اور سردی دونوں کے تحت تحریر ہے ان کو مرکب المزاج ادویہ کہا جاتا ہے۔ مریض ہمیشہ اپنے مزاج کے مخلاف ماحول اور غذا پسند کرتا ہے۔ (گرمی سردی کے لحاظ سے)۔

-9 جن ادویہ میں زیادتی دن کے وقت تحریر ہے وہ سائیکوسس دوا ہوتی ہے بے شک کسی نے سائیکوسس دواؤں کی لسٹ میں نہ بھی تحریر کی ہو۔ مثلاً نیٹرم میو۔ کینٹ ریپرٹری میں سائیکوسس کی لسٹ میں تحریر نہیں ہے۔ لیکن نیٹرم میوز بلاشبہ سائیکوسس دوا ہے۔ (سورک علامات میں بھی دن کے وقت زیادتی ہوتی ہے)

-10 جب کوئی دوا دینے کے بعد مریض محسوس کرے کہ وہ ذہنی طور پر تو بہتری محسوس کرتا ہے لیکن اس کی مقامی علامات میں کوئی کمی نہ بھی ہو تو نہ ہی دوا دہرائی جائے اور نہ ہی تبدیل کی جائے۔ بلکہ انتظار کریں اس کے علاوہ اگر مریض کی کسی ایک علامت میں بھی کمی ہو جائے تو بھی انتظار کریں۔

-11 اکثر خیال کیا جاتا ہے کہ ہومیو پیتھک ادویہ اگر فائدہ نہ کریں تو نقصان بھی نہیں کرتیں (یہ ات لاہور میں ہونے والے ہومیو اور ایلو پیتھک ڈاکٹروں کے مباحثہ میں کہی گئی تھی) یہ غلط ہے ہومیو پیتھک دوا بالکل بلکہ زبردست نقصان دیتی ہے مگر جب غلط طریقہ سی دی گئی ہو۔ چونکہ ہومیو پیتھک دوا کا اثر بھی آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔ اسی طرح نقصان بھی آہستہ آہستہ ہی ہوتا ہے۔ جب تک مریض کو نقصان محسوس ہوتا ہے۔ اس وقت وہ بھول چکا ہوتا ہے۔ کہ یہ ہومیو پیتھک دوا کا اثر ہے۔ البتہ بعض نقصانات فوری طور پر بھی سامنے آتے ہیں۔ ایسی بات کرنا ہومیو پیتھی کی توہین ہے۔ اور ہومیو پیتھی کی اہمیت کو کم کرنے کے مترادف ہے۔ البتہ بزنس کرنے والوں کا معاملہ دوسرا ہے۔ یہ فطرت ہے کہ ہر فائدہ مند چیز کا نقصان بھی ہوتا ہے۔ مگر اس وقت جب اسے غلط طریقہ سے اپنایا جائے (قرآن مجید کتنی فائدہ مند چیز ہے مگر جب اس پر غلط طریقہ سے عمل کیا جائے تو بیڑا غرق ہو جائے گا)

12- غیر ہومیو پیتھس کا سوال ہوتا ہے کہ ہومیو پیتھک دوا اینٹی بائیوٹیکس نہیں ہیں پھر جراثیم کا خاتمہ کیسے کر سکتی ہیں؟ ہر ہومیو پیتھک دوا اینٹی بائیوٹیکس ہے۔ وہ اس طرح کہ جراثیم ایک زندہ اجسام ہیں۔ اور ہر جاندار کو زندہ رہنے کے لئے ایک ماحول درکار ہوتا ہے جب ہومیو پیتھک دوا دی جاتی ہے تو وہ اندرونی ماحول کو تبدیل کر دیتی ہے جس جراثیم مر جاتے ہیں۔ اور مریض کمی خون کا شکار بھی نہیں ہوتا۔ جبکہ ایلوپیتھک اینٹی بائیوٹیکس ادویہ انیمیا Anaemia پیدا کرتی ہیں۔

13- کچھ ادویہ تینوں میازموں کا سد باب کرتی ہیں۔ اگر ان کا انتخاب ہو جائے تو یہ اکثر پریکٹس کے لئے کامیاب ثابت ہوتی ہیں۔

14- اگر کسی مریض کو مزمن امراض Chronic Disease کے لئے دوا دی گئی ہو اور بعد میں اس مریض کو کوئی ایمرجینسی مثلاً الیکٹرک شاک، ہیضہ، چوٹ وغیرہ کا مسئلہ درپیش ہو تو اسے وقتی ضرورت کے مطابق دوا دینے سے پہلی مزاجی دوا کے عمل میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔ ماسوائے اس کے کہ اسے سابقہ دوا کے اثر کو زائل کرنے والی دوا دی گئی ہو۔

15- اگر ہائی پوٹینسی دوا جنرل علامات کے مطابق دی گئی ہو تو سب سے پہلے مریض کی ذہنی علامات میں کمی محسوس ہوتی ہے۔ اور مخصوص علامات کے تحت دی جانے والی کم طاقت Low-Potency کی دوا دینے سے مریض کی مقامی علامات میں کمی واقع ہوتی ہے۔ لیکن اس طرح علامات دوبارہ ظاہر ہو سکتی ہیں۔ جبکہ جنرل علامات پر دی گئی دوا سے ایسا نہیں ہوتا۔

16- جنرل علامات پر دی گئی ہائی پوٹینسی سے مریض کی علامات الٹے طریقہ ہیرنگ کے قانون شفاء کے مطابق واپس آئیں گی۔ اور وہ علامات بھی ختم ہو جائیں گی۔ جن کا مریض نے کیس ٹیکنگ کے وقت ذکر بھی نہیں کیا ہوتا۔

17- کسی مادی دوا کا جو قدرتی مزاج ہوتا ہے۔ وہ پوٹینسی کی صورت میں اس کے برعکس ہوتا ہے مثلاً آرسنکم البم خام حالت میں انتہائی گرام مزاج ہے۔ جبکہ پوٹینسی میں سرد مزاج ہے۔ اسی طرح بہت

سی ادویہ کی یہی صورت حال ہے۔

18- کسی نئے مریض کو کسی تیسرے شخص **Third Person** کی بیان کردہ علامات پر کاروباری لالچ کے تحت ہرگز دوا نہ دی جائے۔ بلکہ حتی الوسع کوشش کی جائے۔ کہ مریض سے خود سوالات کریں۔ تیسرا آدمی قطعی طور پر مریض کے ذہن کی عکاسی نہیں کرسکتا۔ اس سے پریکٹس متاثر ہو سکتی ہے۔

19- کسی بھی دوا کے استعمال میں دوا کی مقدار **Quantity** کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ بلکہ اہمیت صرف اس وقفہ کی ہوتی ہے جس وقفہ سے دوا دہرائی جاتی ہے۔ مقدار کی اہمیت خام حالت دواؤں کے استعمال میں ہوتی ہے۔

20- کسی بھی میازمیٹک **Miasmatic** مرض کے علاج کے لئے صرف وائٹل فورس کو تقویت **Up Stand** دینے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جب تک کہ دوا متعلقہ میازمی حالت کو درست نہ کرسکتی ہو۔ اس کی وجوہات یہ ہیں۔

i- کیونکہ وائٹل فورس کی کمزوری میازمی حملہ کے بعد پیدا ہوئی ہے اور جب میازم حملہ آور ہوا تھا تو وائٹل فورس اپنی پوری قوت کے ساتھ موجود تھی جو کہ میازم کی وجہ سے مغلوب ہوئی ہے۔

ii- جب وائٹل فورس اپنی پوری قوت کے وقت میازم کے حملہ کو نہیں روک سکی تو کمزوری کی حالت میں ابھر کر میازم کو کیسے ختم کرسکتی ہے۔ بے شک کسی دوا سے وائٹل فورس کو تقویت مل بھی جائے تو صرف وقتی طور تکلیف دہ علامات میں کمی ہوسکتی ہے۔

21- اگر کسی مریض میں بیک وقت ایک سے زیادہ میازمی حالتیں موجود ہوں تو سب کا اظہار ایک جیسا نہیں ہوگا۔ بلکہ ان میں سے کوئی ایک غالب اور دوسرا پس منظر میں ہوگا۔ ایسی حالت میں جو میازمی حالت زیادہ واضح ہوگی اس کے مطابق دوا کا انتخاب کرنا ہوگا۔ نتیجتاً غالب میازم پہلے ختم ہوگا۔ اور دوسرے بعد میں شدت سے ظاہر ہو سکتے ہیں جن کے لئے بعض اوقات دوا کے دوبارہ انتخاب کی

ضرورت پڑ سکتی ہے۔ بعض اوقات پہلی دوا سے ہی دوسری میازمی حالتیں بھی کنٹرول ہوسکتی ہیں، بشرطیکہ وہ دوا متعلقہ میازم کے خلاف برسرپیکار ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو،

22- میازم کی کئی اقسام ہوتی ہیں جس قسم کا تحریکی سبب ہوگا اسی قسم کی میازمی حالت بھی ہوگی اور ان کے سدباب کے لئے دوا بھی علیحدہ علیحدہ منتخب کرنا ہوگی۔

23- اکثر مریض سوال کرتے ہیں کہ میرے علاج میں کتنا عرصہ لگے گا؟ کسی بھی مریض کے ساتھ عرصہ کا تعین نہیں کرنا چاہیئے بیشک معالج کو یقین بھی ہو کہ مریض کو دی جانے والی دوا سے بہت جلد نتائج سامنے آسکتے ہیں ہوسکتا ہے مریض دوران علاج پرہیز نہیں کرتا یا ایسے ماحول میں چلا جاتا ہے جو اس کی تکلیف دہ علامات میں اضافہ کا باعث بن سکتا ہو، نیز کیا معلوم کہ اس مریض میں دوا کے لئے استعداد قبولیت کتنی ہے اس لئے ایک ہی بیماری میں مبتلا مریضوں کی صحت یابی کا دورانیہ مختلف ہوگا ہر قسم کے مریض کو 3 ماہ کے کورس کا وعدہ کرلینا درست نہیں بلکہ یہ صرف دوکانداری ہے۔

24- بعض ادویہ ایسی ہیں جو سفلس اور سائیکوسس دونوں میازمی حالتوں کو رد کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ مثلاً ایسڈ نائیٹرک، کالی سلف یا سیپیا وغیرہ ایسی ادویہ کا استعمال میازمی حالت کے پیش نظر کرنا چاہیئے۔ یعنی ایسی کسی دوا کو اگر سائیکوسس کے لئے استعمال کرنا ہو تو اسے شام کے وقت دیں اور اگر اسی دوا کو سفلس کے لئے استعمال کرنا ہو۔ تو دن کے وقت دیں اس سے بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں۔